دعا کے آداب وشرائط

کتاب وسنت کی روشنی میں

تالیف

ڈاکٹر سعید بن علی القحطانی حفظہ اللہ

اردو ترجمہ

ابو عبد اللہ/ عنایت اللہ بن حفیظ اللہ سنابلی

نظر ثانی

ابو المکرم عبد الجلیل

مکتب توعية الجاليات قبة، القصيم

پوسٹ بکس: ۳۷ ـ ٹیلیفون: ۰۶/۳۴۷۰۴۴۳ ـ فیکس: ۰۶/۳۴۷۱۰۷۵

مترجم سے رابطہ کے لئے:

Mobile: +91-9773026335 • Tel.: +91-22-25355252

E-Mail: inayatullahmadani@yahoo.com

شُرُوطُ الدُّعَاءِ

وَمَوَانِعِ الإِجَابَةِ

فِي ضَوْءِ الكِتَابِ وَالسُّنَّةِ

(باللغة الأردية)

تأليف الفقير إلى الله تعالى

الدكتور سعيد بن علي بن وهف القحطاني

نقله إلى الأردية

أبو عبد الله/ عناية الله بن حفيظ الله السنابلي

راجعه

أبو المكرم بن عبد الجليل

مكتب توعية الجاليات بقبة، القصيم

ص. ب: ٣٧ هاتف: ٠٦/٣٤٧٠٤٤٣ - ناسوخ: ٠٦/٣٤٧١٠٧٥

ISBN : 9960-43-841-4

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، أما بعد:

فإن الشيخ عنايت الله بن حفيظ الله هندي الجنسية معروف لدي منذ دهر طويل بسلامة المنهج والمعتقد، وقد كان داعية (رسمي) في مكتب الجاليات والدعوة والإرشاد بمدينة عنيزة بالمملكة العربية السعودية، ثم انتقل للدراسة في الجامعة الإسلامية كلية الحديث الشريف وتخرج بتقدير ممتاز، ولمعرفتي بسلامة منهجه أذنت له بترجمة أي كتاب من كتبي يرغب في ترجمته، وقد ترجم لي إلى الآن خمسة عشر كتابا، راجعنا منها أربعة عشر كتابا فوجدناها مترجمة ترجمة سليمة على منهج أهل السنة والجماعة.

وأوصي من يرى تزكيتي هذه أن يجعل الشيخ عنايت الله محل الثقة فإنه كذلك، سواء كان ذلك في الترجمة أو غيرها من الأعمال، لأمانته، وصدقه، وسلامة معتقده، هكذا أحسبه والله حسيبه ولا أزكي على الله أحدا. وصلى الله على نبينا محمد وعلى آله وأصحابه أجمعين.

قاله وكتبه الفقير إلى الله تعالى

د. سعيد بن علي بن وهف القحطاني

١٤٣١/٥/١١هـ

بسم الله الرحمن الرحيم

من سعيد بن علي بن وهف القحطاني إلى الأخ الشيخ عنايت الله بن حفيظ الله سلمه الله تعالى.

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته أما بعد:

فأرجو إرسال كل كتاب تترجمونه من كتبي إلى موقع دار الإسلام بعد مراجعته، حتى ينشر في هذا الموقع المبارك، والله أسأل أن يجعل ذلك في موازين حسناتكم وجزاكم الله خيرا.

والسلام عليكم ورحمة الله وبركاته

أخوك ومحبك في الله

د. سعيد بن علي بن وهف القحطاني

١٤٣١/٥/١١هـ

مُقَدِّمَۃ

إن الحمد لله ، نحمده، و نستعينه، ونستغفره ، ونعوذ بالله من شرور أنفسنا، ومن سيئات أعمالنا ، من يهده الله فلا مضل له، ومن يضلل فلا هادي له ، وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له، وأشهد أن محمداً عبده ورسوله، صلى الله عليه وعلى آله وأصحابه ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين، وسلم تسليماً كثيراً، أما بعد :

دعاء کی شرطوں اور قبولیت دعاء کے موانع کے سلسلہ میں یہ ایک مختصر سا رسالہ ہے جسے میں نے اپنی کتاب "الذکر والدعاء والعلاج بالرقیٰ"(۱) سے منتخب

(۱) ص:۱۲۳-۱۸۶، طبع مکتبۃ الرشد ریاض، ۱۴۰۷ھ۔

کر کے مستقل کتاب کی شکل دی ہے، اور اس میں کچھ ایسے اہم فوائد کا اضافہ کیا ہے، جن کی ایک مسلمان کو اپنی دعاء میں ضرورت ہوتی ہے، اس کتاب کو میں نے اس طرح مرتب کیا ہے:

پہلی فصل: دعاء کا مفہوم اور اس کی قسمیں۔

دوسری فصل: دعاء کی فضیلت۔

تیسری فصل: دعاء کی شرطیں اور قبولیت دعاء سے مانع امور۔

چوتھی فصل: دعاء کے آداب اور قبولیت کے مخصوص حالات واوقات۔

پانچویں فصل: انبیاء کا اہتمام دعاء اور بارگاہ الٰہی میں ان کے دعاؤں کی قبولیت۔

چھٹی فصل: مقبول دعائیں۔

ساتویں فصل: وہ اہم ترین امور جن کا بندہ اپنے رب سے سوال کرتا ہے۔

میں اللہ عزوجل سے سوال کرتا ہوں کہ وہ اسے صالح اور مقبول عمل بنائے اور میرے لئے اور جس تک بھی یہ کتاب پہنچے اس کے لئے نفع بخش بنائے، یہ

اللہ ہی کے بس میں ہےاور وہی اس پر قادر ہے۔

اللہ کی رحمت وسلامتی اور برکت نازل ہواس کے بندہ ورسول، اوراس کی مخلوق میں سب سے پسندیدہ ذات، ہمارے نبی، ہمارے امام، ہمارے اسوہ، ہمارے محبوب، محمد بن عبداللہ ﷺ پر، آپ کے آل واصحاب پراور قیامت تک آنے والےان کے سچے متبعین پر۔

مؤلف

بروز جمعہ ۱۷/۶/۱۴۱۶ھ۔

پہلی فصل:

دعا کا مفہوم اور اس کی قسمیں

پہلی بحث: دعا کا مفہوم

دعا کا لغوی مفہوم:

عربی زبان میں دعا کے معنیٰ طلب کرنے اور گڑگڑانے کے ہیں، کہا جاتا ہے: "دعوت الله أدعوه دعاءً" یعنی میں نے اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر مانگا، اور اس کے پاس جو خیر و بھلائی ہے اس کی رغبت اور خواہش کی (۱)۔

اور "دعا الله" کے معنیٰ ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ سے بھلائی طلب کی اور اس سے اس کی امید کی۔ نیز "دعا لفلانٍ" کا مطلب ہوتا ہے فلاں کے لئے خیر و

---

(۱) المصباح المنیر ۱/۱۹۴۔

بھلائی طلب کی، اور "دعا علی فلانٍ" کا معنیٰ ہے فلاں کے لئے شر اور برائی کی طلب (بددعا) کی (۱)۔

دعا کا اصطلاحی مفہوم:

(اصطلاح شرع میں) بندے کا اپنے رب سے گڑگڑا کر مانگنا دعا کہلاتا ہے، اور کبھی کبھی عظمت و پاکی اور حمد و ثنا بیان کرنے اور اسی طرح کے دیگر معانی کے لئے بھی دعا کا استعمال ہوتا ہے (۲)۔

دعا ذکر کی قسموں میں سے ایک قسم ہے، کیونکہ ذکر کی مندرجہ ذیل تین قسمیں ہیں:

پہلی قسم: اللہ کے اسماء و صفات اور ان کے معانی کا ذکر کرنا اور ان کے ذریعہ اللہ کی ثنا خوانی کرنا، نیز اللہ کی وحدانیت بیان کرنا اور اس کی ذات کو ان تمام چیزوں سے پاک اور منزہ قرار دینا جو اس کے شایان شان نہیں، اور اس کی بھی دو قسمیں ہیں:

(الف) ذکر کرنے والے کا اسماء و صفات الٰہی کے ذریعہ اللہ کی ثنا کرنا،

---

(۱) المعجم الوسیط ۱/۲۸۶۔

(۲) القاموس الفقهی لغة و اصطلاحاً ص: ۱۳۱۔

اوراسی قسم کا تذکرہ احادیث میں آیا ہے، جیسے:

"سبحان الله، والحمد لله، ولا إله إلا الله، والله أكبر"۔

اللہ کی ذات پاک ہے، اور تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، اور اللہ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں، اور اللہ سب سے بڑا ہے۔

(ب) رب تعالیٰ کے بارے میں اس کے اسماء وصفات کے احکام کے ذریعہ خبر دینا، مثال کے طور پر آپ کہیں: اللہ عز وجل ہر چیز پر قادر ہے' اللہ عز وجل اپنے بندے کی توبہ سے اپنی سواری کھو کر پا جانے والے مسافر سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے' وہ اپنے بندوں کی آوازوں کو سنتا ہے' ان کی حرکات کو دیکھتا ہے، بندوں کے اعمال میں سے کوئی بھی چیز اس سے مخفی و پوشیدہ نہیں' وہ اپنے بندوں پر ان کی ماں اور باپ سے بھی زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

دوسری قسم: حکم، ممانعت، حلال، حرام اور ان کے احکام کا ذکر کرنا، چنانچہ حکم پر عمل کیا جائے، ممانعت سے باز رہا جائے، حرام کو حرام اور حلال کو حلال سمجھا جائے، اس کی بھی دو قسمیں ہیں:

(الف) اللہ کے سلسلہ میں خبر دیتے ہوئے ان چیزوں کے ذریعہ اس کا ذکر کرنا کہ اللہ نے ایسا حکم دیا، اس چیز سے منع فرمایا، اس چیز کو پسند فرمایا، اس

چیز سے ناراض ہوا، اس چیز سے خوش ہوا۔

(ب) اللہ کے حکم کے وقت اس کا ذکر کرنا بایں طور کہ فوری طور پر اس کے حکم پر عمل کیا جائے، اور اس کی ممانعت کے وقت اس کا ذکر کرنا بایں طور کہ ممنوع کام سے دور بھاگے اور اسے ترک کردے۔

تیسری قسم: اللہ کی نشانیوں، نعمتوں اور احسان کا ذکر کرنا، یہ بھی ذکر کی عظیم الشان قسموں میں سے ہے۔

اس طرح ذکر کی یہ پانچ قسمیں ہوئیں، یہ مجموعی طور پر تین قسموں میں بھی سمٹ سکتی ہیں:

۱- وہ ذکر جس پر دل وزبان دونوں متفق ہوں، یہ ذکر کی سب سے اعلیٰ قسم ہے۔

۲- وہ ذکر جو صرف دل سے ہو، یہ ذکر کا دوسرا درجہ ہے۔

۳- وہ ذکر جو صرف زبان سے ہو، یہ ذکر کا تیسرا درجہ ہے(۱)۔

اور ذکر کا مفہوم یہ ہے کہ غفلت اور بھول سے دور رہا جائے، غفلت یہ کہ انسان اپنے اختیار سے کسی چیز کو ترک کردے، جبکہ نسیان (بھول) یہ ہے کہ

---

(۱) مدارج السالکین لابن القیم، ۲/۴۳۰ و ۲۳/۳، والوابل الصیب لابن القیم، ص: ۱۷۸ تا ۱۸۱۔

انسان غیر ارادی طور پر کسی چیز کو ترک کردے۔

ذکر کے (مندرجہ ذیل) تین مراتب ہیں:

۱-ذکر ظاہر: یعنی اللہ کی ثنا کرنا، جیسے: سبحان الله' والحمد لله ' ولا إله إلا الله ' والله أكبر ،وغیرہ کہنا۔

یا ذکر دعاء: جیسے ارشاد باری تعالیٰ:

﴿قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ﴾ (۱)۔

ان دونوں نے کہا اے ہمارے رب! ہم نے اپنے آپ پر ظلم کیا ہے اور اگر تو نے ہماری بخشش نہ کی اور ہم پر رحم نہ کیا، تو ہم یقیناً خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہوجائیں گے۔

نیز فرمان نبوی ﷺ:

"یا حي یا قیوم برحمتک أستغیث"۔

اے ہمیشہ زندہ رہنے والے، اے سنبھالنے والے! میں تیری رحمت کے وسیلہ سے فریاد رسی کرتا ہوں۔

---

(۱) سورۃ الأعراف: ۲۳۔

یا ذکر رعایت: مثلاً یہ کہنا کہ 'اللہ میرے ساتھ ہے' اللہ مجھے دیکھ رہا ہے' اللہ میرا گواہ ہے' وغیرہ، اور اس طرح کے دیگر الفاظ جو اللہ کے ساتھ حاضری کی تقویت کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں اور اس میں دل کی مصلحت، اللہ کے لئے ادب کی حفاظت، غفلت سے بچاؤ اور شیطان اور نفس کے شر سے اللہ عزوجل کی پناہ کی رعایت پائی جائے گی۔

اذکار نبویہ ﷺ ان تینوں قسموں کی جامع ہیں، کیونکہ وہ اللہ کی حمد وثنا' اور اشارہ وکنایہ اور صراحت کے ساتھ دعا اور سوال کرنے کو شامل ہیں، نیز کمال رعایت، دل کی مصلحت، غفلتوں سے نجات، اور وسوسوں اور شیطان سے پناہ کو متضمن ہیں۔

۲-ذکر خفی: صرف دل سے ذکر کرنے، غفلت، بھول چوک، اور دل اور اللہ عزوجل کے درمیان حائل پردوں سے چھٹکارا حاصل کرنے، اور ہمیشہ دل کے ذریعہ اللہ کے ساتھ اس طرح حاضر رہنے کا نام ہے کہ گویا وہ اسے دیکھ رہا ہے۔

۳-ذکر حقیقی: یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو یاد کرے (۱)۔

---

(۱) مدارج السالکین، ۲/۴۳۴، ۴۳۵۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ﴾ (۱)۔

تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا اور میری شکرگزاری کرو اور میری ناشکری نہ کرو۔

نیز نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''يقول الله تعالىٰ: أنا عند ظن عبدي بي ، وأنا معه إذا ذكرني، فإن ذكرني في نفسه ذكرته في نفسي، وإن ذكرني في ملأٍ ذكرته في ملأٍ خيرٍ منهم، وإن تقرب إلي شبراً تقربت إليه ذراعاً، وإن تقرب إلي ذراعاً تقربت إليه باعاً، وإن أتاني يمشي أتيته هرولةً'' (۲)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں اپنے سلسلہ میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوتا ہوں، اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا

(۱) سورۃ البقرۃ:۱۵۲۔

(۲) صحیح بخاری، حدیث نمبر (۷۴۰۵) ومسلم، ۲۰۶۱/۴، بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، اور مذکورہ الفاظ بخاری کے ہیں۔

ہوں، اگر وہ اپنے جی میں مجھے یاد کرتا ہے تو میں اسے اپنے جی میں یاد کرتا ہوں، اور اگر وہ مجھے کسی جماعت کے درمیان یاد کرتا ہے تو میں اسے اس سے بہتر جماعت میں یاد کرتا ہوں، اور اگر وہ مجھ سے ایک بالشت قریب ہوتا ہے تو میں اس سے ایک ہاتھ قریب ہوتا ہوں، اور اگر وہ مجھ سے ایک ہاتھ کے بقدر قریب آتا ہے تو میں دونوں ہاتھوں کے درمیان کی دوری کے بقدر اس سے قریب آتا ہوں، اور اگر وہ میرے پاس چل کر آتا ہے تو میں اس کے پاس دوڑ کر آتا ہوں۔

دوسری بحث: دعا کی قسمیں

پہلی قسم: دعا عبادت:

دعا عبادت اعمال صالحہ کے ذریعہ ثواب طلب کرنے کو کہتے ہیں، جیسے شہادتین کا زبانی اقرار اور اس کے تقاضوں پر عمل، نماز، روزہ، زکاۃ، حج، اللہ کے لئے قربانی، نذر ونیاز وغیرہ، ان میں سے بعض عبادتیں زبان حال کے ساتھ ساتھ زبان کلام کے ذریعہ بھی دعاء کو متضمن ہیں' مثلاً نماز، چنانچہ جو شخص ان عبادات اور ان کے علاوہ دیگر فعلی عبادات کو انجام دیتا ہے وہ گویا اپنے رب

سے دعا کرتا ہے اور زبان حال سے اس سے طلب کرتا ہے کہ وہ اس کی مغفرت فرمادے۔

خلاصہ یہ ہے کہ وہ اللہ کے ثواب کے حصول اور اس کے عذاب سے ڈر کر اللہ کی عبادت کرتا ہے۔

عبادت کی یہ قسم اللہ کے علاوہ کسی اور کے لئے درست اور جائز نہیں، اور جس نے ان میں سے کچھ بھی غیر اللہ کے لئے انجام دیا تو اس نے دین اسلام سے خارج کر دینے والے کفر اکبر کا ارتکاب کیا، اور اس پر اللہ عز وجل کا درج ذیل فرمان صادق آئے گا(۱):

﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْ أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ﴾ (۲)۔

اور تمہارے رب نے فرمایا ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا، بے شک جولوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں

(۱) دیکھئے: فتح المجید، ص:۱۸۰، والقول المفید علی کتاب التوحید للعلامہ ابن عثیمین، ۱/ ۱۱۷، وفتاوی ابن عثیمین، ۶/ ۵۲۔

(۲) سورۃ المؤمن:۶۰۔

وہ جلد ہی ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔

نیز ارشاد ہے:

﴿ قُلْ إِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، لَا شَرِيْكَ لَهُ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ﴾ (۱)۔

آپ کہہ دیجئے کہ یقیناً میری نماز، اور میری قربانی، اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ رب العالمین کے لئے ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی بات کا حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔

دوسری قسم: دعاء سوال (دعاء طلب):

دعاء سوال یا دعاء طلب اس چیز کی طلب کو کہتے ہیں جو دعاء کرنے والے کو نفع پہنچائے، خواہ کسی نفع کا حصول ہو، یا کسی نقصان سے بچاؤ، یا حاجات طلبی، دعاء سوال میں درج ذیل تفصیلات ہیں:

(الف) اگر دعاء سوال کا صدور کسی بندے سے مخلوقات میں سے اپنے ہی

(۱) سورۃ الأنعام:۱۶۲، ۱۶۳۔

جیسے کسی بندے سے ہو، اور وہ زندہ، حاضر اور اس چیز پر قادر ہو تو ایسا کرنا شرک نہیں ہے، مثلاً کسی سے کہیں 'مجھے پانی پلا دو' یا 'اے فلان مجھے کھانا دیدو' وغیرہ تو اس میں کوئی حرج نہیں، اور اسی لئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ:

''من سأل بالله فأعطوه، ومن استعاذ بالله فأعيذوه، ومن دعاكم فأجيبوه، ومن صنع إليكم معروفاً فكافئوه، فإن لم تجدوا ما تكافئونه فادعوا له حتى تروا أنكم قد كافأتموه''(۱)۔

جو اللہ کے واسطے سے مانگے اسے دو، اور جو اللہ کے واسطے سے پناہ طلب کرے اسے پناہ دو، اور جو تمہیں دعوت دے اس کی دعوت کو قبول کرو، اور جو تمہارے ساتھ بھلائی کرے اسے بدلہ دے کر اس کی بھرپور تلافی کرو، اور اگر تمہارے پاس تلافی کے لئے کچھ نہ ہو تو اس کے لئے دعا کرو یہاں تک کہ تم جان لو کہ تم نے اس کی بھرپور تلافی کر دی ہے۔

(۱) ابوداؤد، حدیث نمبر (۱۶۷۲)، ونسائی، ۸۲/۵، ومسند احمد، ۲/ ۶۸، ۹۹، نیز دیکھئے: التعليق المفيد على كتاب التوحيد لسماحة الشيخ العلامة ابن باز، ص: ۹۱ و ۲۴۵۔

(ب) یہ کہ دعا کرنے والا کسی مخلوق کو پکارے اور اس سے ایسی چیز طلب کرے جس پر صرف اللہ واحد ہی قادر ہے، تو ایسا کرنے والا شخص مشرک اور کافر ہے، خواہ جسے پکار رہا ہو وہ زندہ ہو یا مردہ، حاضر ہو یا غائب، جیسے کوئی کہے: 'اے میرے فلاں سردار! میرے بیمار کو شفا دیجئے' میرے کھوئے ہوئے کو واپس کر دیجئے' مدد کیجئے، مدد کیجئے' مجھے اولاد عطا کیجئے' تو یہ دین اسلام سے خارج کر دینے والا کفر اکبر ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِنْ يَّمْسَسْکَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا کَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ، وَإِنْ يَّمْسَسْکَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾(۱)۔

اور اگر اللہ تم کو کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا اور کوئی اسے دور کرنے والا نہیں ہے، اور اگر اللہ تمہیں کوئی نفع پہنچائے تو وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔

نیز ارشاد ہے:

﴿ وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُکَ وَلَا يَضُرُّکَ فَإِنْ

(۱) سورۃ الأنعام: ۱۷۔

فَعَلْتَ فَإِنَّکَ إِذاً مِّنَ الظَّاْلِمِیْنَ، وَإِنْ یَّمْسَسْکَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَاْ کَاْشِفَ لَهُ إِلَّاْ هُوَ وَإِنْ یُرِدْکَ بِخَیْرٍ فَلَاْ رَاْدَّ لِفَضْلِهِ یُصِیْبُ بِهِ مَنْ یَّشَاْءُ مِنْ عِبَاْدِهِ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ﴾(۱)۔

اورتم اللہ کے علاوہ کسی ایسی ذات کو نہ پکارو جو نہ تمہیں نفع پہنچا سکتی ہے اور نہ ہی نقصان، اگر تم نے ایسا کیا تو تم یقیناً ظلم کرنے والوں میں سے ہو جاؤ گے، اور اگر اللہ تم کو کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا اور کوئی اسے دور کرنے والا نہیں ہے، اور اگر وہ تم کو کوئی خیر پہنچانا چاہے تو اس کے فضل کا کوئی ہٹانے والا نہیں، وہ اپنا فضل اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے نچھاور کر دے اور وہ بڑی مغفرت، بڑی رحمت والا ہے۔

نیز ارشاد ہے:

﴿ إِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَاْدٌ أَمْثَاْلُکُمْ فَاْدْعُوْهُمْ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لَکُمْ إِنْ کُنْتُمْ صَاْدِقِیْنَ﴾(۲)۔

(۱) سورۃ یونس: ۱۰۶، ۱۰۷۔

(۲) سورۃ الأعراف: ۱۹۴۔

بے شک تم اللہ کو چھوڑ کر جن کی عبادت کرتے ہو وہ بھی تم ہی جیسے بندے ہیں، اگر تم سچے ہو تو انہیں پکارو اور پھر وہ تمہارا کہنا پورا کر دیں۔

نیز ارشاد ہے:

﴿وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ لَاْ یَسْتَطِیْعُوْنَ نَصْرَکُمْ وَلَاْ أَنْفُسَهُمْ یَنْصُرُوْنَ﴾(۱)۔

اور تم لوگ اللہ کو چھوڑ کر جن لوگوں کی عبادت کرتے ہو وہ تمہاری کچھ مدد نہیں کر سکتے اور نہ وہ خود اپنی ہی مدد کر سکتے ہیں۔

نیز ارشاد باری ہے:

﴿وَمِنَ النَّاْسِ مَنْ یَعْبُدُ اللّٰهَ عَلَى حَرْفٍ فَإِنْ أَصَاْبَهُ خَیْرٌ اطْمَأَنَّ بِهِ وَإِنْ أَصَاْبَتْهُ فِتْنَةٌ انْقَلَبَ عَلَى وَجْهِهِ خَسِرَ الدُّنْیَاْ وَالْآخِرَةَ ذَلِکَ هُوَ الْخُسْرَاْنُ الْمُبِیْنُ، یَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَاْ لَاْ یَضُرُّهُ وَمَاْ لَاْ یَنْفَعُهُ ذَلِکَ هُوَ الضَّلَاْلُ الْبَعِیْدُ ، یَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهُ أَقْرَبُ مِنْ

(۱) سورۃ الأعراف: ۱۹۷۔

نَّفْعِهِ لَبِئْسَ الْمَوْلَى وَلَبِئْسَ الْعَشِيْرُ﴾ (۱)۔

بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ ایک کنارے پر (کھڑے) ہوکر اللہ کی عبادت کرتے ہیں، اگر کوئی نفع مل گیا تو دل چسپی لینے لگتے ہیں، اور اگر کوئی آفت آ گئی تو اسی وقت منہ پھیر لیتے ہیں، انھوں نے دونوں جہان کا نقصان اٹھالیا، واقعی یہ کھلا نقصان ہے، اللہ کے سوا انہیں پکارتے ہیں جو نہ انہیں نقصان پہنچا سکیں نہ نفع، یہی تو دور دراز کی گمراہی ہے، اسے پکارتے ہیں جس کا نقصان اس کے نفع سے زیادہ قریب ہے، یقیناً برے والی ہیں اور برے ساتھی۔

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهُ إِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهُ وَ إِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَّايَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ، مَا قَدَرُوْا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهِ إِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ﴾ (۲)۔

(۱) سورۃ الحج:۱۱تا۱۳۔

(۲) سورۃ الحج:۷۳،۷۴۔

اے لوگو! ایک مثال بیان کی جارہی ہے ذرا کان لگا کر سنو! اللہ کے سوا جن جن کو تم پکارتے رہے ہو وہ ایک مکھی بھی تو پیدا نہیں کر سکتے گو سارے کے سارے ہی جمع ہو جائیں، بلکہ مکھی اگر ان سے کوئی چیز لے بھاگے تو یہ اسے اس سے چھین بھی نہیں سکتے، بڑا کمزور ہے طلب کرنے والا اور بڑا بودا ہے وہ جس سے طلب کیا جارہا ہے، ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی کما حقہ قدر نہ کی، بے شک اللہ تعالیٰ قوی اور غالب ہے۔

نیز ارشاد ہے:

﴿ مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ أَوْلِيَاءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ اتَّخَذَتْ بَيْتاً وَّإِنَّ أَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ لَوْكَانُوْا يَعْلَمُوْنَ، إِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ مِنْ شَيْءٍ وَّهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ، وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُوْنَ﴾ (۱)۔

جن لوگوں نے اللہ کے سوا اور کارساز مقرر کر رکھے ہیں ان کی مثال

(۱) سورۃ العنکبوت:۴۱تا۴۳۔

مکڑی کی سی ہے کہ وہ بھی ایک گھر بنا لیتی ہے، حالانکہ تمام گھروں سے
کمزور اور بودا گھر مکڑی کا گھر ہی ہے کاش وہ جانتے، اللہ تعالیٰ ان
تمام چیزوں کو جانتا ہے جنھیں وہ اس کے سوا پکار رہے ہیں، اور وہ
غالب اور حکمت والا ہے، ہم ان مثالوں کو لوگوں کے لئے بیان فرما
رہے ہیں، اور انہیں صرف علم والے ہی سمجھتے ہیں۔

نیز ارشاد ہے:

﴿ قُلِ ادْعُوْا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِيْ السَّمٰوٰتِ وَلَا فِيْ الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهُ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ، وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ حَتّٰى إِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴾(۱)۔

کہہ دیجئے کہ اللہ کے سوا جن جن کا تمہیں گمان ہے سب کو پکار لو، نہ ان
میں سے کسی کو آسمانوں اور زمین میں سے ایک ذرہ کا اختیار ہے، نہ
ان کا ان میں کوئی حصہ ہے، نہ ان میں سے کوئی اللہ کا مددگار ہے،

(۱) سورۃ سبا:۲۲،۲۳۔

سفارش بھی اس کے پاس کچھ نفع نہیں دیتی سوائے ان کے جن کے
لئے اجازت ہو جائے، یہاں تک کہ جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ
دور کر دی جاتی ہے تو پوچھتے ہیں کہ تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا؟
جواب دیتے ہیں کہ حق فرمایا، اور وہ بلند و بالا اور بہت بڑا ہے۔

نیز ارشاد ہے:

﴿ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ، إِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَاءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ ﴾(۱)۔

یہی اللہ تمہارا رب ہے، اسی کی بادشاہت ہے، اور اس کے سوا جنھیں تم
پکار رہے ہو وہ تو کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں ہیں، اگر تم
انہیں پکارو تو وہ تمہاری پکار سنتے ہی نہیں، اور اگر (بالفرض) سن بھی لیں
تو فریاد رسی نہیں کریں گے، بلکہ قیامت کے دن تمہارے اس شرک کا
صاف انکار کر جائیں گے، اور آپ کو کوئی بھی اللہ تعالیٰ جیسا خبردار خبر

(۱) سورۃ فاطر:۱۳،۱۴۔

نہ دے گا۔

نیز ارشاد ہے:

﴿ وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَائِهِمْ غَافِلُوْنَ ، وَإِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ أَعْدَاءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كَافِرِيْنَ﴾ (۱)۔

اور اس سے بڑھ کر گمراہ اور کون ہوگا جو اللہ کے سوا ایسوں کو پکارتا ہے جو قیامت تک اس کی دعا قبول نہ کر سکیں ، بلکہ ان کی پکار سے محض غافل اور بے خبر ہوں، اور جب لوگوں کو جمع کیا جائے گا تو یہ ان کے دشمن ہو جائیں گے اور ان کی عبادت سے صاف انکار کر جائیں گے۔

ہر وہ شخص جس نے غیر اللہ سے فریادرسی کی ، یا دعاء عبادت کے طور پر یا دعاء سوال کے طور پر کسی ایسے مسئلہ میں غیر اللہ کو پکارا جس پر صرف اللہ عز وجل ہی قادر ہے' تو ایسا شخص مشرک اور مرتد (دین اسلام سے خارج) ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْا إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ

(۱) سورۃ الأحقاف: ۵، ۶۔

وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْ إِسْرَائِيْلَ اعْبُدُوْا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ إِنَّهُ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ، وَمَا لِلظَّالِمِيْنَ مِنْ أَنْصَارٍ﴾ (۱)۔

بے شک وہ لوگ کافر ہو گئے جن کا قول ہے کہ مسیح ابن مریم ہی اللہ ہیں، حالانکہ خود مسیح نے ان سے کہا تھا کہ اے بنی اسرائیل! اللہ ہی کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا سب کا رب ہے، یقین مانو کہ جو شخص اللہ کے ساتھ شریک کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہی ہے اور گنہگاروں کی مدد کرنے والا کوئی نہ ہوگا۔

نیز ارشاد ہے:

﴿ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ، وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالاً بَعِيْداً﴾ (۲)۔

یقیناً اللہ تعالیٰ اس چیز کو نہیں معاف کرتا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے ، اور اس کے علاوہ گناہ کو جس کے لئے چاہے بخش دیتا ہے، اور

(۱) سورۃ المائدۃ: ۷۲۔

(۲) سورۃ النساء: ۱۱۶، اور آیت (۴۸) میں ﴿فقد افترى إثماً عظيماً﴾ کے الفاظ ہیں۔

جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا وہ بہت دور کی گمراہی میں چلا گیا۔

نیز ارشاد ہے:

﴿ فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهاً آخَرَ فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِيْنَ﴾ (۱)۔

لہٰذا تم اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہ پکارو کہ تم سزا پانے والوں میں سے ہو جاؤ۔

نیز ارشاد ہے:

﴿ وَلَقَدْ أُوْحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ، بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشَّاكِرِيْنَ﴾ (۲)۔

یقیناً تیری طرف بھی اور تجھ سے پہلے (کے تمام نبیوں) کی طرف بھی وحی کی گئی ہے کہ اگر تو نے شرک کیا تو بلا شبہ تیرا عمل ضائع ہو جائے گا اور بالیقین تو زیاں کاروں میں سے ہوگا بلکہ تو اللہ ہی کی عبادت کر

(۱) سورۃ الشعراء: ۲۱۳۔

(۲) سورۃ الزمر: ۶۵، ۶۶۔

اور شکر کرنے والوں میں سے ہو جا۔

نیز ارشاد ہے:

﴿ وَلَوْ أَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ (۱)۔

اور اگر بالفرض یہ حضرات (انبیاء) بھی شرک کرتے تو جو کچھ یہ اعمال کرتے تھے وہ سب اکارت ہو جاتے۔

استغاثہ (فریاد) اور دعا کے درمیان فرق:

استغاثہ کے معنیٰ مدد طلب کرنے یعنی پریشانی کے ازالہ کے ہوتے ہیں، جیسے استنصار کے معنیٰ نصرت و مدد طلب کرنے اور استعانت کے معنیٰ اعانت طلب کرنے کے ہوتے ہیں۔

چنانچہ استغاثہ اور دعا کے درمیان فرق یہ ہے کہ استغاثہ کسی مصیبت اور پریشانی کے وقت کیا جاتا ہے، جبکہ دعا استغاثہ سے عام ہے' کیونکہ دعا پریشانی اور غیر پریشانی ہر حال میں کی جاتی ہے۔

لہٰذا جب دعاء کا عطف استعانت پر ہو تو وہ عطف العام علی الخاص کے قبیل سے ہوگا اور دعا اور استغاثہ کے درمیان عموم خصوص مطلق کی نسبت پائی جائے

(۱) سورۃ الأنعام: ۸۸۔

گی، دونوں ایک مادہ (وصف) میں مشترک ہوں گے، لیکن دعا ایک مادہ میں استغاثہ سے جدا ہوگی۔ چنانچہ ہر استغاثہ دعا ہے اور ہر دعا استغاثہ نہیں۔

دعاء سوال دعاء عبادت کو شامل ہے اور دعاء عبادت دعاء سوال کو مستلزم ہے، قرآن کریم میں دعاء سے مراد کبھی دعاء عبادت ہوتی ہے اور کبھی دعاء سوال، اور کبھی دونوں کا مجموعہ مراد ہوتا ہے(۱)۔

(۱) دیکھئے: فتح المجید، ص:۱۸۔

دوسری فصل: دعاء کی فضیلت

دعاء کی فضیلت میں بے شمار آیات واحادیث آئی ہیں، ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

(۱) ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَإِنِّيْ قَرِيْبٌ أُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ﴾ (۱)۔

اور جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے سوال کریں، تو آپ کہہ دیں کہ میں بہت ہی قریب ہوں، ہر پکارنے والے کی پکار کو

(۱) سورۃ البقرۃ:۱۸۶۔

جب کبھی وہ پکارے قبول کرتا ہوں، اس لئے لوگوں کو بھی چاہئے کہ میری بات مان لیا کریں، اور مجھ پر ایمان رکھیں، شاید وہ رشد و بھلائی سے ہمکنار ہوں۔

(۲) ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْ أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ ﴾ (۱)۔

اور تمہارے رب نے کہا مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا، یقیناً جو لوگ میری عبادت سے اعراض وتکبر کرتے ہیں وہ جلد ہی ذلیل ہوکر جہنم میں داخل ہوں گے۔

(۳) نیز ارشاد ہے:

﴿ ادْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعاً وَّخُفْيَةً إِنَّهُ لاَ يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ، وَلاَ تُفْسِدُوْا فِيْ الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلاَحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفاً وَّطَمَعاً إِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴾ (۲)۔

(۱) سورۃ المؤمن: ۶۰۔

(۲) سورۃ الأعراف: ۵۵،۵۶۔

اپنے رب سے دعا کرو، گڑگڑا کر اور خفیہ طور پر بھی، یقیناً اللہ تعالیٰ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا، اور دنیا میں اصلاح کے بعد اس میں فساد نہ پھیلاؤ، اور اللہ سے دعا کرو، اس سے ڈرتے ہوئے اور اس سے امید وابستہ کئے ہوئے، یقیناً اللہ تعالیٰ کی رحمت احسان کرنے والوں سے قریب ہے۔

(۴) نیز اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ فَادْعُوْا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ ﴾ (۱)۔

تم اللہ کو پکارتے رہو اس کے لئے دین کو خالص کر کے، گرچہ کافروں کو ناپسندیدہ ہو۔

(۵) نیز اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ هُوَ الْحَيُّ لاَ إِلٰهَ إِلاَّ هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ﴾ (۲)۔

وہ زندہ ہے جس کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں، پس تم خالص اس کی

(۱) سورۃ المؤمن: ۱۴۔

(۲) سورۃ المؤمن: ۶۵۔

عبادت کرتے ہوئے اسے پکارو، اسی کے لئے خالص دین ہے، تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جو سارے جہانوں کا رب ہے۔

(۶) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"الدعاء هو العبادة" (۱)۔

دعاء ہی عبادت ہے۔

اور پھر یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی:

﴿ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْ أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ ﴾ (۲)۔

اور تمہارے رب نے کہا مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا، یقیناً جو لوگ میری عبادت سے اعراض وتکبر کرتے ہیں وہ جلد ہی

(۱) ابوداؤد، ۲/ ۷۷، حدیث نمبر: (۱۴۷۹)، وترمذی، ۵/ ۲۱۱، حدیث نمبر (۲۹۶۹)، وابن ماجہ، ۲/ ۱۲۵۸، وشرح السنة للبغوی، ۵/ ۱۸۴، نیز دیکھئے: صحیح الجامع الصغیر، ۳/ ۱۵۰، حدیث نمبر: (۳۴۰۱)، شیخ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے صحیح الترمذی (۱/ ۱۳۸) میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

(۲) سورۃ المؤمن: ۶۰۔

ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔

(۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

"ليس شيء أكرم على الله تعالىٰ من الدعاء" (۱)۔

اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی بھی چیز دعاء سے زیادہ عزیز نہیں ہے۔

(۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"من لم يسأل الله يغضب عليه" (۲)۔

جو اللہ سے سوال نہیں کرتا اللہ اس سے ناراض ہو جاتا ہے۔

اور کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

(۱) ترمذی، ۵/ ۴۵۵، حدیث نمبر: (۳۳۷۰)، وابن ماجہ، ۲/ ۱۲۵۸، امام حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور امام ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے، ۱/ ۴۹۰، اس کی سند کو شیخ البانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے صحیح الترمذی (۳/ ۱۳۸) میں حسن قرار دیا ہے، نیز دیکھئے: شرح السنة بتحقیق الأرنؤوط، ۵/ ۱۸۸۔

(۲) ترمذی، ۵/ ۴۵۶، حدیث نمبر: (۳۳۷۳)، وابن ماجہ، ۲/ ۱۲۵۸، واحمد ۲/ ۴۴۲، شیخ البانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کی سند کو صحیح الترمذی (۳/ ۱۳۸) میں حسن قرار دیا ہے۔

لا تسألن بني آدم حاجةً　　وسل الذي أبوابه لا تحجب

الله يغضب إن تركت سؤاله　　وبني آدم حين يسأل يغضب

بنی آدم سے ہرگز کسی حاجت کا سوال نہ کرو، اس ذات سے سوال کرو جس کے دروازے بند نہیں ہوتے، اللہ سے سوال کرنا جب تم ترک کردو گے تو وہ ناراض ہوجائے گا اور بنی آدم سے اگر مانگا جائے گا تو وہ غضبناک ہوجائے گا۔

(۹) حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”ما من مسلمٍ يدعو الله بدعوةٍ ليس فيها إثم ولا قطيعة رحم إلا أعطاه الله بها إحدى ثلاثٍ: إما أن تعجل له دعوته، وإما أن يدخرها له في الآخرة، وإما أن يصرف عنه من السوء مثلها، قالوا: إذاً نكثر، قال: الله أكثر“ (۱)۔

جو کوئی مسلمان اللہ تعالیٰ سے کوئی ایسی دعا کرتا ہے جس میں نہ کوئی گناہ ہوتا ہے اور نہ ہی قطع رحمی (قطع تعلق) تو اللہ تعالیٰ اسے تین

(۱) مسند احمد، ۳/ ۱۸، وترمذي، بروایت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ، حدیث نمبر: (۳۳۸۱) نیز بروایت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ، حدیث نمبر: (۳۵۷۳) دونوں روایتوں کو علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الترمذي (۳/ ۱۴۰، ۱۸۱) میں حسن قرار دیا ہے۔

چیزوں میں سے کوئی ایک چیز عطا فرماتا ہے: یا تو اس کی دعا اسی وقت قبول ہوجاتی ہے، یا اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو آخرت کے لئے ذخیرہ کردیتا ہے، اور یا اس سے اسی کے مثل کوئی مصیبت ٹال دیتا ہے، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے فرمایا: تب تو ہم کثرت سے دعا کریں گے، تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ (عطا فرمانے والا) ہے۔

(۱۰) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”إن ربكم تبارك وتعالىٰ حيي كريم يستحي من عبده إذا رفع يديه إليه أن يردهما صفراً“ (۱)۔

بے شک تمہارا رب تبارک وتعالیٰ بڑا باحیا اور سخی ہے، جب اس کا بندہ اس کی جانب اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتا ہے، تو اسے شرم آتی ہے کہ انہیں خالی (نامراد) واپس لوٹادے۔

(۱) ابوداؤد، ۲/ ۸۷، حدیث نمبر: (۱۴۸۸)، والترمذی، ۵/ ۵۵۷، وابن ماجہ، ۲/ ۱۲۷۱، و شرح السنۃ للبغوی، ۵/ ۱۸۵، علامہ البانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس روایت کو صحیح الترمذي (۳/ ۱۷۹) اور صحیح ابن ماجہ (حدیث نمبر ۳۸۶۵) میں صحیح قرار دیا ہے۔

دعاء پریشانی دور کرنے اور مطلوب کے حاصل کرنے کا سب سے قوی سبب ہے، دعاء نفع بخش دواؤں میں سے ہے، نیز مصیبت کا دشمن ہے، مصیبت کونزول سے پہلے ہٹاتی ہے اوراس کا علاج کرتی ہے، پریشانی کے نزول سے روکتی ہے اور نزول کے بعد اسے رفع کرتی ہے یا اس میں تخفیف کرتی ہے، دعاء مومن کا ہتھیار ہے، مصیبت کے ساتھ دعاء کے تین مراتب ہیں:

۱- یہ کہ دعا مصیبت سے زیادہ طاقتور ہوتو اسے دور ہٹادے۔

۲- یہ کہ دعاء مصیبت سے کمزورتر ہوتو مصیبت دعاء پر غالب آجائے، اور بندہ اس مصیبت سے دو چار ہو جائے، لیکن کبھی کمزور ہونے کے باوجود بھی دعاء اس مصیبت کو ہلکا کر دیتی ہے۔

۳- یہ کہ دونوں میں پنجہ آزمائی ہو، اور دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کو روکنے کی کوشش کرے۔(۱)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

(۱) الجواب الکافي لابن القیم، ص: (۲۲، ۲۳، ۲۴) نشر مکتبہ دارالتراث، ۱۴۰۸ھ، طبع اول، وطبع دارالکتاب العربی، طبع ثانی، ۱۴۰۷ھ، ص: (۲۵)، وطبع دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ص: (۴) یہ بلا تاریخ کے ایک پرانی طباعت ہے۔

"الدعاء ينفع مما نزل ومما لم ينزل فعليكم عباد الله بالدعاء"(۱)۔

دعاء نازل شدہ اور متوقع النزول ہر دو مصیبتوں میں مفید ہے، لہٰذا اے اللہ کے بندو اللہ سے دعاء کیا کرو۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"لا يرد القضاء إلا الدعاء، ولا يزيد في العمر إلا البر"(۲)۔

تقدیر کو دعاء ہی ٹال سکتی ہے، اور عمر میں نیکی سے ہی اضافہ ہوسکتا ہے۔

(۱) حاکم، ۱/۴۹۳، واحمد، ۵/۲۳۴، علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح الجامع الصغیر (۳/۱۵۱، حدیث نمبر: ۳۴۰۲) میں صحیح قرار دیا۔

(۲) ترمذی (مذکورہ الفاظ کے ساتھ)، حدیث نمبر: (۲۲۳۹) اور امام حاکم نے (بروایت ثوبان رضی اللہ عنہ) اسی کے ہم معنیٰ روایت کیا ہے، ۱/۴۹۳، اور اسے صحیح قرار دیا ہے اور امام ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو مستدرک حاکم میں موجود حضرت ثوبان کی حدیث شاہد ہونے کی بنیاد پر سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ (۱/۷۶، حدیث نمبر: ۱۵۴) اور صحیح سنن الترمذی (۲/۲۲۵) میں حسن قرار دیا ہے، ابن ماجہ، حدیث نمبر: (۴۰۲۲)، واحمد، ۵/۲۷۷۔

تیسری فصل:
دعاء کی شرطیں اور قبولیت سے روکنے والی چیزیں

دعائیں اور معوذات (وہ آیات واحادیث جن سے کسی بھی قسم کے شر سے اللہ کی پناہ لی جائے) ہتھیار کے درجہ میں ہیں، اور ہتھیار کا اثر صرف اس کی دھار میں نہیں بلکہ اس کے چلانے والے میں ہے، چنانچہ جب ہتھیار مکمل ہتھیار رہوگا، اس میں کسی قسم کی کوئی خرابی نہ ہوگی، اور بازو طاقتور رہوگا، اور تاثیر سے روکنے والی کوئی شے نہ ہوگی، تو اس کے ذریعہ دشمن پر غلبہ بھی حاصل ہوگا۔ اور جب ان تینوں چیزوں میں سے کوئی ایک چیز نہ پائی جائے تو تاثیر بھی

معدوم ہوگی، کیونکہ اگر دعا فی نفسہ صحیح نہ ہو، یا دعا کرنے والے کے دل وزبان میں یکسوئی نہ ہو، یا قبولیت سے کوئی شے مانع ہو تو تاثیر حاصل نہ ہوگی (۱)۔

درج ذیل دو بحثوں میں دعاء کی شرطیں اور قبولیت دعاء سے روکنے والے امور ملاحظہ فرمائیں:

پہلی بحث: دعاء کی شرطیں

"شرط" کے لغوی معنیٰ علامت اور نشانی کے ہیں، اور اصطلاح میں شرط اس چیز کو کہتے ہیں جس کے نہ ہونے سے کسی چیز کا نا پایا جانا لازم آئے لیکن اس کے وجود سے کسی چیز کا وجود یا سرے سے عدم وجود لازم نہ آئے (۲)۔

قبولیت دعاء کی عظیم اور اہم ترین شرطیں درج ذیل ہیں:

۱- پہلی شرط: اخلاص:

یعنی دعاء اور عمل کو تمام شوائب اور ملاوٹوں سے پاک کر دینا اور صرف اللہ

(۱) الجواب الکافي لمن سأل عن الدواء الشافي، لابن القیم رحمہ اللہ تعالیٰ، ص: ۳۶، دارالکتاب العربي، طبع اول، ۱۴۰۷ھ۔

(۲) الفوائد الجلیة في المباحث الفرضیة، لسماحة الشیخ عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز رحمہ اللہ ص: (۱۲)، وعدة الباحث في أحکام التوارث، للشیخ عبدالعزیز الناصر الرشید، ص: ۴۔

واحد سے دعا کرنا اور اسی کے لئے عمل سرانجام دینا، جس میں نہ کوئی شرک ہو نہ ریاء ونمود نہ زائل ہونے والے ساز وسامان کی طلب اور نہ ہی بناوٹ، بلکہ بندہ صرف اللہ کے ثواب کی امید کرے، اس کے عذاب سے ڈرے، اور اس کی رضا کا حریص ہو(۱)۔

اللہ رب العزت نے اپنی کتاب میں اخلاص کا حکم دیا ہے، چنانچہ ارشاد ہے:

﴿ قُلْ أَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ وَ أَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ كَمَاْ بَدَأَكُمْ تَعُوْدُوْنَ﴾ (۲)۔

آپ کہہ دیجئے کہ میرے رب نے انصاف کا حکم دیا ہے، اور یہ کہ تم ہر سجدہ کے وقت اپنا رخ سیدھا رکھا کرو، اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اس کے لئے دین کو خالص کرکے، تم کو اللہ نے جس طرح شروع میں پیدا کیا تھا اسی طرح تم دوبارہ پیدا ہوگے۔

نیز ارشاد ہے:

(۱) دیکھئے: مقومات الداعیۃ الناجح للمؤلف (زیر نظر کتاب کے مؤلف)، ص: ۲۸۳۔

(۲) سورۃ الأعراف: ۲۹۔

﴿فَادْعُوْا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَاْفِرُوْنَ﴾ (۱)۔

پس تم اس کی عبادت کرو اس کے لئے دین کو خالص کرتے ہوئے، گرچہ کافروں کو برا لگے۔

نیز ارشاد ہے:

﴿ أَلَاْ لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَاْلِصُ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهِ أَوْلِيَاْءَ مَاْ نَعْبُدُهُمْ إِلَّاْ لِيُقَرِّبُوْنَاْ إِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى إِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَاْ هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ إِنَّ اللّٰهَ لَاْ يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كَاْذِبٌ كَفَّاْرٌ﴾ (۲)۔

اللہ ہی کے لئے خالص عبادت ہے اور جن لوگوں نے اس کے سوا اولیاء بنا رکھے ہیں کہ ہم ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ یہ اللہ کی نزدیکی کے مرتبہ تک ہماری رسائی کرادیں، یہ لوگ جس بارے میں اختلاف کررہے ہیں ان کا فیصلہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا،

(۱) سورۃ المؤمن: ۱۴۔

(۲) سورۃ الزمر: ۳۔

جھوٹے اور ناشکرے کو اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا۔

نیز ارشاد ہے:

﴿وَمَآ أُمِرُوْٓا إِلَّا لِيَعْبُدُوْا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ﴾ (۲)۔

انہیں صرف اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ وہ یکسو ہو کر اللہ تعالیٰ کے لئے عبادت کو خالص کرتے ہوئے اس کی عبادت کریں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے پیچھے تھا تو آپ نے فرمایا:

”یا غلام إني أعلمک کلماتٍ : احفظ الله یحفظک، احفظ الله تجده تجاهک، إذا سألت فاسأل الله، وإذا استعنت فاستعن بالله، واعلم أن الأمة لو اجتمعت علی أن ینفعوک بشيءٍ لم ینفعوک إلا بشيءٍ قد کتبه الله لک، وإن اجتمعوا علی أن یضروک بشيءٍ لم یضروک إلا بشيءٍ قد کتبه الله

(۱) سورۃ البینۃ: ۵۔

علیک، رفعت الأقلام وجفت الصحف“ (۱)۔

اے بچے! میں تمہیں کچھ باتیں سکھاتا ہوں، تم اللہ کو یاد رکھو اللہ تمہیں یاد رکھے گا، تم اللہ کو یاد رکھو اسے اپنے سامنے پاؤ گے، جب مانگو تو اللہ سے مانگو، اور جب مدد طلب کرو تو اللہ سے طلب کرو، اور جان لو کہ اگر پوری امت تمہیں کسی طرح کا نفع پہنچانے پر متفق ہو جائے تو تمہیں نفع نہیں پہنچا سکتی مگر اتنا ہی جتنا اللہ نے تمہارے لئے لکھ دیا ہے، اور اگر اس بات پر متفق ہو جائے کہ تمہیں کچھ نقصان پہنچائے تو تمہیں صرف اتنا ہی نقصان پہنچا سکتی ہے جتنا اللہ نے تمہارے لئے لکھ دیا ہے، قلم اٹھا لئے گئے ہیں اور صحیفے خشک ہو گئے ہیں۔

اللہ سے مانگنے کا مطلب ہے اسے پکارنا اور اس کی جانب رغبت کرنا، جیسا کہ ارشاد باری ہے:

﴿وَاسْأَلُوْا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهِ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ

(۱) ترمذی، ۴/ ۶۶۷، اور امام ترمذی نے فرمایا ہے کہ ”یہ حدیث حسن صحیح ہے“ واحمد، ۱/ ۲۹۳، علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح الترمذي (۲/ ۳۰۹) میں صحیح قرار دیا ہے۔

عَلِيْماً﴾(۱)۔

اور اللہ سے اس کا فضل مانگو، بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔

۲-دوسری شرط: متابعت (اتباع سنت)

یہ تمام عبادات کی شرط ہے، ارشاد باری ہے:

﴿ قُلْ إِنَّمَاْ أَنَاْ بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحَى إِلَيَّ أَنَّمَاْ إِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَّاْحِدٌ فَمَنْ كَاْنَ يَرْجُوْا لِقَاْءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلاً صَاْلِحاً وَّلَاْ يُشْرِكْ بِعِبَاْدَةِ رَبِّهِ أَحَداً﴾(۲)۔

کہہ دیجئے کہ میں تمہارے ہی مثل ایک بشر ہوں، میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ یقیناً تمہارا معبود صرف ایک معبود ہے، تو جو شخص اپنے رب سے ملاقات کی امید رکھتا ہو اسے چاہئے کہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔

عمل صالح یہ ہے کہ شریعت الٰہی کے مطابق ہو اور اس کے ذریعہ اللہ سبحانہ

(۱) سورۃ النساء: ۳۲۔

(۲) سورۃ الکہف: ۱۱۰۔

وتعالیٰ کی رضا و خوشنودی مقصود ہو، لہٰذا ضروری ہے کہ دعاء اور عمل خالص اللہ عزوجل کے لئے اور رسول اللہ ﷺ کی شریعت کے مطابق ہو۔(۱)

اسی لئے حضرت فضیل بن عیاض اللہ تعالیٰ کے درج ذیل فرمان کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

﴿ تَبَاْرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاْةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلاً وَّهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ﴾(۲)۔

با برکت ہے وہ اللہ جس کے ہاتھ میں بادشاہت ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے، جس نے موت و حیات کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ تمہیں آزمائے کہ تم میں کون ''اچھا عمل'' کرتا ہے اور وہ غالب بخشنے والا ہے۔

''اچھا عمل'' یعنی سب سے خالص اور درست ترین عمل، لوگوں نے عرض کیا: اے ابو علی! سب سے خالص اور درست عمل کیا ہے؟ تو فرمایا: ''عمل جب

(۱) دیکھئے: تفسیر ابن کثیر، ۳/ ۱۰۹۔

(۲) سورۃ الملک: ۱،۲۔

خالص اللہ کے لئے ہو لیکن درست نہ ہو تو قبول نہیں ہوتا، اور اگر درست ہو خالص نہ ہو تو بھی قبول نہیں ہوتا، یہاں تک کہ (بیک وقت) خالص اور درست ہو، اور خالص کا مطلب یہ ہے کہ وہ عمل اللہ کی رضا کے لئے کیا گیا ہو، اور درست کا مطلب یہ ہے کہ سنت نبوی کے مطابق ہو(۱)، اور پھر درج ذیل فرمان باری کی تلاوت فرمائی:

﴿ قُلْ إِنَّمَاْ أَنَاْ بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحَى إِلَيَّ أَنَّمَاْ إِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَّاْحِدٌ فَمَنْ كَاْنَ يَرْجُوْا لِقَاْءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلاً صَاْلِحاً وَّلَاْ يُشْرِكْ بِعِبَاْدَةِ رَبِّهِ أَحَداً﴾ (۲)۔

کہہ دیجئے کہ میں تمہارے ہی مثل ایک بشر ہوں، میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ یقیناً تمہارا معبود صرف ایک معبود ہے، تو جو شخص اپنے رب سے ملاقات کی امید رکھتا ہو اسے چاہئے کہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔

نیز ارشاد باری ہے:

(۱) دیکھئے: مدارج السالکین لابن القیم، ۲/ ۸۹۔

(۲) سورۃ الکھف: ۱۱۰۔

﴿ وَمَنْ أَحْسَنُ دِيْناً مِّمَّنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ إِبْرَاْهِيْمَ حَنِيْفاً وَاتَّخَذَ اللّٰهُ إِبْرَاْهِيْمَ خَلِيْلاً﴾ (۱)۔

دین کے اعتبار سے اس شخص سے اچھا اور کون ہوسکتا ہے جو اپنے آپ کو اللہ کے تابع کر دے اور نیکو کار رہو، اور یکسوئی والے ابراہیم (علیہ السلام) کے دین کی پیروی کر رہا ہو، اور ابراہیم علیہ السلام کو اللہ نے اپنا دوست بنالیا ہے۔

نیز ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ يُسْلِمْ وَجْهَهُ إِلَى اللّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَى وَإِلَىٰ اللّٰهِ عَاْقِبَةُ الْأُمُوْرِ﴾ (۲)۔

اور جو شخص اپنے آپ کو اللہ کے تابع کر دے اور وہ نیکو کار بھی ہو تو یقیناً اس نے مضبوط کڑا تھام لیا، اور تمام معاملات کا انجام اللہ کی طرف ہے۔

اس آیت کریمہ میں ’’اسلام وجہ‘‘ کا مفہوم ہے نیت، دعاء اور عمل کو اللہ

(۱) سورۃ النساء: ۱۲۵۔

(۲) سورۃ لقمان: ۲۲۔

واحد کے لئے خالص کر دینا، اور ''احسان'' کا مطلب ہے رسول اللہ ﷺ کی سنت کی پیروی کرنا۔(۱)

چنانچہ مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ اپنے تمام اعمال میں نبی کریم ﷺ کا متبع اور پیروکار رہو، ارشاد باری ہے:

﴿ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوْا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْراً﴾(۲)۔

یقیناً تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ (کی زندگی) میں عمدہ نمونہ ہے، ہر اس شخص کے لئے جو اللہ تعالیٰ کی اور قیامت کے دن کی امید رکھتا ہے اور بکثرت اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے۔

نیز ارشاد ہے:

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾(۳)۔

(۱) دیکھئے: مدارج السالکین، ۲/۹۰۔

(۲) سورۃ الأحزاب:۲۱۔

(۳) سورۃ آل عمران:۳۱۔

کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو، خود اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرما دے گا، اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

نیز ارشاد ہے:

﴿وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ﴾(۱)۔

اور ان (رسول) کا اتباع کرو تا کہ تم راہ راست پر آجاؤ۔

نیز ارشاد ہے:

﴿ قُلْ أَطِيْعُوْا اللّٰهَ وَ أَطِيْعُوْا الرَّسُوْلَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ وَإِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ﴾(۲)۔

کہہ دیجئے کہ اللہ کا حکم مانو اور رسول کی اطاعت کرو، پھر بھی اگر تم نے روگردانی کی تو رسول کے ذمہ تو صرف وہی ہے جو اس پر لازم کر دیا گیا ہے، اور تم پر اس کی جوابدہی ہے جو تم پر رکھا گیا ہے، ہدایت تو تمہیں

(۱) سورۃ الأعراف:۱۵۸۔

(۲) سورۃ النور:۵۴۔

اسی وقت ملے گی جب تم رسول کی اطاعت کرو، رسول کے ذمہ تو صرف کھلی تبلیغ کر دینا ہے۔

اوراس میں کوئی شک نہیں کہ جو عمل بھی شریعت محمدیہ ﷺ کے مطابق نہ ہو وہ باطل ہے، کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد'' (۱)۔

جس کسی نے ہمارے اس دین میں کوئی ایسا عمل ایجاد کیا جو اس میں سے نہیں تو وہ عمل مردود اور نا قابل قبول ہے۔

اور صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے:

''من عمل عملاً ليس عليه أمرنا فهو رد'' (۲)۔

جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں تو وہ عمل مردود اور نا قابل قبول ہے۔

---

(۱) البخاری، حدیث نمبر: (۲۶۹۷)، مسلم، حدیث نمبر: (۱۷۱۸)۔

(۲) مسلم، حدیث نمبر: (۱۷۱۸)۔

۳- تیسری شرط: اللہ پر اعتماد اور قبولیت کا یقین (۱)۔

قبولیت دعاء کی عظیم ترین شرطوں میں سے اللہ تعالیٰ پر اعتماد بھی ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے، کیونکہ اللہ عزوجل جس کسی چیز سے کہتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ إِذَا أَرَدْنَاهُ أَنْ نَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴾ (۲)۔

جب ہم کسی چیز کا ارادہ کرتے ہیں تو صرف ہمارا یہ کہہ دینا کافی ہوتا ہے کہ ہو جا' پس وہ ہو جاتی ہے۔

نیز ارشاد ہے:

﴿ إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئاً أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴾ (۳)۔

جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اسے صرف اتنا کہہ دینا کافی ہوتا ہے کہ ہو جا' تو وہ ہو جاتی ہے۔

---

(۱) دیکھئے: جامع العلوم والحکم، ۲/ ۴۰۷، ومجموع فتاوی ابن بازؒ، جمع وترتیب: علامہ الطیار، ۱/ ۲۵۸۔

(۲) سورۃ النحل: ۴۰۔

(۳) سورۃ یس: ۸۲۔

اور جن چیزوں سے مسلمان کے اپنے رب تعالیٰ پر اعتماد وتوکل میں اضافہ ہوتا ہے ان میں سے اس چیز کا علم بھی ہے کہ برکتوں اور بھلائیوں کے تمام خزانے اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں، ارشاد ہے:

﴿ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهُ وَمَا نُنَزِّلُهُ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ﴾ (۱)۔

اور جتنی بھی چیزیں ہیں ان سب کے خزانے ہمارے پاس ہیں، اور ہم ہر چیز کو اس کے مقررہ انداز سے اتارتے ہیں۔

اور نبی کریم ﷺ اپنے رب تبارک وتعالیٰ سے روایت کردہ حدیث قدسی میں فرماتے ہیں:

"... يا عبادي لو أن أولكم وآخركم وإنسكم وجنكم قاموا في صعيدٍ واحدٍ فسألوني، فأعطيت كل إنسانٍ مسألته ، ما نقص ذلک مما عندي إلا كما ينقص المخيط إذا أدخل البحر"(۲)۔

(۱) سورۃ الحجر: ۲۱۔

(۲) مسلم، بروایت حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ، حدیث نمبر: (۲۵۷۷)۔

...اے میرے بندو! اگر تمہارے اول وآخر اور تمہارے انسان اور تمہارے جنات، سب ایک جگہ کھڑے ہو جائیں اور مجھ سے مانگیں، اور میں ہر انسان کو دیکر اس کی مانگ پوری کردوں تو بھی میرے پاس سے صرف اتنا ہی کم ہوگا جتنا ایک سوئی کے سمندر میں ڈالنے سے (پانی) کم ہوتا ہے۔

یہ اللہ عزوجل کے کمال قدرت کی دلیل اور کمال بادشاہت کا شاہکار ہے اور یہ کہ اس کی بادشاہت اور اس کے خزانے نہ تو ختم ہو سکتے ہیں اور نہ ہی دینے سے اس میں کمی آسکتی ہے، اگرچہ تمام اولین وآخرین کو، خواہ وہ جن ہوں یا انسان بیک وقت ایک ہی جگہ ان کی مانگی ہوئی چیزیں انہیں عطا کر دے(۱)۔

اسی لئے نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

"يد الله ملأى لا يغضها نفقة سحاء الليل والنهار أرأيتم ما أنفق مذ خلق السماء والأرض فإنه لم يغض ما في يده

(۱) جامع العلوم والحکم: ۲/ ۴۸۔

وكان عرشه على الماء وبيده الميزان يخفض ويرفع"(۱)۔

اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بھرا ہوا ہے، روز وشب کے مسلسل خرچ سے اس میں کوئی کمی نہیں آتی، کیا تم سوچتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے جب سے آسمان و زمین کی تخلیق فرمائی ہے کتنا خرچ کیا ہے، پھر بھی جو کچھ اس کے ہاتھ میں ہے اس میں کوئی کمی نہ آئی، اور اس کا عرش پانی پر تھا اور اس کے ہاتھ میں میزان (عدل) ہے وہ اسے جھکاتا اور بلند کرتا ہے۔

جب مسلمان کو اس چیز کا علم ہو گیا تو اسے چاہئے کہ سابقہ دلائل کی روشنی میں اللہ عز وجل سے اس حال میں دعا کرے کہ اسے قبولیت کا یقین ہو، نیز حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی بنا پر جسے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ادعوا الله وأنتم موقنون بالإجابة ... " (۲)۔

---

(۱) بخاری (انہی الفاظ کے ساتھ)، بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حدیث نمبر: (۴۶۸۴)، ومسلم (اسی کے ہم معنیٰ)، حدیث نمبر: (۹۹۳)، اور امام ترمذي نے: "**يمين الرحمن ملأى**" کے الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے، حدیث نمبر: (۳۰۴۵)۔

(۲) ترمذی، ۵/۵۱۷، اس روایت کو علامہ شیخ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ نے سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ میں (حدیث نمبر:۵۹۴) اور صحیح الترمذی میں (حدیث نمبر:۲۷۶۶) حسن قرار دیا ہے۔ واحمد، ۲/۱۷۷، وحاکم، ۱/۴۹۳۔

اللہ سے دعاء کرو اس حال میں کہ تمہیں قبولیت کا یقین ہو....۔

اور اسی لئے نبی کریم ﷺ نے وضاحت فرمائی ہے کہ اللہ عز وجل اس مسلمان کی دعاء قبول فرماتا ہے جو تمام شروط کا پابند، جملہ آداب پر عامل اور موانع قبولیت سے دور ہو، چنانچہ ارشاد ہے:

"ما من مسلمٍ يدعو الله بدعوةٍ ليس فيها إثم ولا قطيعة رحم إلا أعطاه الله بها إحدى ثلاثٍ... الحديث" (۱)۔

جو کوئی مسلمان اللہ تعالیٰ سے کوئی ایسی دعا کرتا ہے جس میں کوئی نہ گناہ ہوتا ہے اور نہ ہی قطع رحمی (قطع تعلق) تو اللہ تعالیٰ اسے تین چیزوں میں سے کوئی ایک چیز عطا فرماتا ہے....الحدیث۔

۴- چوتھی شرط: حضور قلبی، خشوع وخضوع، اللہ کے ثواب کی چاہت اور اس کے عذاب کا خوف۔

چنانچہ اللہ عز وجل نے حضرت زکریا علیہ السلام اور ان کے اہل بیت کی تعریف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

﴿ وَزَكَرِيَّا إِذْ نَادَى رَبَّهُ رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْداً وَّأَنْتَ خَيْرُ

---

(۱) اس حدیث کی تخریج دعاء کی فضیلت کے بیان میں ص: (۴۱) میں گزر چکی ہے۔

الْوَارِثِيْنَ، فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَوَهَبْنَا لَهُ يَحْيَىٰ وَ أَصْلَحْنَا لَهُ زَوْجَهُ إِنَّهُمْ كَانُوْا يُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَباً وَّرَهَباً وَّكَانُوْا لَنَا خَاشِعِيْنَ﴾ (۱)۔

اورزکریا علیہ السلام کو یاد کرو جب انھوں نے اپنے رب سے دعا کی کہ اے میرے رب! مجھے تنہا نہ چھوڑ، تو سب سے بہتر وارث ہے، تو ہم نے ان کی دعا قبول فرما کر انہیں یحیٰ علیہ السلام عطا فرمایا، اور ان کی بیوی کو ان کے لئے صالح کردیا، یہ بزرگ لوگ نیک کاموں کی طرف جلدی کرتے تھے اور ہمیں لالچ، طمع اور ڈر اور خوف سے پکارتے تھے اور ہمارے سامنے عاجزی کرنے والے تھے۔

چنانچہ ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ دعاء کے وقت اپنے دل کو حاضر رکھے، اور یہ دعاء کی قبولیت کی سب سے عظیم شرط ہے، جیسا کہ امام ابن رجب رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے(۲)، نیز امام ترمذی رحمہ اللہ کی روایت کردہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے:

(۱) سورۃ الأنبیاء: ۸۹، ۹۰۔

(۲) جامع العلوم والحکم، ۲/۴۰۳۔

"ادعوا الله وأنتم موقنون بالإجابة، واعلموا أن الله لا يستجيب دعاءً من قلبٍ غافلٍ لاهٍ" (۱)۔

اللہ سے دعا کرو اس حال میں کہ تمہیں قبولیت کا یقین ہو، اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ غافل اور بے توجہ دل سے کی ہوئی کوئی دعا قبول نہیں فرماتا۔

نیز اللہ تعالیٰ نے ذکر اور دعاء میں خشوع اور حضور قلبی کا حکم دیا ہے، چنانچہ ارشاد ہے:

﴿وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعاً وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغَافِلِيْنَ﴾ (۲)۔

اور اپنے رب کا ذکر کیجئے اپنے دل میں گریہ وزاری کرتے ہوئے اور ڈرتے ہوئے، اور بغیر تیز آواز کے، صبح وشام، اور غافلوں میں سے نہ ہو جائیے۔

(۱) ترمذي، حدیث نمبر: (۳۴۷۹) اس حدیث کی مسند احمد (۲/ ۱۷۷) میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت سے ایک شاہد ہے، لیکن وہ ابن لہیعہ کی سند سے مروی ہے، اور اس حدیث کو علامہ البانی رحمہ اللہ نے سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ میں (حدیث نمبر: ۵۹۴) اور صحیح الترمذی میں (حدیث نمبر: ۲۷۶۶) حسن قرار دیا ہے۔

(۲) سورۃ الأعراف: ۲۰۵۔

۵-پانچویں شرط: دعاء میں عزم، یقین اور حقیقت وواقعیت:

مسلمان جب اللہ سے مانگے تو اسے چاہئے کہ یقین سے مانگے اور پختگی سے دعاء کرے، اور اسی لئے نبی کریم ﷺ نے دعاء میں استثناء کرنے سے منع فرمایا ہے، چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''إذا دعا أحدكم فليعزم في الدعاء ولا يقل: اللهم إن شئت فأعطني، فإن الله لا مستكره له'' (۱)۔

جب تم میں سے کوئی شخص دعا کرے تو اسے چاہئے کہ دعاء میں عزم اور پختگی سے کام لے اور ایسا نہ کہے کہ 'اے اللہ اگر تو چاہے تو مجھے عطا کردے' کیونکہ اللہ پر کوئی ذبردستی کرنے والا نہیں۔

اور ایک روایت میں ہے:

'' فإن الله لا مكره له'' (۲)۔

---

(۱) بخاری، حدیث نمبر: (۶۳۳۸) ومسلم، حدیث نمبر: (۳۶۷۸)۔

(۲) ان دونوں الفاظ کا مقصود یہی ہے کہ جس چیز میں جبر واکراہ اور زبردستی ہوتی ہے اسی کو مشیئت (چاہت) پر معلق کیا جاتا ہے، تاکہ مسئلہ آسان ہوجائے اور دشواری اور مشقت نہ ہو، اور اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے منزہ اور پاک ہے۔ فتح الباری، ۱۱/۱۴۰، وشرح النووی، ۱۷/۱۰۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ پر کوئی جبر واکراہ کرنے والا نہیں۔

نیز حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''لا يقولن أحدكم: اللهم اغفرلي إن شئت، اللهم ارحمني إن شئت، ولكن ليعزم المسألة وليعظم الرغبة فإن الله لا يتعاظمه شيء أعطاه''(۱)۔

تم میں سے کوئی شخص اس طرح نہ کہے کہ: اے اللہ اگر تو چاہے تو مجھے بخش دے، اے اللہ اگر تو چاہے تو مجھ پر رحم فرما، بلکہ اسے چاہئے کہ پختگی اور عزم کے ساتھ اللہ سے مانگے، اور اللہ سے بڑی چیز کی رغبت کرے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے لئے کچھ بھی عطا کرنا بڑی بات نہیں۔

دوسری بحث: دعا کی قبولیت سے مانع امور

''مانع'' کے لغوی معنیٰ دو چیزوں کے درمیان حائل ہونے والی شے کے ہیں، اور اصطلاح میں شرط کی تعریف کے برعکس' مانع اسے کہتے ہیں جس کے

---

(۱) بخاری، حدیث نمبر: (۳۳۹) ومسلم (الفاظ اسی کے ہیں)، حدیث نمبر: (۲۶۷۹)۔

وجود سے کسی چیز کا عدم وجود لازم آئے لیکن اس کے عدم وجود سے کسی چیز کا وجود اور سرے سے عدم وجود لازم نہ آئے (۱)۔

ان موانع میں سے چند درج ذیل ہیں:

☆ **پہلا مانع:** کھانے، پینے، پہننے اور غذا میں حرام میں وسعت برتنا (۲)۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"یا أیها الناس إن الله طیب لا یقبل إلا طیباً ، وإن الله تعالیٰ أمر المؤمنین بما أمر به المرسلین، فقال تعالیٰ: ﴿يَاْ أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبَاْتِ وَاعْمَلُوْا صَاْلِحاً إِنِّيْ بِمَاْ تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ﴾ (٣)، وقال: ﴿ يَاْ أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبَاْتِ مَاْ رَزَقْنَاْكُمْ ﴾ (٤)، ثم ذكر

---

(۱) الفوائد الجلیة في المباحث الفرضیة، لسماحة الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز، ص:۱۲ وعدة الباحث في أحکام التوارث للشیخ عبدالعزیز الناصر الرشید، ص:۷۔

(۲) جامع العلوم والحکم، ۱/ ۲۷۷۔

(۳) سورة المؤمنون: ۵۱۔

(۴) سورة البقرة: ۲: ۱۷۲۔

الرجل یطیل السفر أشعث أغبر یمد یدیه إلی السماء: یا رب! یا رب! ومطعمه حرام، ومشربه حرام، وملبسه حرام، وغذي بالحرام فأنی یستجاب لذلک" (۱)۔

اے لوگو! بیشک اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاک ہی قبول فرماتا ہے، اور اللہ نے مومنوں کو وہی حکم دیا ہے جو رسولوں کو دیا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اے پیغمبرو! حلال چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو، تم جو کچھ کر رہے ہو اس سے میں بخوبی واقف ہوں"، نیز ارشاد فرمایا: "اے ایمان والو! جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تمہیں دے رکھی ہیں انہیں کھاؤ"، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "ایک شخص دور دراز کا سفر کرتا ہے، اس کے بال پراگندہ اور وہ غبار آلود ہوتا ہے، وہ اپنے دونوں ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھا کر کہتا ہے "اے رب"، "اے رب" جبکہ اس کا کھانا حرام ہوتا ہے، اس کا پینا حرام ہوتا ہے، اس کا لباس حرام ہوتا ہے اور حرام ہی سے اس کی پرورش ہوئی ہوتی ہے، تو اس کی دعا کہاں سے قبول ہوگی؟۔

---

(۱) مسلم، حدیث نمبر: (۱۰۱۵)۔

اس حدیث کے مفہوم کے بارے میں کہا گیا ہے جیسا کہ حافظ ابن رجب رحمہ اللہ نے ذکر فرمایا ہے کہ: ''اللہ تعالیٰ صرف انہی اعمال کو قبول کرتا ہے جو تمام برائیوں سے پاک وصاف ہوں جیسے، ریاء، عجب اور تکبر وغیرہ' اور صرف انہی مالوں کو قبول فرماتا ہے جو پاکیزہ اور حلال ہوں، کیونکہ پاکیزگی کے وصف سے تمام اعمال، اقوال اور اعتقادات متصف کئے جائیں گے''(۱)۔

اس سے مراد یہ ہے کہ تمام رسولوں اور ان کی امتوں کو حلال اور پاکیزہ کھانے اور گندی اور حرام چیزوں سے بچنے اور دور رہنے کا حکم دیا گیا ہے، پھر حدیث کے اخیر میں آپ نے کھانے، پینے، پہننے اور غذاؤں میں حرام میں وسعت برتنے کے ساتھ دعاء کی قبولیت کے بعید تر ہونے کا ذکر فرمایا ہے۔

اسی لئے صحابۂ کرام اور صالحین امت حلال کھانے اور حرام سے اجتناب کرنے کے انتہائی حریص تھے، چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں: ''حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا جو آپ کو ٹیکس دیا کرتا تھا، اور آپ اس کے ٹیکس سے کھاتے تھے(۲)۔ وہ غلام ایک روز کوئی چیز

(۱) جامع العلوم والحکم، ۱/ ۲۵۹۔

(۲) یعنی وہ غلام آپ کو اپنی کمائی لاکر دیتا تھا، اور ''خراج'' اس مال کو کہتے ہیں جسے آقا اپنے غلام کی کمائی سے طلب کرتا ہے، فتح الباری، ۷/ ۱۵۴۔

لے کر آیا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسے کھا لیا، تو غلام نے آپ سے کہا: کیا آپ جانتے ہیں یہ کیا ہے؟ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا (پوچھا) کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: میں نے زمانۂ جاہلیت میں ایک شخص کے لئے کہانت کا عمل کیا تھا، جبکہ میں اچھی طرح کہانت کرنا جانتا بھی نہ تھا، لیکن میں نے اسے دھوکا دیا تھا، تو اس شخص نے مجھے اس عمل کے عوض یہ چیز دی تھی، اور آپ نے وہی کھایا ہے، یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ اپنی حلق میں داخل کیا اور پیٹ میں جو کچھ تھا اسے قئے کر دیا(۱)۔

اور امام ابونعیم کی کتاب الحلیۃ اور امام احمد کی کتاب الزھد میں مروی ایک روایت میں ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا گیا: اللہ آپ پر رحم فرمائے، یہ سب آپ نے صرف ایک لقمہ کی وجہ سے کیا؟ فرمایا: اگر وہ لقمہ میری جان کے ساتھ نکلتا تو بھی میں اسے نکال دیتا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

''کل جسدٍ نبت من سحتٍ فالنار أولی به''۔

ہر وہ جسم جس کی پرورش حرام سے ہوئی ہو جہنم اس کی زیادہ مستحق ہے۔

(۱) بخاری، حدیث نمبر: (۳۸۴۲) فتح الباری، ۷/ ۱۴۹۔

چنانچہ مجھے خوف ہوا کہ اس لقمہ سے میرے جسم میں کچھ پیدا نہ ہو جائے (۱)۔

زیر بحث حدیث میں ہے کہ وہ شخص جس نے حرام کھانے میں توسع برتا اس نے قبولیت دعاء کے اسباب میں سے حسب ذیل چار اسباب اپنائے:

۱- دور دراز کا سفر۔

۲- لباس اور شکل وصورت میں بے قاعدگی، اور اسی لئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''رب أشعث مدفوع بالأبواب لو أقسم على الله لأبره'' (۲)۔

بسا اوقات کوئی پراگندہ سر' دروازوں سے دھتکارا ہوا' اگر اللہ پر کوئی قسم کھالے تو اللہ تعالیٰ اس کی قسم کو پوری کر دیتا ہے۔

---

(۱) اسے ابونعیم نے ''الحلیۃ'' میں روایت کیا ہے، ۱/۳۱، اور امام احمد نے ''کتاب الزھد'' میں (اسی کے ہم معنیٰ) روایت کیا ہے، ص: ۱۶۴، اور احمد، دارمی اور حاکم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی اس حدیث کو علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الجامع میں صحیح قرار دیا ہے، دیکھئے: صحیح الجامع: ۴/۱۷۲۔

(۲) مسلم، حدیث نمبر: (۲۶۲۲)۔

۳- اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھاتا ہے، ارشاد نبوی ہے:

''إن الله حيي كريم يستحي من عبده إذا رفع إليه يديه أن يردهما صفراً خائبتين'' (۱)۔

بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ بڑا باحیا اور سخی ہے، جب اس کا بندہ اس کی جانب اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتا ہے' تو اسے شرم آتی ہے کہ انہیں خالی (نامراد) واپس لوٹادے۔

۴- اللہ کی ربوبیت کو مکرر ذکر کر کے اللہ سے الحاح وزاری، جو کہ دعاء کی قبولیت کا ایک عظیم سبب ہے۔

لیکن ان تمام چیزوں کے باوجود نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''فأنى يستجاب لذلک''۔

تو اس کی دعاء کہاں سے قبول ہوگی۔

یہ استفہام ہے جو کہ تعجب اور استبعاد کے طور پر صادر ہوا ہے (۲)۔

لہٰذا مسلمان بندے پر ضروری ہے کہ تمام گناہوں اور معاصی سے اللہ کی

---

(۱) اس حدیث کی تخریج ص: (۴۲) میں گزر چکی ہے۔

(۲) جامع العلوم والحکم، ۱/ ۲۶۹، ۲۷۵ و ۱/ ۲۶۹ - ۲۷۵۔

جناب میں توبہ کرے اور حقوق ان کے حق داروں کو واپس لوٹائے تا کہ اس عظیم آڑ اور مانع سے محفوظ رہے جو اس کے اور اس کی دعاء کے درمیان حائل ہوتی ہے۔

☆ **دوسرا مانع:** جلد بازی اور ترک دعاء:

جو چیزیں دعاء کی قبولیت سے مانع ہوتی ہیں ان میں سے ایک مانع یہ بھی ہے کہ مسلمان جلد بازی کرے اور قبولیت میں تاخیر کے سبب دعاء ترک کردے(۱)۔

چنانچہ نبی کریم ﷺ نے اس عمل کو دعاء کی قبولیت کے موانع میں سے قرار دیا ہے' تاکہ بندہ اپنی دعاء کی قبولیت سے اپنی امید منقطع نہ کرے' اگرچہ مدت لمبی ہو، کیوں کہ اللہ تعالیٰ دعاء میں الحاح وزاری کرنے والوں سے محبت کرتا ہے(۲)۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''یستجاب لأحدکم ما لم یعجل، فیقول: قد دعوت فلم

---

(۱) جامع العلوم والحکم، ۲/۴۰۳۔

(۲) مصدر سابق، ۲/۴۰۳۔

یستجب لي'' (۱)۔

تم میں سے کسی کی بھی دعاء اس وقت تک قبول ہوتی رہتی ہے جب تک وہ جلد بازی کرتے ہوئے یہ نہ کہہ دے کہ 'میں نے دعاء کی تو میری دعاء قبول نہ ہوئی'۔

اور انہی سے مروی ہے، وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

'' لا یزال یستجاب للعبد ما لم یدع بإثمٍ أو قطیعة رحمٍ ما لم یستعجل، قیل: یا رسول الله ! ما الاستعجال؟ قال: یقول قد دعوت، وقد دعوت فلم أر یستجیب لي فیستحسر(۲) عند ذلک ویدع الدعاء''(۳)۔

بندے کی دعاء برابر قبول ہوتی رہتی ہے جب تک وہ گناہ یا قطع رحمی کی دعاء نہ کرے اور جب تک جلد بازی نہ کرے، پوچھا گیا: اے اللہ کے

---

(۱) البخاری، حدیث نمبر: (۶۳۴۰)، ومسلم، حدیث نمبر: (۲۷۳۵)۔

(۲) ''یستحسر'' کا مفہوم یہ ہے کہ دعاء کرنا بند کر دیتا ہے، اسی سے ارشاد باری ہے: ﴿ لا یستکبرون عن عبادته ولا یستحسرون ﴾ یعنی 'اسے پکارنے سے تکبر نہیں کرتے اور نہ ہی دعاء کرنا بند کرتے ہیں' دیکھئے: شرح النووی، اور فتح الباری، ۱۱/۱۴۱۔

(۳) مسلم، ۴/۲۰۹۶۔

رسول ﷺ جلد بازی کیا ہے؟ فرمایا: بندہ کہے: میں نے دعاء کی، پھر دعاء کی، لیکن میں نہیں سمجھتا کہ میری دعاء قبول ہوگی، چنانچہ (جلد بازی کرتا ہے اور) دعاء کرنا ترک کردیتا ہے۔

لہٰذا بندے کو چاہئے کہ دعاء کی عدم قبولیت کی صورت میں جلد بازی نہ مچائے، کیونکہ اللہ تعالیٰ مختلف اسباب کی بنا پر دعاء کی قبولیت میں تاخیر فرماتا ہے، یا تو شرائط کی عدم پابندی کی بنا پر، یا دعاء کی قبولیت سے مانع امور میں پڑنے کے سبب، یا دیگر اسباب کی بنا پر جن میں بندے ہی کی بھلائی مضمر ہوتی ہے، جب کہ اسے اس چیز کا علم نہیں ہوتا، لہٰذا بندے کو چاہئے کہ دعاء کی عدم قبولیت کی صورت میں اپنے نفس کا محاسبہ اور اس پر نظر ثانی کرے، اور ہر طرح کے گناہ ومعصیت سے اللہ سے توبہ کرے، اور فوری طور پر اور تاخیر سے حاصل ہونے والی بھلائی سے خوش ہوجائے، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿ وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفاً وَّطَمَعاً إِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴾(۱)۔

اور دنیا کی درستگی کے بعد اس میں فساد نہ پھیلاؤ اور تم اللہ کی عبادت

(۱) سورۃ الأعراف:۵۶۔

کرو، اس سے ڈرتے ہوئے اور امیدوار رہتے ہوئے، بے شک اللہ کی رحمت نیکوکاروں سے قریب ہے۔

چنانچہ جب تک بندہ دعاء میں الحاح وزاری کرتا ہے اور قبولیت کا امیدوار رہتا ہے، تب تک دعاء کی قبولیت سے قریب ہوتا ہے، اور جو مسلسل دروازے پر دستک دیتا ہے امید ہے کہ اس کے لئے دروازہ کھول ہی دیا جائے (۱)۔

اور کبھی کبھی دعاء کی قبولیت ایک مدت دراز تک موخر کی جاتی ہے، جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کی جانب لوٹانے کے سلسلہ میں ان کی دعاء کی قبولیت موخر فرمائی، جبکہ وہ ایک معزز نبی تھے، اور جیسا کہ اللہ نے تکلیف کے دور کرنے کے سلسلہ میں اپنے نبی حضرت ایوب علیہ السلام کی دعاء کی قبولیت کو موخر فرمایا، اور کبھی سائل کو اس کے سوال سے بہتر چیز سے نوازا جاتا ہے، اور کبھی سائل کے سوال سے افضل' اس پر آنے والے کسی شر کو اس سے پھیر دیا جاتا ہے (۲)۔

(۱) جامع العلوم والحکم، ۲/۴۰۴۔

(۲) دیکھئے: مجموع فتاوی العلامۃ ابن باز رحمہ اللہ، جمع وترتیب: علامہ الطیار، ۱/۲۶۱۔

☆ **تیسرا مانع:** گناہوں اور حرام امور کا ارتکاب:

کبھی کبھی عملی محرمات کا ارتکاب بھی دعاء کی قبولیت سے مانع ہوتا ہے(۱)؛ اسی لئے بعض سلف صالحین نے فرمایا ہے: ''دعاء کی قبولیت میں تاخیر کا شکوہ نہ کرو' اس حال میں کہ تم نے گناہوں سے اس کی قبولیت کا راستہ بند کر دیا ہے، اور اسی بات کو لے کر بعض شعراء نے یوں کہا ہے:

نحن ندعوالإ له في كل كربٍ ثم ننساه عند كشف الكروب

كيف نرجو إجابةً لدعـاءٍ قد سددنا طريقها بالذنوب(۲)

ہم اللہ کو ہر مصیبت کے وقت پکارتے ہیں پھر مصیبت دور ہو جانے کے بعد اسے بھول جاتے ہیں، ہم کسی دعاء کی قبولیت کی امید کیوں کرتے ہیں جبکہ ہم نے اس کے راستے کو گناہوں سے بند کر دیا ہے۔

اور اس میں کوئی شک نہیں کہ غفلت اور حرام خواہشات میں پڑنا بھلائیوں سے محرومی کے اسباب میں سے ہے، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

(۱) جامع العلوم والحکم، ۱/ ۲۷۵۔

(۲) مصدر سابق، ۱/ ۲۷۷، نیز دیکھئے: حاکم، ۲/ ۳۰۲، وسلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ، حدیث نمبر: (۱۸۰۵)۔

﴿ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ وَإِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْءًا فَلَا مَرَدَّ لَهُ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهِ مِنْ وَّالٍ﴾ (۱)۔

کسی قوم کی حالت اللہ اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود اپنی حالت کو نہ بدلیں، اور اللہ تعالیٰ جب کسی قوم کی سزا کا ارادہ کر لیتا ہے تو وہ بدلا نہیں کرتا، اور اللہ کے سوا ان کا کوئی کارساز نہیں۔

☆ **چوتھا مانع:** اللہ تعالیٰ کے واجب کردہ فرائض وواجبات کا ترک کرنا:

جس طرح اطاعت کے کاموں کی بجا آوری دعاء کی قبولیت کا سبب ہوتی ہے اسی طرح واجبات کا ترک دعاء کی قبولیت سے مانع بھی ہوتا ہے(۲)، اور اسی لئے نبی کریم ﷺ سے اس طرح کی بات وارد ہوئی ہے، چنانچہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

''والذي نفسي بيده لتأمرن بالمعروف ولتنهون عن المنكر، أو ليوشكن الله أن يبعث عليكم عقاباً منه ثم

(۱) سورۃ الرعد: ۱۱۔

(۲) جامع العلوم والحکم، ۱/ ۲۷۵۔

تدعونه فلا يستجاب لكم'' (۱)۔

اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم ضرور بالضرور بھلائی کا حکم دو گے اور برائی سے منع کرو گے، ورنہ تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنی جانب سے عذاب بھیج دے پھر تم دعاء کرو گے تو تمہاری دعاء بھی قبول نہ ہوگی۔

☆ **پانچواں مانع:** گناہ یا قطع تعلق کی دعاء:

☆ **چھٹا مانع:** حکمت الٰہی' کہ سائل اپنے سوال سے افضل سے نوازا جاتا

(۱) ترمذی، ۴/ ۴۶۸، اور امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے، حدیث نمبر: (۲۱۶۹)، وشرح السنۃ للبغوی، ۱۴/ ۳۴۵، و احمد، ۵/ ۳۸۸، نیز دیکھئے: صحیح الجامع حدیث نمبر: (۶۹۴۷)، ۶/ ۹۷، اور اس باب میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً مروی ہے:

''يا أيها الناس إن الله تبارك وتعالىٰ يقول لكم: مروا بالمعروف وانهوا عن المنكر قبل أن تدعوني فلا أستجيب لكم، وتسألوني فلا أعطيكم، وتستنصروني فلا أنصركم''.

اے لوگو! اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: بھلائی کا حکم دو اور برائی سے منع کرو، قبل اس کے کہ تم مجھ سے دعاء کرو تو میں تمہاری دعاء قبول نہ کروں، اور تم مجھ سے مانگو تو میں تمہیں نہ دوں، اور تم مجھ سے مدد طلب کرو تو میں تمہاری مدد نہ کروں۔

احمد، ۶/ ۱۵۹، نیز دیکھئے: المجمع، ۷/ ۲۶۶۔

ہے:

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''ما من مسلمٍ يدعو الله بدعوةٍ ليس فيها إثم ولا قطيعة رحم إلا أعطاه الله بها إحدى ثلاثٍ: إما أن تعجل له دعوته، وإما أن يدخرها له في الآخرة، وإما أن يصرف عنه من السوء مثلها، قالوا: إذاً نكثر، قال: الله أكثر'' (۱)۔

جو کوئی مسلمان اللہ تعالیٰ سے کوئی ایسی دعا کرتا ہے جس میں کوئی نہ گناہ ہوتا ہے اور نہ ہی قطع رحمی (قطع تعلق) تو اللہ تعالیٰ اسے تین چیزوں میں سے کوئی ایک چیز عطا فرماتا ہے: یا تو اس کی دعا اسی وقت قبول ہو جاتی ہے، یا اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو آخرت کے لئے ذخیرہ کر دیتا ہے، یا اس سے اسی کے مثل کوئی مصیبت ٹال دیتا ہے، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: تب تو ہم کثرت سے دعا کریں گے، تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ (عطا فرمانے والا) ہے۔

چنانچہ کبھی انسان سوچتا ہے کہ اس کی دعاء قبول نہیں ہوئی جب کہ اس کی

(۱) مسند احمد، ۳/ ۱۸، اس حدیث کی تخریج ص: (۴۱) میں گزر چکی ہے۔

دعاء قبول ہوچکی ہوتی ہے، اور اسے اپنے سوال سے افضل چیز سے نوازا جاچکا ہوتا ہے یا اس کے سوال سے بڑھ کر اس پر آنے والے مصائب اور امراض ہٹا دیئے گئے ہوتے ہیں، یا اللہ تعالیٰ اسے اس کے لئے قیامت کے دن کے لئے ذخیرہ کر دیتا ہے(۱)۔

(۱) دیکھئے: مجموع فتاوی ابن باز، ۱/ ۲۵۸-۲۶۸، جمع وترتیب: علامہ الطیار۔

چوتھی فصل:

دعا کے آداب‘ اور قبولیت کے مخصوص اوقات اور مقامات

پہلی بحث: دعاء کے آداب:

(۱)- اللہ عزوجل کی حمد سے دعاء کی ابتداء کرے اور شروع واخیر میں اللہ کے نبی ﷺ پر درود بھیجے:

(الف) حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں:

”کل دعاءٍ محجوب حتی یصلی علی محمدٍ ﷺ و آل

محمد'' (۱)۔

ہر دعاء رکی رہتی ہے جب تک کہ محمد ﷺ پر اور آپ کے آل پر درود نہ بھیجا جائے۔

(ب) حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے

---

(۱) اسے امام طبرانی نے ''المعجم الوسیط'' (۴/ ۴۴۸) میں روایت کیا ہے (روایت حضرت علی پر موقوف ہے) مصورة الجامعة الاسلامية، امام ہیثمی نے مجمع الزوائد (۱۰/۱۶۰) میں فرمایا ہے: ''اس حدیث کے تمام راوی ثقہ (قابل اعتماد) ہیں اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے سلسلة الأحاديث الصحيحة (۵/ ۵۷) میں اس کی موافقت کی ہے، اور اس حدیث کے حضرت معاذ بن جبل سے مرفوعاً، حضرت عبداللہ بن بسر سے مرفوعاً اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی بہت سارے شواہد ہیں، اور حضرت عمر سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں:

''إن الدعاء موقوف بين السماء والأرض لا يصعد منه شيء حتى تصلي على نبيك ﷺ''۔

بے شک دعاء زمین و آسمان کے درمیان موقوف ہوتی ہے، اس میں سے کچھ بھی اوپر نہیں چڑھتا یہاں تک کہ آپ اپنے نبی ﷺ پر درود بھیجیں۔

ترمذی، حدیث نمبر: (۴۹۰)، علامہ البانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: ''خلاصۂ کلام یہ ہے کہ یہ حدیث ان تمام طرق اور شواہد کی روشنی میں کم سے کم حالت میں حسن کے درجہ سے نیچے نہیں اترتی ان شاء اللہ تعالیٰ''۔ دیکھئے: الأحاديث الصحيحة، ۵/ ۵۷، حدیث نمبر: (۲۰۳۵)، وصحیح الجامع، ۴/۳/۷، و صحیح الترمذی، ۱/۱۵۰۔

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو اپنی نماز میں دعاء کرتے ہوئے سنا جس نے نہ تو اللہ کی حمد وثنا کی اور نہ ہی نبی کریم ﷺ پر درود بھیجا، تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''عجل هذا'' اس شخص نے جلدی کی، پھر آپ نے اسے بلایا اور اس سے یا اس کے علاوہ کسی اور شخص سے فرمایا:

''إذا صلى أحدكم فليبدأ بتحميد الله والثناء عليه ، ثم يصلي على النبي ﷺ ، ثم يدعو بعد بما شاء'' (۱)۔

جب تم میں سے کوئی شخص دعاء کرے تو اسے چاہئے کہ پہلے اللہ کی حمد وثنا کرے، پھر نبی کریم ﷺ پر درود بھیجے، پھر اس کے بعد جو دعاء کرنا چاہے کرے۔

نیز آپ ﷺ نے ایک دوسرے شخص کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا جس نے اللہ کی پاکی بیان کی، اس کی حمد وثناء کی اور نبی کریم ﷺ پر درود بھیجا تو رسول

---

(۱) ابوداؤد، ۲/ ۷۷، حدیث نمبر: (۱۴۸۱) وترمذي، ۵/ ۵۱۶، حدیث نمبر: (۳۴۷۷)، علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح ابو داؤد (حدیث نمبر: ۱۳۱۴) اور صحیح الترمذي (حدیث نمبر: ۲۷۶۷) میں صحیح قرار دیا ہے۔

اللہ ﷺ نے فرمایا:

'' **أيها المصلي أدع تجب [وسل تعط]** ''(۱)۔

اے نماز پڑھنے والے! اللہ سے دعاء کرو تمہاری دعاء قبول ہوگی، اور مانگو عطا کیا جائے گا۔

(ج) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: میں نماز پڑھ رہا تھا اور نبی کریم ﷺ اور حضرات ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما آپ کے ساتھ تھے، تو جب میں بیٹھا تو سب سے پہلے میں نے اللہ کی حمد وثناء کی پھر نبی کریم ﷺ پر درود بھیجا، پھر میں نے اپنے لئے دعاء کی، تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''**سل تعطه، سل تعطه**''، مانگو عطا کیا جائے گا، مانگو عطا کیا جائے گا(۲)۔

امام ابن القیم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ دعاء کے وقت درود پڑھنے کے

(۱) نسائی، ۳/۴۴، وترمذی، ۵/۵۱۶، حدیث نمبر: (۳۴۷۶) بین القوسین کے الفاظ نسائی میں ہیں، علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح النسائی (حدیث نمبر: ۱۲۱۷) اور صحیح الترمذی (حدیث نمبر: ۲۷۶۵) میں صحیح قرار دیا ہے۔

(۲) ترمذي، ۲/ ۴۸۸، اور امام ترمذی نے فرمایا ہے کہ: ''یہ حدیث حسن صحیح ہے''، علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو مشکاۃ المصابیح (۱/۲۹۴، حدیث نمبر: ۹۳۱) میں حسن قرار دیا ہے۔

تین مراتب ہیں:

۱- پہلا مرتبہ: نبی کریم ﷺ پر دعاء سے پہلے اور اللہ کی حمد وثنا کے بعد درود پڑھا جائے۔

۲- دوسرا مرتبہ: نبی کریم ﷺ پر دعاء کے شروع میں، درمیان میں اور اخیر میں درود پڑھا جائے۔

۳- تیسرا مرتبہ: نبی کریم ﷺ پر دعاء کے شروع میں اور اخیر میں درود پڑھا جائے، اور اپنی ضرورت کو درمیان میں رکھا جائے(۱)۔

(۲)- آسانی اور پریشانی ہر دو حالتوں میں دعاء کرنا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''**من سره أن يستجيب الله له عند الشدائد والكرب فليكثر الدعاء في الرخاء**''(۲)۔

(۱) دیکھئے: جلاء الأفهام في فضل الصلاة والسلام على محمد خير الأنام ﷺ، ص: ۳۷۵۔

(۲) ترمذی، ۵/۴۶۲، حدیث نمبر: (۳۳۸۲)، وحاکم، ۱/۵۴۴، امام حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور امام ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے، اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح الترمذي (۳/۱۴۰) میں حسن قرار دیا ہے۔ نیز دیکھئے: الأحاديث الصحيحة، حدیث نمبر: (۵۹۳)۔

جسے یہ پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ پریشانیوں اور مصیبتوں میں اس کی دعاء قبول فرمائے تو اسے چاہئے کہ آسانی اور سکون کی حالت میں اللہ سے کثرت سے دعائیں کرے۔

مفہوم یہ ہے کہ جسے یہ پسند ہو کہ "شدائد" یعنی پرمشقت مواقع پر اور "کرب" یعنی جان لیوا غم اور دکھ کے موقع پر اللہ تعالیٰ اس کی دعاء قبول فرمائے تو اسے چاہئے کہ صحت، فارغ البالی اور عافیت کی حالت میں اللہ سے کثرت سے دعاء کرے، کیونکہ مومن کی شناخت یہ ہے کہ وہ اللہ کی طرف پناہ لے اور اس سے ہمیشہ لو لگائے رکھے، اور تعلق استوار رکھے، اور مجبوری اور دشواری سے پہلے اللہ کی پناہ لے۔(۱)

اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کی دعاء، انہیں نجات دینے اور ان کی دعاء کی قبولیت کے سلسلہ میں فرمایا:

﴿ فَلَوْلَآ أَنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ ، لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهِ إِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴾ (۲)۔

---

(۱) دیکھئے: تحفۃ الأحوذي، ۹/۳۲۴۔

(۲) سورۃ الصافات: ۱۴۳، ۱۴۴۔

چنانچہ اگر وہ (یونس علیہ السلام) تسبیح خوانوں میں سے نہ ہوتے تو لوگوں کے مرنے کے بعد اٹھائے جانے کے دن تک اسی (مچھلی) کے پیٹ میں باقی رہتے۔

(۳)- اپنے اہل وعیال، یا مال، یا اولاد، یا اپنے آپ پر بددعاء نہ کرے:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اس شخص کے بارے میں مروی ہے جس نے اپنے اونٹ پر لعنت کی تھی، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "من هذا اللاعن بعيره؟"، یہ اپنے اونٹ پر لعنت کرنے والا کون ہے؟ اس شخص نے کہا: میں ہوں، اے اللہ کے رسول! تو آپ ﷺ نے فرمایا:

" انزل عنه فلا تصحبنا بملعونٍ، لاتدعوا على أنفسكم، ولا تدعوا على أولادكم، ولا تدعوا على أموالكم، ولا توافقوا من الله ساعةً يسأل فيها عطاء فيستجيب لكم"(۱)۔

اس سے اتر جاؤ، ایک ملعون کے ساتھ ہماری صحبت میں نہ رہو، اپنے آپ پر بددعاء نہ کرو، اور نہ اپنی اولاد پر بددعاء کرو، اور نہ ہی اپنے

---

(۱) اسے امام مسلم نے روایت کیا ہے، ۴/۲۳۰۴، حدیث نمبر: (۳۰۰۹)۔

مال پر بد دعاء کرو، اللہ کی جانب سے کسی ایسی گھڑی کی موافقت نہ کرو جس میں کوئی عطیہ مانگا جارہا ہوتو اس میں تمہاری بد دعاء بھی قبول ہو جائے۔

(۴)- دعاء میں اپنی آواز اس قدر پست رکھے کہ انتہائی پوشیدگی اور بہت ہی بلند آواز کے درمیان ہو:

(الف) ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ادْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعاً وَّخُفْيَةً إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ﴾ (۱)۔

اپنے رب سے دعاء کیا کرو عاجزی کرتے ہوئے اور چپکے چپکے بھی، یقیناً اللہ تعالیٰ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔

(ب) نیز اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعاً وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغَافِلِيْنَ﴾ (۲)۔

اور اپنے رب کا ذکر کیجئے اپنے دل میں گریہ وزاری کرتے ہوئے اور

(۱) سورۃ الأعراف: ۵۵۔

(۲) سورۃ الأعراف: ۲۰۵۔

ڈرتے ہوئے، اور بغیر تیز آواز کے، صبح وشام، اور غافلوں میں سے نہ ہو جائیے۔

(ج) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ نے ساتھ ایک سفر میں تھے کہ لوگ بہت زور زور سے تکبیر کہنے لگے، تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''أيها الناس اربعوا على أنفسكم انكم [لا تدعون] أصم ولا غائباً، إنكم تدعون سميعاً قريباً وهو معكم'' (۱)۔

اے لوگو! اپنے نفس کے ساتھ نرمی کرو، (بہت زیادہ آواز بلند نہ کرو) تم کسی بہرے یا غائب کو نہیں پکار رہے ہو، بلکہ تم ایک ایسی ذات کو پکار رہے ہو جو سننے والی، قریب اور تمہارے ساتھ ہے۔

مفہوم یہ ہے کہ وہ اپنے علم اور اپنی اطلاع کے ذریعہ تمہارے ساتھ ہے، کیونکہ معیت کی دو قسمیں ہیں: معیت عامہ، اور معیت خاصہ۔

۱- معیت عامہ: معیت عامہ علم اور اطلاع کے ذریعہ ساتھ رہنے کو کہتے

(۱) بخاری، حدیث نمبر: (۴۲۰۵)، ومسلم (مذکورہ الفاظ کے ساتھ)، حدیث نمبر: (۲۷۰۴)، لیکن بین القوسین کے الفاظ صحیح بخاری کے ہیں۔

ہیں، دراں حالیکہ وہ اپنے عرش پر مستوی ہے، جیسا کہ اس کے جلال وعظمت کے شایان شان ہے، اور اسے اپنے بندوں کے دلوں میں جو کچھ ہے اس کا علم ہے، اس سے کوئی بھی چیز مخفی و پوشیدہ نہیں۔

۲-معیت خاصہ: معیت خاصہ اللہ عزوجل کا اپنے مومن بندوں کے لئے نصرت، تائید، توفیق اور الہام کے ذریعہ ساتھ رہنے کا نام ہے۔

(۵)-اپنی دعاء میں اللہ سے گڑگڑائے اور گریہ وزاری کرے:

"الضراعة" کے معنیٰ ذلت، خضوع وخشوع اور گڑگڑانے کے ہیں، کہا جاتا ہے: "ضرع ، يضرع ، ضراعة" یعنی خضوع کیا، اور ذلت وعاجزی کا ثبوت دیا، اور " تضرع الى الله " کا مفہوم ہے گڑگڑایا اور گریہ کیا(۱)۔

(الف) ارشاد باری ہے:

﴿فَأَخَذْنَاهُمْ بِالْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ، فَلَوْلَا إِذْ جَاءَهُمْ بَأْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ

(۱) دیکھئے: المصباح المنیر، ص:۳۶۱، والقاموس المحیط، ص:۹۵۸، والمعجم الوسیط، ص:۵۳۸، ومفردات الفاظ غریب القرآن للاصفھانی، ص:۵۰۶۔

الشَّيْطَانُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾(۱)۔

تو ہم نے انہیں تنگ دستی اور بیماری سے پکڑ لیا تا کہ وہ عاجزی کریں، تو جب ان کو ہماری سزا پہنچی تو انھوں نے عاجزی کیوں نہ اختیار کی؟ لیکن (درحقیقت) ان کے دل سخت ہو گئے اور شیطان نے ان کے لئے ان کے اعمال کو مزین اور آراستہ کر دیا۔

(ب) نیز ارشاد ہے:

﴿قُلْ مَنْ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهُ تَضَرُّعاً وَّخُفْيَةً لَّئِنْ أَنْجَانَا مِنْ هَذِهِ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشَّاكِرِيْنَ﴾(۲)۔

آپ کہہ دیجئے کہ وہ کون ہے جو تم کو خشکی اور سمندر کی تاریکیوں سے نجات دلاتا ہے، تم اسے گڑگڑا کر اور چپکے چپکے پکارتے ہو، کہ اگر اس نے ہمیں اس سے نجات دے دی تو ہم ضرور بالضرور شکر کرنے والوں میں سے ہو جائیں گے۔

(ج) نیز ارشاد ہے:

(۱) سورۃ الأنعام:۴۲،۴۳۔

(۲) سورۃ الأنعام:۶۳۔

﴿وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعاً وَّخِيْفَةً﴾(۱)۔

اور اپنے رب کا ذکر کیجئے اپنے دل میں گریہ وزاری کرتے ہوئے اور ڈرتے ہوئے۔

(۲)- دعاء میں اپنے رب سے الحاح وزاری کرے:

''إلحاح'' کے معنیٰ کسی چیز پر پل پڑنے اور پیہم ہمیشگی برتنے کے ہیں، کہا جاتا ہے:''ألحَّ السحابُ'' مسلسل بارش ہوئی، اور''ألحَّتِ الناقةُ'' اونٹنی نے اپنی جگہ کو لازم پکڑ لیا، اور''ألحَّ الجملُ'' اونٹ نے اپنی جگہ کو لازم پکڑ لیا اور چمٹ کر بیٹھ گیا، اور''ألحَّ فلانٌ على الشَيْءِ'' فلاں نے کسی چیز پر ہمیشگی برتی اور اس کے درپہ ہو گیا(۲)۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے:

'' ألظوا بياذا الجلال والإكرام''(۳)۔

(۱) سورة الأعراف: ۲۰۵۔

(۲) دیکھئے: النهاية في غريب الحديث لابن الأثير، ۴/ ۲۳۶، والمصباح المنير، ص: ۵۵۰، والقاموس المحيط، ص: ۳۰۶۔

(۳) ترمذی، حدیث نمبر: (۳۴۷۳-۳۴۷۵) علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح الترمذي (۳/ ۱۷۲) میں صحیح قرار دیا ہے۔

'یا ذا الجلال والاکرام' (اے جلال وعظمت اور کرم والے) کو لازم پکڑ لو۔

لہٰذا بندے کو چاہئے کہ کثرت سے دعاء کرے اور اسے بار بار دہرائے، اور اللہ کی ربوبیت، الوہیت اور اسماء وصفات کو دہرا کر اس کی جناب میں الحاح وزاری کرے، یہ دعاء کی قبولیت کے عظیم ترین اسباب میں سے ہے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے ذکر کیا ہے(۱) کہ:

''الرجل يطيل السفر أشعث أغبر يمد يديه إلى السماء: يا رب! يا رب!'' الحديث..(۲)۔

ایک شخص دور دراز کا سفر کرتا ہے، اس کے بال پراگندہ اور وہ غبار آلود ہوتا ہے، وہ اپنے دونوں ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھا کر کہتا ہے 'اے رب''، ''اے رب''۔

یہ چیز دعاء میں الحاح وزاری پر دلالت کرتی ہے؛ اسی لئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے:

(۱) دیکھئے: جامع العلوم والحکم لابن رجب، ۱/ ۲۶۹ تا ۲۷۵۔

(۲) اس حدیث کی تخریج ص: ۶۸ میں گزر چکی ہے۔

''یستجاب لأحدکم ما لم یعجل، فیقول: قد دعوت فلم یستجب لي'' (۱)۔

تم میں سے کسی کی بھی دعاء اس وقت تک قبول ہوتی رہتی ہے جب تک وہ جلد بازی کرتے ہوئے یہ نہ کہہ دے کہ 'میں نے دعاء کی تو میری دعاء قبول نہ ہوئی'۔

(۷)- وسیلہ کی مشروع قسموں کے ذریعہ اللہ تک وسیلہ قائم کرے:

"وسیلة" کے لغوی معنیٰ قربت اور اطاعت کے ہیں، نیز جس کے ذریعہ کسی چیز تک پہنچا جائے اور قریب ہو یا جائے (وہ بھی وسیلہ کہلاتا ہے) کہا جاتا ہے: "وَسَّلَ فلان إلی الله توسیلاً" فلاں نے اللہ کی جانب وسیلہ قائم کیا، یعنی ایسا عمل کیا جس کے ذریعہ اللہ سے قریب ہو گیا، نیز کہا جاتا ہے: "وسل فلان إلی الله تعالیٰ بالعمل یسل وسلاً وتوسلاً و توسیلاً" یعنی اللہ کی طرف راغب ہوا اور اس کی قربت اختیار کی، یعنی ایسا عمل کیا جس کے ذریعہ اللہ سے قریب ہوا (۲)۔

(۱) بخاری مع فتح الباری، ۱۱/ ۱۴۰، ومسلم، ۴/ ۲۰۹۵۔

(۲) دیکھئے: النهایة في غریب الحدیث لابن الأثیر، ۵/ ۱۸۵، والقاموس المحیط، ص: ۱۳۷۹، والمصباح المنیر، ص: ۶۶۰۔

امام راغب اصفہانی فرماتے ہیں: "الوسیلة" کے معنیٰ ہیں کسی چیز تک رغبت سے پہنچنا، یہ لفظ "وصیلة" سے خاص ہے، کیونکہ وسیلہ میں رغبت کا مفہوم شامل ہے، ارشاد باری ہے:

﴿وَابْتَغُوْا إِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ﴾ (۱)۔

اللہ کا وسیلہ (قرب) تلاش کرو۔

اور اللہ کے لئے وسیلہ تلاش کرنے کی حقیقت یہ ہے کہ علم، عبادت اور مکارم شریعت کی تلاش کے ذریعہ اس کے راستہ کی رعایت کی جائے، اور یہ قربت ہی جیسا ہے، اور "واسل" کے معنیٰ اللہ کی طرف راغب ہونے والے کے ہیں۔(۲)۔

اور فرمان باری **﴿وَابْتَغُوْا إِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ﴾** 'اللہ تعالیٰ کا قرب تلاش کرو' کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ کی اطاعت اور اسے راضی کرنے والا عمل کر کے اس کا قرب تلاش کرو (۳)۔

(۱) سورۃ المائدۃ: ۳۵۔

(۲) مفردات غریب الفاظ القرآن، ص: ۸۷۱۔

(۳) تفسیر ابن کثیر، ۲/ ۵۳، نیز دیکھئے: قاعدۃ جلیلۃ في التوسل والوسیلۃ لشیخ الاسلام ابن تیمیۃ، ص: ۵ تا ۱۶۰، والتوسل انواعہ واحکامہ للعلامۃ الالبانی، ص: (۸/ ۱۵۶)۔

☆☆ مشروع وسیلہ کی تین قسمیں ہیں:

پہلی قسم: دعاء میں اللہ کے کسی نام یا صفت کا وسیلہ لینا:

مثلاً دعاء کرنے والا اپنی دعاء میں کہے: ''اے اللہ میں تجھ سے اس وسیلہ سے دعاء کرتا ہوں کہ تو رحمٰن، رحیم، لطیف اور خبر رکھنے والا ہے کہ تو مجھے عافیت عطا فرما'' یا یوں کہے کہ: ''اے اللہ میں تجھ سے تیری اس رحمت کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں جو ہر چیز کو محیط ہے، کہ تو مجھ پر رحم فرما اور مجھے بخش دے''، اسی لئے اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿وَلِلّٰهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنىٰ فَادْعُوْهُ بِهَا﴾ (۱)۔

اور اللہ تعالیٰ کے اچھے اچھے نام ہیں، لہٰذا انہی کے واسطے سے اس سے دعاء کرو۔

نیز حضرت سلیمان علیہ السلام کی ایک دعا یہ تھی جس کو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے:

﴿ قَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِيْ أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْ أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَى وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحاً تَرْضَاهُ وَأَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصَّالِحِيْنَ﴾ (۲)۔

---

(۱) سورۃ الأعراف: ۱۸۰۔

(۲) سورۃ النمل: ۱۹۔

فرمایا اے میرے رب! تو مجھے توفیق دے کہ میں تیری ان نعمتوں کا شکریہ ادا کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر نچھاور کی ہیں، اور یہ کہ میں ایسا نیک عمل کروں جس سے تو خوش ہو جائے، اور تو مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں شامل فرمادے۔

حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو کہتے ہوئے سنا کہ: ''اے اللہ! میں تجھ سے اس وسیلہ سے سوال کرتا ہوں کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ تو اللہ ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو تنہا بے نیاز ہے، جس سے نہ تو کوئی پیدا ہوا ہے اور نہ ہی وہ کسی سے پیدا ہوا ہے، اور نہ ہی کوئی اس کا ہمسر اور مقابل ہے''، راوی کہتے ہیں کہ (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''والذي نفسي بيده لقد سأل الله باسمه الأعظم الذي إذا دعي به أجاب، وإذا سئل به أعطى'' (۱)۔

---

(۱) ابوداؤد، ۲/۷۹، وترمذی، ۵/۵۱۵، واحمد، ۵/۲۶۰، وابن ماجہ، ۲/۱۲۶۷، وحاکم، ۱/۶۰۴، امام حاکم نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث شیخین (امام بخاری ومسلم) کی شرط پر صحیح ہے نیز امام ذہبی وامام ابن حبان نے ان کی موافقت کی ہے اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح الترمذي (۳/۱۶۳) میں صحیح قرار دیا ہے۔

اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، حقیقت میں اس شخص نے اللہ سے اس کے عظیم ترین نام کے وسیلہ سے سوال کیا ہے کہ جب اس کے واسطہ سے اللہ سے دعاء کی جاتی ہے تو وہ قبول کر لیتا ہے اور جب اس کے واسطہ سے سوال کیا جاتا ہے تو عطا فرماتا ہے۔

اور ایک روایت میں ہے:

"لقد سألت الله عز وجل باسمه الأعظم"۔

حقیقت میں تم نے اللہ سے اس کے عظیم ترین نام کے واسطہ سے سوال کیا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے راویت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا، پھر اس نے یوں دعاء کی کہ: "اے اللہ میں تجھ سے اس وسیلہ سے سوال کرتا ہوں کہ تمام تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں، تیرے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں، تو احسان فرمانے والا، آسمانوں اور زمین کو از سرِ نو وجود بخشنے والا ہے، اے جلال وعظمت اور کرم والے، اے زندہ، اے تھامنے والے"۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"لقد دعا الله باسمه العظيم الذي إذا دعي به أجاب، وإذا سئل به أعطى" (۱)۔

حقیقت میں اس شخص نے اللہ سے اس کے عظیم نام کے وسیلہ سے دعاء کی ہے کہ جب اس کے واسطہ سے اللہ سے دعاء کی جاتی ہے تو وہ قبول کر لیتا ہے اور جب اس کے واسطہ سے سوال کیا جاتا ہے تو عطا فرماتا ہے۔

حضرت محجن بن الأدرع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں داخل ہوئے کہ آپ نے ایک شخص کو دیکھا جو ابھی نماز سے فارغ ہوا تھا، اور وہ دعاء کر رہا تھا اور یوں کہہ رہا تھا کہ: "اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں، اے تنہا، اکیلا، بے نیاز اللہ جس سے نہ کوئی پیدا ہوا ہے اور نہ ہی وہ پیدا کیا گیا ہے، اور نہ جس کا کوئی ہمسر اور مقابل ہے کہ تو میرے گناہوں کو بخش دے، بے شک تو بخشنے والا انتہائی مہربان ہے۔ تو رسول اللہ

(۱) ابوداؤد (انہی الفاظ کے ساتھ)، ۸۰/۲، وابن ماجہ، ۱۲۶۸/۲، وترمذي، ۵۵۰/۵، واحمد، ۱۲۰/۳، ونسائی، ۵۲/۳، امام ابن حبان نے اسے صحیح قرار دیا ہے، حدیث نمبر: (۲۳۸۲، موارد) وحاکم، ۵۰۳/۱، امام ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے اور حدیث ان دونوں کے قول کے مطابق (صحیح) ہے، اور علامہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح النسائی (۲۷۹/۱) میں صحیح قرار دیا ہے۔

ﷺ نے فرمایا:

"قد غفر له، قد غفر له، قد غفر له، ثلاث مرات" (۱)۔

اسے بخش دیا گیا، اسے بخش دیا گیا، اسے بخش دیا گیا، تین مرتبہ فرمایا۔

حضرت سعد سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"دعوة ذي النون إذ دعا وهو في بطن الحوت: ﴿لَآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ﴾، فإنه لم يدع بها رجل مسلم في شيءٍ قط إلا استجاب الله له" (۲)۔

مچھلی والے (حضرت یونس علیہ السلام) نے جو دعا اس وقت کی تھی

---

(۱) احمد، ۴/ ۳۳۸، ونسائی، ۳/ ۵۲، وابوداؤد، اور اس حدیث کو علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح النسائی (۱/ ۲۸۰) اور صحیح ابوداؤد (۱/ ۱۸۵) میں صحیح قرار دیا ہے۔

(۲) ترمذي، ۵/ ۵۲۹، واحمد، ۱/ ۱۷۰، وحاکم، امام حاکم نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے اور امام ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے ۱/ ۵۰۵، علامہ ارنووط نے الکلم الطیب کی تخریج ص: (۸۶) میں فرمایا ہے، مذکورہ حدیث امام حاکم و امام ذہبی کے قول کے مطابق (صحیح) ہے، حافظ ابن حجر نے اسے حسن قرار دیا ہے، اور شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح الترمذي (۳/ ۱۶۸) میں صحیح قرار دیا ہے۔

جب وہ مچھلی کے شکم میں تھے وہ یہ تھی: **﴿لَآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ﴾**، اے اللہ تیرے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں تیری ذات پاک ہے، بے شک میں ظلم کرنے والوں میں سے ہوں، جو بھی مسلمان کسی بھی معاملہ میں یہ دعاء پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی دعاء ضرور قبول فرماتا ہے۔

دوسری قسم: اللہ کی جانب کسی نیک عمل کا وسیلہ لینا، جسے خود دعاء کرنے والے نے انجام دیا ہو:

مثلاً مسلمان کہے: "اے اللہ میں تجھ پر اپنے ایمان، یا تجھ سے اپنی محبت، یا تیرے رسول کی اتباع کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے بخش دے"۔

یا کہے: "اے اللہ میں محمد ﷺ سے اپنی محبت اور ان پر اپنے ایمان کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے میری مصیبت سے چھٹکارا عطا فرما"۔

اور اسی قبیل سے یہ بھی ہے کہ دعاء کرنے والا کسی اہم نیک عمل کا ذکر کرے جس سے اس کے اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے، اس کی رضا و خوشنودی کو ہر چیز پر ترجیح دینے، اور اللہ کی اطاعت بجالانے کا پتہ چلتا ہو، اور پھر اپنی دعاء میں اللہ

کی طرف اس کا وسیلہ لے تا کہ اسے اپنی دعاء کے قبولیت کی زیادہ سے زیادہ امید ہو۔

وسیلہ کی اس قسم کی مشروعیت کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَاْ إِنَّنَاْ آمَنَّاْ فَاغْفِرْلَنَاْ ذُنُوْبَنَاْ وَقِنَاْ عَذَاْبَ النَّاْرِ﴾ (۱)۔

جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! بے شک ہم ایمان لائے اس لئے ہمارے گناہوں کو معاف فرما، اور ہمیں جہنم کے عذاب سے بچا۔

نیز ارشاد باری ہے:

﴿ رَبَّنَاْ آمَنَّاْ بِمَاْ أَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَاْ الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَاْ مَعَ الشَّاْهِدِيْنَ﴾ (۲)۔

اے ہمارے رب! ہم تیری اتاری ہوئی وحی پر ایمان لائے، اور ہم نے تیرے رسول ﷺ کا اتباع کیا، پس تو ہمیں گواہوں میں لکھ دے۔

(۱) سورۃ آل عمران: ۱۶۔

(۲) سورۃ آل عمران: ۵۳۔

اس کی دلیل میں سے اہل غار کا واقعہ بھی ہے، کہ ان میں سے ہر ایک نے ایسے نیک عمل کا ذکر کیا جس کے ذریعہ انھوں نے اللہ کی رضا جوئی کے لئے تقرب حاصل کیا تھا، اور اس طور پر انھوں نے نیک عمل کا وسیلہ لیا تو اللہ نے ان کی دعاء قبول فرمائی (۱)۔

تیسری قسم: اللہ کی جناب میں کسی زندہ، حاضر، نیک شخص کی دعاء کا وسیلہ لینا:

مثلاً مسلمان کسی سخت پریشانی سے دو چار ہو جائے، یا اس پر کوئی بڑی مصیبت آن پڑے، اور وہ اللہ کی جناب میں اپنے اندر کوتاہی محسوس کرتا ہو، اور اللہ سے مانگنے کے لئے کسی قوی سبب کا خواہاں ہو، تو ایسی صورت میں وہ کسی ایسے شخص کے پاس جائے جس میں نیکی، تقویٰ، فضل و برتری، اور کتاب وسنت کا علم تصور کرتا ہو، اور اس سے اپنے سلسلہ میں اپنے رب سے دعاء کرنے کا طالب ہو، تا کہ اللہ عزوجل اسے اس کی مصیبتوں سے نجات دیدے اور اس کے ہم وغم کو کافور کردے۔

اس کی دلیل حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی وہ حدیث ہے جس میں وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں لوگ قحط سے دو چار ہوئے،

(۱) بخاری، ۴/ ۳۷، ومسلم، ۴/ ۳۰۹۹۔

چنانچہ نبی کریم ﷺ جمعہ کے روز خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک اعرابی (دیہاتی) کھڑا ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! مال تباہ ہوگیا، اہل و عیال بھوکے مرنے لگے، لہٰذا آپ ہمارے لئے اللہ سے دعاء کیجئے، تو آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھایا اور فرمایا: "اللهم أغثنا، اللهم أغثنا، اللهم أغثنا"، اے اللہ ہمیں سیراب کر، اے اللہ ہمیں سیراب کر، اے اللہ ہمیں سیراب کر"۔

ہم نے کوئی بدلی نہ دیکھی لیکن اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے ابھی ہاتھ نیچے بھی نہ اتارے تھے کہ بادل پہاڑوں کی مانند اٹھے، اور آپ ابھی اپنے منبر سے اترے بھی نہ تھے کہ میں نے دیکھا کہ بارش نبی کریم ﷺ کی داڑھیوں سے ڈھلکنے لگی، چنانچہ اس روز بارش ہوئی، اس کے دوسرے روز بھی، اور پھر تیسرے اور چوتھے روز بھی بارش ہوئی، یہاں تک کہ دوسرے جمعہ تک مسلسل بارش ہوتی رہی، پھر وہی دیہاتی یا فرماتے ہیں اس کے علاوہ کوئی دوسرا شخص کھڑا ہوا، اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول ﷺ! عمارتیں تباہ ہوگئیں، اور مال غرقاب ہوگیا، لہٰذا آپ ہمارے لئے اللہ سے (بارش روکنے کی) دعاء کیجئے، چنانچہ آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے

اور فرمایا: " اللهم حوالينا ولا علينا"، اے اللہ ہم پر نہیں بلکہ ہمارے آس پاس بارش برسا۔

آپ ﷺ اپنے دست مبارک سے جس سمت بھی اشارہ فرماتے بدلی چھٹتی چلی جاتی، اور مدینہ گھڑے کی مانند ہوگیا، اور وادی قناۃ ایک ماہ تک بہتی رہی، اور جو شخص بھی مدینہ کے اطراف سے آتا وہ کثرت بارش ہی کی بات کرتا (۱)۔

اور اسی قبیل سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا نبی کریم ﷺ سے اپنی والدہ کی بابت اسلام کی ہدایت کے لئے دعاء کی درخواست کرنا بھی ہے، آپ ﷺ نے ان کی ماں کے لئے دعاء فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اسلام کی ہدایت عطا فرمائی (۲)۔

اور اسی ضمن میں یہ بھی ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ عم رسول ﷺ حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے لوگوں کے لئے بارش طلبی کی دعاء کی درخواست کرتے تھے، تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ انہیں ان کی دعاء سے سیراب کرتا تھا (۳)۔

---

(۱) بخاری، ۱/۲۲۴، ومسلم، ۲/۶۱۲، حدیث نمبر: (۸۹۷)۔

(۲) مسلم، ۴/۱۹۳۹، نیز اس حدیث کی تخریج ص: (۱۹۸) میں بھی آئے گی۔

(۳) دیکھئے: بخاری مع فتح الباری، ۲/۴۹۴، کتاب الاستسقاء باب سؤال الناس الامام اذا قحطوا، حدیث نمبر: (۱۰۰۸)۔

نیز اسی قبیل سے نبی کریم ﷺ کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ فرمانا بھی ہے کہ:

''يأتي عليكم أويس بن عامر مع أمداد أهل اليمن من مراد ثم من قرن، كان به برص فبرأ منه إلا موضع درهم له والدة هو بها بر، لو أقسم على الله لأبره، فإن استطعت أن يستغفر لک فافعل'' (۱)۔

تمہارے پاس اویس بن عامر اہل یمن کے امداد کے ساتھ آئیں گے، وہ قبیلۂ مراد پھر قبیلۂ قرن سے ہوں گے، انہیں برص کی بیماری تھی، پھر ٹھیک ہو گئے، سوائے ایک درہم کے بقدر، ان کی والدہ ہوں گی جن کے ساتھ وہ بڑے نیک اور حسن سلوک کرنے والے ہوں گے، اگر وہ اللہ پر کوئی قسم کھالیں گے تو اللہ ان کی قسم کو پوری کر دے گا، لہٰذا اگر تم سے ہو سکے کہ تم ان سے بخشش کی دعاء کراؤ تو ضرور کروانا۔

(۸)- دعاء کے وقت گناہ اور نعمت کا اعتراف کرنا:

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی کریم ﷺ سے

(۱) مسلم،۴/ ۱۹۶۸،حدیث نمبر: (۲۵۴۲)۔

روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: سید الاستغفار یہ ہے کہ تم کہو:

''اللهم أنت ربي، لا إله إلا أنت ، خلقتني وأنا عبدک ، وأنا على عهدک ووعدک ما استطعت ، أعوذ بک من شرما صنعت ، أبوء لک بنعمتک علي، وأبوء بذنبي ، فاغفرلي فإنه لا يغفر الذنوب إلا أنت'' (۱)۔

اے اللہ تو ہی میرا رب ہے' تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، تو نے مجھے پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں اور میں اپنی طاقت بھر تجھ سے کئے ہوئے اپنے عہد اور وعدہ پر قائم ہوں، میں نے جو کچھ کیا اس کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں، اپنے آپ پر تیری نعمت کا اقرار کرتا ہوں، اور اپنے گناہ کا اعتراف کرتا ہوں' لہٰذا مجھے بخش دے کیونکہ تیرے سوا کوئی گناہوں کو بخشنے والا نہیں۔

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ: ''جس نے ان کلمات کو ان پر یقین رکھتے ہوئے دن میں پڑھا اور اسی دن شام ہونے سے پہلے مر گیا تو وہ جنتیوں میں

(۱) بخاری، ۷/۱۴۴ و ۱۵۰، حدیث نمبر: (۶۳۰۶) وترمذی، ۵/ ۴۶۷، ونسائی، ۸/ ۲۷۹، کتاب الاستعاذة، باب الاستعاذة من شر ما صنع، واحمد، ۴/ ۱۲۲۔

سے ہوگا، اور جس نے انہیں ان پر یقین رکھتے ہوئے رات میں پڑھا اور صبح ہونے سے پہلے مرگیا تو وہ جنتیوں میں سے ہوگا‘‘۔

(۹)-دعاء میں قافیہ بندی کا تکلف نہ کرنا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں: ’’لوگوں کو ہر جمعہ ایک مرتبہ نصیحت کیا کرو، اگر نہیں تو دو مرتبہ، اور اگر یہ بھی نہیں تو تین مرتبہ، اور لوگوں کو اس قرآن سے اکتاہٹ میں نہ مبتلا کرو، اور میں تمہیں ایسا کرتے ہوئے ہرگز نہ پاؤں کہ تم لوگوں کے پاس اس حال میں آؤ کہ وہ اپنی کسی گفتگو میں مصروف ہوں، اور تم ان کی گفتگو کو کاٹ کر انہیں قصہ (نصیحت کے لئے) سنانا شروع کردو، اور یوں تم انہیں عاجز کردو، بلکہ خاموش رہو، جب تمہیں وہ حکم دیں تو انہیں نصیحت کرو، درانحالیکہ وہ اس کی جانب راغب اور اس کے خواہاں ہوں، اور ہاں دیکھنا دعاء میں سجع اور قافیہ (وزن) بندی سے اجتناب کرنا کیوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کو ایسے ہی کرتے ہوئے پایا ہے‘ (یعنی تک بندی سے اجتناب کرتا ہوا پایا ہے)(۱)۔

(۱) بخاری، ۷/۱۹۷، حدیث نمبر: (۶۳۳۷)۔

(۱۰)-دعاء کو تین مرتبہ دہرانا:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ خانۂ کعبہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے، اور ابوجہل اور اس کے کچھ ساتھی وہیں بیٹھے ہوئے تھے، اتنے میں انھوں نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا: تم میں سے کون فلاں کے اونٹوں کی اوجھڑی لائے گا اور محمد (ﷺ) جب سجدہ میں جائیں گے تو ان کی پشت پر رکھے گا؟ چنانچہ ان میں سے سب سے بدبخت اور پلید شخص اٹھ کھڑا ہوا اور اوجھڑی لے آیا، اور پھر دیکھتا رہا یہاں تک کہ جب نبی کریم ﷺ سجدہ میں گئے تو اوجھڑی آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان آپ کی پشت پر رکھ دیا، (ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) اور میں یہ منظر دیکھتا رہا‘ لیکن کچھ نہ کرسکتا تھا‘ کاش مجھے کچھ طاقت ہوتی (تو میں انہیں بتاتا) فرماتے ہیں: پھر وہ ہنسنے لگے اور لوٹ پوٹ ہوکر ایک دوسرے پر گرنے لگے، اور رسول اللہ ﷺ سجدہ میں تھے، آپ اپنا سر نہیں اٹھا سکتے تھے یہاں تک کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا (بنت رسول اللہ ﷺ) آئیں اور اوجھڑی کو آپ کی پشت سے ہٹایا، تو آپ ﷺ نے اپنا سر مبارک اٹھایا، اور پھر فرمایا: ’’اللهم عليك بقريش‘‘، اے اللہ تو قریش کو پکڑ لے (تین مرتبہ) نبی کریم ﷺ کا

بددعا کرنا ان پر گراں گذرا، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کیوں کہ ان کا یہ عقیدہ تھا کہ اس شہر میں دعائیں ضرور قبول ہوتی ہیں، پھر نبی کریم ﷺ نے نام لے لے کر فرمایا:

"اللهم عليک بأبي جهل، وعليک بعتبة بن ربيعة، وشيبة بن ربيعة، والوليد بن عتبة، وأمية بن خلف، وعقبة بن أبي معيط"۔

اے اللہ تو ابوجہل کو پکڑ لے، اور عتبہ بن ربیعہ کو پکڑ لے، اور شیبہ بن ربیعہ کو پکڑ لے، اور ولید بن عتبہ کو پکڑ لے، اور امیہ بن خلف کو پکڑ لے، اور عقبہ بن ابی معیط کو پکڑ لے۔

اور آپ نے ساتویں کا نام بھی لیا لیکن ہمیں یاد نہیں رہا، (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں: اس اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں نے دیکھا کہ جن جن کا نام اللہ کے رسول ﷺ نے لیا تھا وہ بدر کے کنویں میں اوندھے منہ پڑے ہوئے تھے (۱)۔

---

(۱) بخاری، ۱/۴۷، کتاب الوضوء، باب اذا أُلقي علی ظهر المصلي جيفة لم تفسد صلاته حدیث نمبر: (۲۴۰)، ومسلم، ۳/ ۱۴۱۸، کتاب الجهاد والسير باب مالقي النبی ﷺ من أذى المشركين والمنافقين، حدیث نمبر (۱۷۹۴)۔

(۱۱)-قبلہ رو ہونا:

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں: ''نبی کریم ﷺ اس عیدگاہ کی طرف بارش طلبی کی دعاء کے لئے نکلے، تو آپ نے دعاء کی اور بارش طلب فرمائی، پھر قبلہ رو ہوئے اور اپنی چادر پلٹی (۱)۔

(۱۲)-دعاء کے وقت ہاتھوں کو اٹھانا:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ''نبی کریم ﷺ نے دعاء فرمائی پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھایا، اور میں نے آپ کے دونوں بغلوں کی سفیدی دیکھی'' (۲)۔

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور فرمایا:

''اللهم إني أبرأ إليک مما صنع خالد'' (۳)۔

---

(۱) بخاری (انہی الفاظ کے ساتھ)، ۷/ ۹۹، حدیث نمبر: (۶۳۴۳) کتاب الدعوات، باب الدعاء مستقبل القبلة۔

(۲) بخاری، ۷/ ۱۹۸، کتاب الدعوات، باب رفع الأيدي في الدعاء قبل حدیث نمبر: (۶۳۴۱)۔

(۳) بخاری، ۷/ ۱۹۸، کتاب الدعوات، باب رفع الأيدي في الدعاء قبل حدیث نمبر: (۶۳۴۱)۔

اے اللہ میں خالد کے عمل سے تیری طرف براءت کا اظہار کرتا ہوں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے ، یہاں تک کہ میں نے آپ کے دونوں بغلوں کی سفیدی دیکھی (۱)۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" إن ربكم تبارك وتعالىٰ حيي كريم يستحي من عبده إذا رفع يديه إليه أن يردهما صفراً" (۲)۔

بے شک تمہارا رب تبارک وتعالیٰ بڑا باحیا اور سخی ہے، جب اس کا بندہ اس کی جانب اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتا ہے' تو اسے شرم آتی ہے کہ انہیں خالی (نامراد) واپس لوٹا دے۔

(۱) البخاری، ۷/ ۱۹۸، کتاب الدعوات، باب رفع الأیدی في الدعاء قبل حدیث نمبر: (۶۳۴۱)۔

(۲) ابوداؤد، ۲/ ۷۸، وترمذی، ۵/ ۵۵۷، وغیرهما، حافظ ابن حجر نے فرمایا ہے کہ اس کی سند جید ہے، علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح الترمذی (۳/ ۱۷۹) میں صحیح قرار دیا ہے۔

(۱۳)۔ ممکن ہو تو دعاء سے قبل وضو کرنا: (۱)

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ جنگ حنین سے فارغ ہوئے تو حضرت ابو عامر رضی اللہ عنہ کو ایک لشکر کا سپہ سالار بنا کر اوطاس روانہ فرمایا، وہاں پہنچ کر درید بن صمہ سے مڈبھیڑ ہوئی اور درید قتل کر دیا گیا، اور اللہ نے اس کے ساتھیوں کو شکست دی، حضرت ابوموسیٰ فرماتے ہیں: اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے ابو عامر کے ساتھ بھیجا تھا، اتفاق سے ابو عامر کے گھٹنے میں تیر لگ گیا، یہ تیر قبیلہ جشم کے ایک آدمی نے مارا تھا، اور آپ کے گھٹنے میں پیوست کر دیا تھا، میں ابو عامر کے پاس گیا اور ان سے پوچھا اے چچا جان! آپ کو کس نے تیر مارا؟ انھوں نے ابوموسیٰ کو اشارہ سے بتاتے ہوئے فرمایا: جس نے مجھے تیر مارا ہے وہی میرا قاتل ہے، میں نے اس کا ارادہ کیا اور اس سے جا ملا، جب اس نے مجھے دیکھا تو پیچھے ہٹا، میں نے اس کا پیچھا کیا، اور اس سے کہنے لگا، کیا تجھے شرم نہیں آتی،

(۱) دعاء سے پہلے وضو کرنا مستحب ہے، اور چونکہ نبی کریم ﷺ تمام اوقات میں اللہ کا ذکر کرتے تھے، اس بنیاد پر جنبی کے لئے بھی دعاء کرنا جائز ہے، البتہ وہ غسل سے پہلے قرآن نہیں پڑھ سکتا۔

کیا تو ٹھہرے گا نہیں؟ آخر وہ ٹھہر گیا، چنانچہ ہم میں تلواروں کی دو ضربیں ہوئیں اور میں نے اسے قتل کر دیا، پھر میں نے ابو عامر سے کہا: اللہ نے تمہارے ساتھی (تیر مارنے والے) کو قتل کر دیا، تو انہوں نے کہا: اچھا تو میرے جسم سے یہ تیر نکالو، میں نے تیر نکالا تو زخم سے پانی بہہ پڑا، انھوں نے کہا: اے بھتیجے! رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ اور انہیں میرا سلام عرض کرو، اور ان سے کہو کہ ابو عامر آپ سے عرض کرتے ہیں کہ آپ میرے لئے بخشش کی دعاء فرما دیجئے، وہ بیان کرتے ہیں: ابو عامر نے مجھے لوگوں پر اپنا جانشین مقرر کر دیا، اور تھوڑی دیر زندہ رہے اور پھر وفات پا گئے، جب میں لوٹا تو نبی کریم ﷺ کے گھر آیا اس وقت آپ ایک بنی ہوئی چار پائی پر آرام کر رہے تھے، اس پر بستر بھی تھا لیکن چار پائی کی بان دسے آپ کی پشت اور پہلو میں نشان پڑ گئے تھے، میں نے آپ ﷺ کو اپنی اور ابو عامر کی خبر کہہ سنائی، اور آپ سے عرض کیا کہ ابو عامر نے کہا ہے کہ نبی کریم ﷺ سے کہنا کہ میرے لئے دعاء مغفرت فرمائیں، چنانچہ نبی کریم ﷺ نے پانی منگوایا اور اس سے وضو کیا' پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر فرمایا:"اللهم اغفر لعبيد بن عامر" اے اللہ عبید بن عامر کی مغفرت فرما، اور میں نے آپ کے دونوں بغلوں کی سفیدی

دیکھی، پھر آپ نے فرمایا:"اللهم اجعله يوم القيامة فوق كثير من خلقك أو من الناس"، اے اللہ انہیں قیامت کے روز اپنی مخلوق یا لوگوں میں سے بہت سے لوگوں سے بلند فرما، میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ میرے لئے بھی مغفرت کی دعاء فرما دیجئے، آپ نے فرمایا: "اللهم اغفر لعبد الله بن قيس ذنبه وأدخله يوم القيامة مدخلاً كريماً"، اے اللہ عبد اللہ بن قیس کے گناہ بخش دے، اور قیامت کے روز انہیں عزت کی جگہ (جنت) میں داخل فرما(۱)۔

(۱۴)- دعاء میں اللہ کے خوف سے رونا:

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سورۂ ابراہیم کی آیت کریمہ:

﴿ رَبِّ إِنَّهُنَّ أَضْلَلْنَ كَثِيْراً مِّنَ النَّاْسِ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَإِنَّهُ مِنِّيْ﴾ (۲)۔

---

(۱) بخاری، ۵/۱۰۱، ومسلم، ۴/۱۹۴۳، نیز دیکھئے: فتح الباری، کیوں کہ اس میں اس ضمن میں بہت سے فوائد مرقوم ہیں، ۸/۴۲۔

(۲) سورۃ ابراہیم: ۳۶۔

اے رب! ان لوگوں نے بہت سارے لوگوں کو گمراہ کر دیا، لہٰذا جس نے میرا اتباع کیا وہ مجھ سے ہے۔

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے فرمان:

﴿إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُکَ، وَإِنْ تَغْفِرْلَهُمْ فَإِنَّکَ أَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ (۱)۔

اگر تو انہیں عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں، اور اگر تو انہیں بخش دے تو یقیناً تو غالب حکمت والا ہے۔

کی تلاوت فرمائی، اور پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھایا اور فرمایا:

''اللهم أمتي أمتي، وبكى''.

اے اللہ میری امت' میری امت اور پھر رونے لگے۔

تو اللہ عز وجل نے ارشاد فرمایا: ''اے جبریل! محمد ﷺ کے پاس جاؤ- اور تمہارا رب سب سے زیادہ جاننے والا ہے- اور ان سے پوچھو کہ انہیں کس چیز نے رلایا ہے؟ جبریل علیہ السلام آپ کے پاس آئے اور آپ سے دریافت کیا تو آپ نے انہیں اللہ عز وجل کے مذکورہ بالا دونوں فرمان کی خبر

(۱) سورۃ المائدۃ: ۱۱۸۔

دی (کہ انہی کی وجہ سے آپ روئے) اور اللہ عز وجل سب سے زیادہ جاننے والا ہے، تو اللہ عز وجل نے ارشاد فرمایا:

''يا جبريل اذهب إلى محمد فقل: إنا سنرضيک في أمتک ولا نسوءک'' (۱)۔

اے جبریل! محمد ﷺ کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ ہم عنقریب آپ کو آپ کی امت کے بارے میں راضی وخوش کر دیں گے اور آپ کے ساتھ برا نہ کریں گے۔

(۱۵)- اللہ کی جانب محتاجگی کا اظہار کرنا اور اسی سے شکوہ کرنا:

ارشاد باری ہے:

﴿وَأَيُّوْبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ﴾ (۲)۔

اور ایوب علیہ السلام کی اس حالت کو یاد کرو جب کہ انھوں نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ مجھے بیماری لگ گئی ہے اور تو سب سے زیادہ رحم

(۱) مسلم، ۱/ ۱۹۱، کتاب الایمان، باب دعاء النبی ﷺ لأمته وبکائه شفقة علیهم۔

(۲) سورۃ الأنبیاء: ۸۳۔

کرنے والا ہے۔

اور اسی قبیل سے حضرت زکریا کی یہ دعاء بھی ہے:

﴿رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْداً وَّأَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِيْنَ﴾ (۱)۔

اے پروردگار! تو مجھے تنہا نہ چھوڑ، اور تو سب سے بہتر وارث ہے۔

نیز حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعاء بھی اسی قبیل سے ہے:

﴿ رَبَّنَآ إِنِّيْ أَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوْا الصَّلَاةَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْ إِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ﴾ (۲)۔

اے ہمارے رب! میں نے اپنی کچھ اولاد اس بے کھیتی کی وادی میں تیرے حرمت والے گھر کے پاس بسائی ہے، اے ہمارے پروردگار! یہ اس لئے کہ وہ نماز قائم کریں، پس تو کچھ لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف پھیر دے اور انھیں پھلوں کی روزیاں عطا فرما تاکہ یہ شکر گذاری کریں۔

---

(۱) سورۃ الأنبیاء: ۸۹۔

(۲) سورۃ ابراہیم: ۳۷۔

(۱۶) - دعاء کرنے والا جب کسی اور کے لئے دعاء کرے تو پہلے اپنے لئے دعاء کرے:

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی کو یاد کر کے اس کے لئے دعاء کرتے تو پہلے اپنے لئے دعاء کرتے تھے(۱)۔

اور یہ بھی ثابت ہے کہ بعض موقعوں پر آپ نے اپنے لئے دعاء نہیں کی، جیسے حضرت انس، ابن عباس، اور ام اسماعیل رضی اللہ عنہم کے لئے آپ کا دعاء فرمانا (۲)۔

(۱۷) - دعاء میں حد سے تجاوز نہ کرے:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے صاحب زادے سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے یہ کہتے ہوئے سنا کہ: ''اے

---

(۱) ترمذي، ۴۶۳/۵، اور امام ترمذی نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے، اور شیخ عبدالقادر الارناؤوط نے اس حدیث کو جامع الأصول کی تخریج (۴/ ۱۷۵) میں حسن قرار دیا ہے۔

(۲) دیکھئے: شرح النووی علی صحیح مسلم، ۱۴۴/۱۵، وفتح الباری، ۱/ ۲۱۸، وتحفۃ الاحوذي شرح سنن الترمذي، ۹/ ۳۲۸۔

اللہ میں تجھ سے جنت اور اس کی نعمتوں اور اس کی رونق وغیرہ وغیرہ کا سوال کرتا ہوں، اور جہنم اور اس کی زنجیروں اور اس کی بیڑیوں وغیرہ وغیرہ سے تیری پناہ چاہتا ہوں''، تو انھوں نے کہا: اے میرے بیٹے! میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

''سیکون قوم یعتدون في الدعاء''.

کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو دعاء میں حد سے تجاوز کریں گے۔

لہٰذا دیکھنا تم بھی انہی میں سے نہ ہو جانا، اگر تمہیں جنت ملے گی تو جنت اور اس کی ساری نعمتیں بھی ملیں گی، اور اگر جہنم سے پناہ ملے گی تو جہنم اور اس کے تمام شر سے بھی پناہ ملے گی (۱)۔

اور حضرت ابونعامہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو کہتے ہوئے سنا کہ: ''اے اللہ اگر میں جنت میں داخل ہوا تو تجھ سے جنت کے دائیں جانب سفید محل کا سوال کرتا ہوں''، تو انھوں نے

(۱) ابوداؤد، ۲/ ۷۷، وصحیح الجامع، ۳/ ۲۱۸، حدیث نمبر: (۳۵۶۵) اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح ابوداؤد (۱/ ۲۷۷) میں حسن قرار دیا ہے۔

فرمایا: اے بیٹے! اللہ عزوجل سے جنت طلب کرو اور جہنم سے اس کی پناہ مانگو، کیوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ:

''سیکون في هذه الأمة قوم یعتدون في الطهور والدعاء''(۱)۔

عنقریب اس امت میں کچھ لوگ ایسے پیدا ہوں گے جو پاکی اور دعاء میں حد سے تجاوز کریں گے۔

(۱۸)- توبہ کرنا اور حقوق کو لوٹا دینا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

'' أیها الناس إن الله طیب لا یقبل إلا طیباً ، وإن الله تعالیٰ أمر المؤمنین بما أمر به المرسلین، فقال تعالیٰ:

﴿یَاۤ أَیُّهَا الرُّسُلُ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبَاتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحاً إِنِّي

(۱) ابوداؤد، ۱/ ۲۴، علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح ابوداؤد (۱/ ۲۱) اور ارواء الغلیل (۱/ ۱۷۱، حدیث نمبر: ۱۴۰) میں صحیح قرار دیا ہے، ومسند احمد ۴/ ۸۷۔

بِمَاْ تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ﴾ (۱)، وقال:﴿ يَاْ أَيُّهَاْ الَّذِيْنَ آمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبَاْتِ مَاْ رَزَقْنَاْكُمْ ﴾ (۲)، ثم ذكر الرجل يطيل السفرأشعث أغبر يمد يديه إلى السماء: يا رب ! يا رب! ومطعمه حرام، ومشربه حرام، وملبسه حرام، وغذي بالحرام فأنى يستجاب لذلك'' (۳)۔

اے لوگو!بیشک اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاک ہی قبول فرماتا ہے، اوراللہ نے مومنوں کووہی حکم دیا ہے جورسولوں کو دیا ہے،جیسا کہ اللہ تعالیٰ کاارشاد ہے:''اے پیغمبرو! حلال چیزیں کھاؤاور نیک عمل کرو،تم جو کچھ کررہے ہواس سے میں بخوبی واقف ہوں''، نیز ارشاد فرمایا: ''اے ایمان والو!جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تمہیں دے رکھی ہیں انہیں کھاؤ''، پھر آپ ﷺ نے فرمایا:''ایک شخص دور دراز کا سفر کرتا ہے،اس کے بال پراگندہ اوروہ غبار آلود ہوتا ہے،وہ اپنے

(۱) سورۃ المؤمنون:۵۱۔

(۲) سورۃ البقرۃ:۲:۱۷۲۔

(۳) مسلم،۴/۷۰۳۔

دونوں ہاتھوں کوآسمان کی طرف اٹھا کر کہتا ہے''اے رب''، ''اے رب''جب کہ اس کا کھانا حرام ہوتا ہے،اس کا پینا حرام ہوتا ہے،اس کا لباس حرام ہوتا ہے اورحرام ہی سے اس کی پرورش ہوئی ہوتی ہے، تواس کی دعا کہاں سے قبول ہوگی؟۔

(۱۹)-اپنے ساتھ والدین کے لئے بھی دعاء کرے:

ارشاد باری ہے:

﴿وَاخْفِضْ لَهُمَاْ جَنَاْحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَاْ كَمَاْ رَبَّيَاْنِيْ صَغِيْراً﴾(۱)۔

اور عاجزی اورمحبت وشفقت کے ساتھ ان دونوں کے سامنے تواضع کا بازو پست کئے رکھنا، اور دعاء کرتے رہنا کہ اے میرے رب! ان دونوں پر ویسے ہی رحم فرما جیسا کہ انھوں نے میرے بچپن میں میری پرورش کی ہے۔

اورحضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کے سلسلہ میں ارشاد باری ہے:

﴿رَبَّنَاْ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَاْلِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَاْبُ﴾(۲)۔

(۱) سورۃ الاسراء:۲۴۔

(۲) سورۃ ابراہیم:۴۱۔

اے ہمارے رب! مجھے، میرے ماں باپ کو اور دیگر مومنوں کی مغفرت فرما جس دن حساب ہونے لگے۔

اور حضرت نوح علیہ الصلاۃ والسلام کے سلسلہ میں خبر دیتے ہوئے اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا:

﴿رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِناً وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ إِلَّا تَبَاراً﴾ (۱)۔

اے میرے رب! تو مجھے، میرے ماں باپ کو اور جو بھی ایمان کی حالت میں میرے گھر میں داخل ہوا اور تمام مومن مردوں اور تمام مومنہ عورتوں کی بخش دے، اور کافروں کو سوائے بربادی کے اور کسی چیز میں نہ بڑھا۔

(۲۰)- اپنے ساتھ مومن مردوں اور مومنہ عورتوں کے لئے بھی دعاء کرے:

ارشاد باری ہے:

﴿وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِکَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ﴾ (۲)۔

---

(۱) سورۃ نوح: ۲۸۔

(۲) سورۃ محمد: ۱۹۔

اور آپ اپنے گناہوں کی بخشش طلب کیجئے اور مومن مردوں اور مومنہ عورتوں کے حق میں بھی (استغفار کیجئے)۔

(۲۱)-صرف اللہ واحد سے سوال کرے:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے پیچھے تھا تو آپ نے فرمایا:

"يا غلام إني أعلمک كلماتٍ: احفظ الله يحفظک، احفظ الله تجده تجاهک، إذا سألت فاسأل الله، وإذا استعنت فاستعن بالله، واعلم أن الأمة لو اجتمعت على أن ينفعوک بشيءٍ لم ينفعوک إلا بشيءٍ قد كتبه الله لک، وإن اجتمعوا على أن يضروک بشيءٍ لم يضروک إلا بشيءٍ قد كتبه الله عليک، رفعت الأقلام وجفت الصحف" (۱)۔

اے بچے! میں تمہیں کچھ باتیں سکھاتا ہوں، تم اللہ کو یاد رکھو اللہ تمہیں یاد رکھے گا، تم اللہ کو یاد رکھو اسے اپنے سامنے پاؤ گے، جب مانگو تو اللہ

---

(۱) ترمذی، ۴/ ۶۶۷، اور امام ترمذی نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے، واحمد، ۱/ ۲۹۳، اور اس حدیث کو علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الترمذی (۲/ ۳۰۹) میں صحیح قرار دیا ہے۔

سے مانگو، اور جب مدد طلب کرو تو اللہ سے طلب کرو، اور جان لو کہ اگر پوری امت تمہیں کسی طرح کا نفع پہنچانے پر متفق ہو جائے تو تمہیں نفع نہیں پہنچا سکتی مگر اتنا ہی جتنا اللہ نے تمہارے لئے لکھ دیا ہے، اور اگر اس بات پر متفق ہو جائے کہ تمہیں کچھ نقصان پہنچائے تو تمہیں صرف اتنا ہی نقصان پہنچا سکتی ہے جتنا اللہ نے تمہارے لئے لکھ دیا ہے، قلم اٹھا لئے گئے ہیں اور صحیفے خشک ہو گئے ہیں۔

دوسری بحث:

قبولیت دعاء کے مخصوص اوقات اور حالات

۱-لیلۃ القدر:

ارشاد باری ہے:

﴿إِنَّآ أَنْزَلْنَاهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ، وَمَآ أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ، لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ، تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ أَمْرٍ سَلَامٌ هِيَ حَتَّىٰ مَطْلَعِ الْفَجْرِ﴾ (۱)۔

(۱) سورۃ القدر: ۱-۵۔

یقیناً ہم نے اسے شب قدر میں نازل فرمایا، اور آپ کو کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے، شب قدر ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اس شب میں ہر کام کو سرانجام دینے کو اپنے رب کے حکم سے فرشتے اور روح (حضرت جبریل علیہ السلام) نازل ہوتے ہیں، یہ شب سراسر سلامتی کی ہوتی ہے اور فجر کے طلوع ہونے تک رہتی ہے۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے بتائیے کہ اگر میں جان لوں کہ شب قدر کون سی رات ہے تو اس میں کیا پڑھوں؟ آپ نے فرمایا یہ پڑھا کرو:

"اللهم إنک عفو کريم تحب العفو فاعف عني" (۱)۔

اے اللہ تو بڑا معاف کرنے والا کرم والا ہے، معافی کو پسند فرماتا ہے، لہٰذا تو مجھے معاف فرما۔

(۱) ترمذی، ۵/۵۳۴، اور امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے، وابن ماجہ، ۲/۱۲۶۵، واحمد، ۶/۱۸۲، علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح الترمذي (۳/۱۷۰) اور صحیح ابن ماجہ (۲/۳۲۸) میں صحیح قرار دیا ہے، نیز دیکھئے: مشکاۃ المصابیح بتحقیق علامہ البانی رحمہ اللہ، ۱/۶۴۸۔

۲-فرض نمازوں کے بعد:

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ پوچھا گیا اے اللہ کے رسول ﷺ! کون سی دعاء سب سے زیادہ سنی جاتی ہے؟ تو آپ نے فرمایا:

"جوف الليل الآخر، ودبر الصلوات المكتوبات" (۱)۔

رات کے آخری حصہ میں اور فرض نمازوں کے بعد کی جانے والی دعا۔

۳-رات کے آخری حصہ کی دعا:

حضرت عمرو بن عنبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

"أقرب ما يكون الرب من العبد في جوف الليل الآخر، فإن استطعت أن تكون ممن يذكر الله في تلك الساعة

(۱) ترمذی، ۵/۵۲۶، حدیث نمبر: (۳۴۹۹)، امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے، اس حدیث کے کئی شواہد ہیں دیکھئے: جامع الاصول، ۴/۱۴۳، اس حدیث کو علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح سنن الترمذي (۳/۱۶۸) میں حسن قرار دیا ہے۔

فكن" (۱)۔

پروردگار عالم بندے سے سب سے زیادہ قریب رات کے آخری حصہ میں ہوتا ہے، لہٰذا اگر تمہیں اس گھڑی میں ذکر کرنے والوں میں سے ہونے کی استطاعت ہو تو ہو جاؤ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روات ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ينزل ربنا تبارك وتعالىٰ كل ليلة إلى السماء الدنيا، حين يبقى ثلث الليل الآخر فيقول: من يدعوني فأستجيب له، من يسألني فأعطيه، من يستغفرني فأغفر له" (۲)۔

ہمارا رب تبارک وتعالیٰ ہر رات اس وقت آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے جب شب کا آخری تہائی حصہ باقی رہتا ہے، اور فرماتا ہے: کون

(۱) ترمذي، ۵/ ۵۶۹، حدیث نمبر: (۳۵۷۹) امام ترمذی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے، یہ حدیث امام ترمذی کے قول کے مطابق (صحیح) ہے، اس حدیث کو امام ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے، اور نسائی نے، اور امام حاکم نے اور اسے صحیح قرار دیا ہے، دیکھئے: جامع الأصول، ۴/۱۴۴، اور اسے علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الترمذي (۳/۱۷۳) میں صحیح قرار دیا ہے۔

(۲) بخاری، ۲/ ۵۹، حدیث نمبر: (۱۱۴۵)، ومسلم، ۱/ ۵۲۱، حدیث نمبر: (۷۵۸)، دیکھئے: صحیح مسلم کی روایتیں، ۴/ ۵۲۱-۵۲۳۔

ہے جو مجھ سے دعاء کرے تو میں اس کی دعاء قبول کرلوں، کون جو مجھ سے مانگے تو میں اسے عطا کردوں، اور کون ہے جو مجھے سے بخشش مانگے تو میں اسے بخش دوں۔

حضرت عثمان بن ابو العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

"تفتح أبواب السماء نصف الليل فينادي مناد: هل من داع فيستجاب له، هل من سائل فيعطى، هل من مكروب فيفرج عنه، فلا يبقى مسلم يدعو بدعوةٍ إلا استجاب الله تعالى له، إلا زانية تسعى بفرجها، أو عشاراً" (۱)۔

آدھی رات کو آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں، تو ایک منادی

(۱) اسے امام طبرانی نے المعجم الأوسط میں روایت کیا ہے، اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کی سند کو سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ (۳/۱۲۶، حدیث نمبر: ۱۰۷۳) اور صحیح الجامع الصغیر (۳/۴۷، حدیث نمبر: ۲۹٦۸) میں صحیح قرار دیا ہے، "عشار" اس شخص کو کہتے ہیں جو اپنی طاقت اور جاہ کے بل بوتے پر لوگوں سے باطل طور سے مال ہڑپ کرتا ہے، اور اسی کے مثل ٹیکس یعنی چنگی بھی ہے، دیکھئے: مصدر سابق، ۳/۱۲٦۔

آواز لگاتا ہے: ہے کوئی دعاء کرنے والا جس کی دعاء قبول کرلی جائے، ہے کوئی مانگنے والا جسے دے دیا جائے، ہے کوئی پریشان حال جس کی پریشانی دور کردی جائے، چنانچہ جو بھی مسلمان کچھ بھی دعاء کرتا ہے اللہ عز وجل اس کی دعاء قبول کرلیتا ہے، سوائے اس فاحشہ عورت کے جو اپنی شرمگاہ کے ذریعہ بدکاری کرتی ہے، یا چنگی لینے والا (حرام خور، ذبردستی ٹیکس وصول کرنے والا)۔

اللہ عز وجل نے سحر کے وقت مغفرت طلب کرنے والوں کی تعریف فرمائی ہے، چنانچہ ارشاد ہے:

﴿كَانُوْا قَلِيْلاً مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ، وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ﴾ (۱)۔

وہ رات کو بہت کم سویا کرتے تھے، اور سحر کے وقت استغفار کیا کرتے تھے۔

۴- اذان اور اقامت کے درمیان:

(۱) سورۃ الذاریات: ۱۷، ۱۸، نیز دیکھئے: سورۃ آل عمران: ۱۷۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''الدعاء لا يرد بين الأذان والإقامة فادعوا'' (۱)۔

اذان اور اقامت کے درمیان دعاء رد نہیں کی جاتی، لہٰذا دعاء کیا کرو۔

۵-فرض نمازوں کی اذان کے وقت:

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''ثنتان لا تردان، أو قلما تردان: الدعاء عند النداء، وعند البأس حين يلحم بعضهم بعضا'' (۲)۔

---

(۱) ترمذي، ۱/ ۴۱۵، و ۵/ ۵۷۷، وابو داؤد، ۱/ ۱۴۴، واحمد، ۳/ ۱۵۵ و ۳/ ۲۲۵، اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح الترمذی (۳/ ۱۸۵) ارواء الغلیل (حدیث نمبر: ۲۴۴، ۱/ ۲۶۱) اور صحیح الجامع (۳/ ۱۵۰) میں صحیح قرار دیا ہے۔

(۲) ابو داؤد، ۳/ ۲۱، اور اسے علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ابو داؤد (۲/ ۲۸۳) میں صحیح قرار دیا ہے، ابو داؤد کی ایک روایت میں ''ووقت المطر'' کے الفاظ ہیں، ودارمی ۱/ ۲۱۷، اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے، اس حدیث کی تخریج سنن دارمی (۱/ ۲۱۷) میں دیکھئے۔ نیز اس کے بعد کے صفحات بھی ملاحظہ کیجئے۔

دو وقت ایسے ہیں جن میں دعائیں رد نہیں کی جاتیں، یا کم ہی رد کی جاتی ہیں: اذان کے وقت کی دعاء اور جنگ کے وقت جب بعض بعض کو توڑتا ہے۔

۶-نماز کی اقامت کے وقت:

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''ساعتان لاترد على داع دعوته: حين تقام الصلاة وفي الصف في سبيل الله''(۱)۔

دو وقت ایسے ہیں جن میں کسی دعاء کرنے والے کی دعاء رد نہیں کی جاتی: نماز کی اقامت کے وقت، اور اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے بنائی گئی صف میں۔

۷-بارش اترنے کے وقت اور بارش کے نیچے:

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ

---

(۱) صحیح ابن حبان (موارد) اور اسے علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الترغیب والترھیب (۱/ ۱۰۶، حدیث نمبر: ۲۵۶، ۲۶۲) میں صحیح قرار دیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''ثنتان لا تردان، أو قلما تردان: الدعاء عند النداء، وعند البأس حين يلحم بعضهم بعضا'' ۔

دو وقت ایسے ہیں جن میں دعائیں رد نہیں کی جاتیں، یا کم ہی رد کی جاتی ہیں: اذان کے وقت کی دعاء اور جنگ کے وقت جب بعض بعض کو توڑتا ہے۔

اور ''موسیٰ عن رزق عن ابی حازم عن سھل بن سعد'' کے طریق سے مروی حدیث میں ہے: "ووقت المطر" ،یعنی بارش کے وقت، اور مستدرک حاکم کے الفاظ ہیں:"وتحت المطر" اور بارش کے نیچے(۱)۔

۸-اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے صف آرائی کے وقت:

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(۱) ابوداؤد،۳/۲۱، اور اسے علامہ البانی رحمہ اللہ نے سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ (حدیث نمبر: ۱۴۶۹،۳/۴۵۳-۴۵۴) میں صحیح قرار دیا ہے، اس حدیث کو امام حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح قرار دیا ہے اور امام ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے،۲/۱۱۴۔

''ثنتان لا تردان، أو قلما تردان: الدعاء عند النداء، وعند البأس حين يلحم بعضهم بعضا'' (۱)۔

دو وقت ایسے ہیں جن میں دعائیں رد نہیں کی جاتیں، یا کم ہی رد کی جاتی ہیں: اذان کے وقت کی دعاء اور جنگ کے وقت جب بعض بعض کو توڑتا ہے۔

۹-ہر شب کی ایک خاص گھڑی میں:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

''إن في الليل لساعة ، لا يوافقها رجل مسلم يسأل الله خيراً من أمر الدنيا والآخرة إلا أعطاه إياه ، وذلک کل ليلة'' (۲)۔

رات میں ایک گھڑی ایسی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت کی بھلائی

(۱) ابوداؤد، ۳/۲۱، ودارمی، ۱/۲۱۷، اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح ابوداؤد (۲/۱۸۳) میں صحیح قرار دیا ہے۔

(۲) مسلم،۱/۵۲۱۔

کا سوال کرنے والا جو بھی مسلمان (دعا کے وقت) وہ گھڑی پا لیتا ہے اللہ عزوجل اسے وہ بھلائی عطا فرما دیتا ہے، اور یہ گھڑی ہر رات میں ہوتی ہے۔

۱۰- جمعہ کے دن کی خاص گھڑی میں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کے دن کا ذکر کیا تو فرمایا:

"فيه ساعة لا يوافقها عبد مسلم، وهو قائم يصلي يسأل الله تعالىٰ شيئاً إلا أعطاه إياه، وأشار بيده يقللها" (۱)۔

جمعہ کے دن ایک گھڑی ایسی ہے کہ جو کوئی مسلمان بندہ اس کو پا لیتا ہے اس حال میں کہ وہ کھڑا نماز پڑھتا ہے اور اللہ سے کچھ مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے وہ چیز عطا فرما دیتا ہے، اور آپ نے اپنے دست مبارک سے اشارہ فرمایا کہ وہ گھڑی بڑی مختصر ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(۱) بخاری، ۱/۲۵۳، حدیث نمبر: (۹۳۵)، ومسلم، ۲/۵۸۳، حدیث نمبر: (۸۵۲)۔

"إن في الجمعة لساعة لا يوافقها عبد مسلم يسأل الله فيها خيراً إلا أعطاه إياه وهي بعد العصر" (۱)۔

بے شک جمعہ کے دن ایک گھڑی ایسی ہے کہ اس گھڑی میں اللہ سے بھلائی مانگنے والا جو بھی بندہ اس گھڑی کو پا لیتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے اس کا مطلوب ضرور عطا فرماتا ہے، اور وہ گھڑی عصر کے بعد ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

"يوم الجمعة اثنا عشر ساعة، فيها ساعة لا يوجد مسلم يسأل الله فيها شيئاً إلا أعطاه، فالتمسوها آخر ساعة بعد العصر" (۲)۔

جمعہ کے دن بارہ ساعتیں ہوتی ہیں، ان میں سے ایک ساعت ایسی ہے جس میں جو بھی مسلمان اللہ سے کسی چیز کا سوال کرتا ہے، اللہ تعالیٰ

(۱) احمد، ۲/۲۷۲، اور اس کے بعد کی روایتیں اس کی شاہد ہیں۔

(۲) ابوداؤد، ۱/۲۷۵، حدیث نمبر: (۱۰۴۸)، ونسائی، ۳/۹۹-۱۰۰، کتاب الجمعة باب وقت الجمعة، اس کی سند جید ہے، اور امام حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ۱/۲۷۹، اور امام ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے، نیز دیکھئے: زاد المعاد بتحقیق الارناؤوط، ۲/۳۹۱، فتح الباری، ۲/۳۵۱۔

اسے وہ چیز ضرور عطا فرماتا ہے، لہٰذا اس ساعت کو عصر کے بعد کی آخری گھڑی میں تلاش کرو۔

حضرت ابو بردہ بن ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم نے اپنے والد کو جمعہ کی ساعت کے سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ کے حوالہ سے کچھ بیان کرتے ہوئے سنا ہے؟ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا: ''ہاں'' میں نے انہیں فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

''هي ما بين أن يجلس الإمام إلى أن تقضى الصلاة'' (۱)۔

یہ ساعت امام کے منبر پر بیٹھنے سے لے کر نماز کے ختم ہونے کے درمیان ہوتی ہے۔

علامہ ابن القیم اور ان کے علاوہ دیگر اہل علم نے یہی راجح قرار دیا ہے کہ جمعہ کے دن کی ساعت عصر کے بعد ہے (۲)۔

امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''میرے نزدیک نماز کی ساعت بھی

---

(۱) مسلم، ۱/۵۸۴، حدیث نمبر: (۸۵۳)۔

(۲) دیکھئے: زادالمعاد، ۲/۳۸۸-۳۹۷۔

قبولیت دعاء کی امید کی ساعت ہے، چنانچہ دونوں قبولیت کی گھڑیاں ہیں، اگرچہ وہ مخصوص ساعت عصر کے بعد کی آخری ساعت ہے، تو وہ دن کی ایک متعین ساعت ہے جو نہ آگے ہوتی ہے اور نہ پیچھے، رہی نماز کی ساعت تو وہ آگے یا پیچھے ہونے میں نماز کے تابع ہے، کیوں کہ مسلمانوں کے اجتماع، ان کی نماز، ان کی عاجزی، اور اللہ کی جناب میں ان کے گریہ وزاری کرنے کی قبولیت دعاء میں ایک خاص تاثیر ہے، لہٰذا مسلمانوں کے اجتماع کی ساعت بھی قبولیت دعاء کی امید کی ساعت ہے، اور اسی سے ساری حدیثوں میں تطبیق ہو جاتی ہے...'' (۱)۔

۱۱- نیک نیتی کے ساتھ زمزم نوش کرنے کے وقت:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

''ماء زمزم لما شرب له'' (۲)۔

---

(۱) زادالمعاد بتحقیق الارناؤوط، ۲/۳۹۴۔

(۲) ابن ماجہ، ۲/۱۰۱۸، واحمد، ۳/۳۵۷ و۳۷۲، شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ارواء الغلیل (۴/۳۲۰، حدیث نمبر: ۱۱۲۳) اور سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ (حدیث نمبر: ۸۸۳) اور صحیح الجامع (۵/۱۱٦، حدیث نمبر: ۵۳۷۸) اور صحیح ابن ماجہ (۳/۳۸٦) میں صحیح قرار دیا ہے۔

آب زمزم اس مقصد کی تکمیل کے لئے ہے جس کے لئے اسے نوش کیا جائے۔

۱۲-سجدہ کی حالت میں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"أقرب ما يكون العبد من ربه وهو ساجد فأكثروا الدعاء"(۱)۔

بندہ اپنے رب سے سب سے زیادہ قریب سجدہ کی حالت میں ہوتا ہے، لہٰذا کثرت سے دعاء کیا کرو۔

۱۳-رات میں نیند سے بیدار ہونے اور دعاء ماثور پڑھنے کے وقت:

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جو شخص رات میں بیدار ہوا اور کہے:

" لا إله إلا الله وحده ، لا شريک له ، له الملک، وله الحمد، وهو على كل شيءٍ قدير، الحمد لله ، وسبحان

---

(۱) مسلم، ۱/۳۵۰۔

الله، ولا إله إلا الله ، والله أكبر، ولا حول ولا قوة إلا بالله".

اللہ واحد کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہت ہے، اسی کے لئے تمام تعریفیں ہیں، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں، اور اللہ کی ذات پاک ہے، اور اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں، اور اللہ سب سے بڑا ہے، اور اللہ کی توفیق کے بغیر کوئی تصرف اور کوئی قوت واختیار نہیں۔

اور پھر کہے:

"اللهم اغفرلي". (اے اللہ تو مجھے بخش دے)

یا دعاء کرے تو اس کی دعاء قبول ہو جائے گی اور اگر وضو کرے اور نماز پڑھے تو اس کی نماز قبول ہوگی(۱)۔

۱۴-مچھلی والے (حضرت یونس علیہ السلام) کی دعاء کے ذریعہ دعاء کرنے کے وقت:

---

(۱) بخاری مع فتح الباری ۳/۳۹، حدیث نمبر: (۱۱۵۴) وترمذی، ۵/۴۸۰۔

حضرت سعد سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''دعوة ذي النون إذ دعا وهو في بطن الحوت: ﴿لَآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِيْنَ﴾، لم يدع بها رجل مسلم في شيءٍ قط إلا استجاب الله له'' (۱)۔

مچھلی والے (حضرت یونس علیہ السلام) کی دعا جو انھوں نے اس وقت کی تھی جب وہ مچھلی کے شکم میں تھے، یہ تھی: **﴿لَآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِيْنَ﴾** ،اے اللہ تیرے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں تیری ذات پاک ہے، بے شک میں ظلم کرنے والوں میں سے ہوں، جو بھی مسلمان کسی بھی چیز میں یہ دعاء پڑھتا ہے اس کی

(۱) ترمذی،۵/ ۵۲۹، حدیث نمبر: (۳۵۰۵) واحمد ۱/ ۱۷۰، حاکم ۱/ ۵۰۵، اور اسے صحیح قرار دیا ہے اور امام ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے، علامہ عبد القادر الارناؤوط نے الکلم الطیب کی تخریج (ص:۸۶) میں فرمایا ہے کہ یہ حدیث امام حاکم اور امام ذہبی کے قول کے مطابق (صحیح) ہے، اور حافظ ابن حجر نے اسے حسن قرار دیا ہے، اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح الترمذی (۳/ ۱٦۸) میں صحیح قرار دیا ہے۔

دعاء ضرور قبول ہوتی ہے۔

۱۵-مصیبت میں دعاء ماثور پڑھنے کے وقت:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

''ما من مسلم تصيبه مصيبة فيقول ما أمره الله : إنا لله وإنا إليه راجعون، اللهم أجرني في مصيبتي، واخلف لي خيراً منها إلا أخلف الله له خيراً منها'' (۱)۔

جو بھی مسلمان کسی مصیبت سے دوچار ہوتا ہے اور اللہ کی حکم کردہ دعا: (بے شک ہم اللہ کے لئے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں، اے اللہ تو مجھے میری مصیبت میں اجر عطا فرما اور مجھے اس سے بہتر بدل عطا فرما) پڑھتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اسے اس مصیبت سے بہتر بدل عطا فرماتا ہے۔

۱٦-آدمی کے مرنے کے بعد لوگوں کے دعاء کرنے کے وقت:

حضرت ام سلمہ سے مروی ہے، وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

(۱) مسلم،۲/ ٦۳۲ و ٦۳۳۔

حضرت ابوسلمہ کے پاس آئے، ان کی آنکھ کھلی ہوئی تھی، تو آپ نے اسے بند کر دیا اور فرمایا:

"إن الروح إذا قبض تبعه البصر"۔

جب روح قبض کی جاتی ہے تو نگاہ اس کا پیچھا کرتی ہے۔

یہ سن کر ان کے گھر کے لوگ چیخ پڑے، تو آپ نے فرمایا:

"لا تدعوا على أنفسكم إلا بخيرٍ، فإن الملائكة يؤمنون على ماتقولون"۔

اپنے آپ کے لئے بھلائی ہی کی دعاء کرنا، کیوں کہ فرشتے تمہاری دعاؤں پر آمین کہتے ہیں۔

پھر فرمایا:

"اللهم اغفر لأبي سلمة، وارفع درجته في المهديين وأخلفه في عقبه في الغابرين، واغفرلنا وله يا رب العالمين، وأفسح له في قبره ونور له فيه"۔

اے اللہ! ابوسلمہ کی مغفرت فرما، اور ہدایت یافتہ لوگوں میں ان کا درجہ بلند فرما، اور ان کے بعد ان کے پسماندگان میں ان کا جانشین بنا، اور

اے رب العالمین! ہماری اور ان کی مغفرت فرما، اور ان کی قبر میں کشادگی فرما، اور اس میں ان کے لئے روشنی اور نور عطا فرما(۱)۔

۱۷- دعاء استفتاح میں درج ذیل دعاء پڑھنے کے وقت:

"الله أكبر كبيراً، والحمد لله كثيراً، وسبحان الله بكرة و أصيلاً"۔

اللہ سب بڑا ہے، اور اللہ کے لئے خوب خوب تعریفیں ہیں، اور صبح و شام اس کی ذات پاک ہے۔

صحابۂ کرام میں سے ایک شخص نے یہ دعاء استفتاح پڑھی، تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: **"عجبت لها، فتحت لها أبواب السماء"**، مجھے اس دعاء سے بڑا تعجب ہوا، اس دعاء کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے(۲)۔

۱۸- دعاء استفتاح میں درج ذیل دعاء پڑھنے کے وقت:

"الحمد لله حمداً كثيراً طيباً مباركاً فيه"۔

اللہ تعالیٰ ہی کے لئے بکثرت، پاکیزہ اور بابرکت تعریفیں ہیں۔

---

(۱) مسلم، ۲/۶۳۴۔

(۲) مسلم، ۲/۴۲۰۔

صحابۂ کرام میں سے ایک شخص نے اپنی نماز میں یہ دعاء استفتاح پڑھی، جب نبی کریم ﷺ اپنی نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ''یہ کلمات کس نے کہے ہیں؟'' اس پر سارے لوگ خاموش رہے، تو آپ نے فرمایا: تم میں سے کس نے کہا ہے؟ کیوں کہ اس نے کوئی غلط بات نہیں کہی ہے، تو ایک شخص نے کہا: (اے اللہ کے رسول ﷺ) میں آیا اس حال میں کہ میری سانس پھول رہی تھی، تو میں نے یہ کلمات کہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

''لقد رأيت اثني عشر ملكاً يبتدرونها أيهم يرفعها'' (۱)۔

میں نے بارہ فرشتوں کو دیکھا جو اس دعاء کے لئے جلدی کر رہے تھے کہ ان میں سے کون اسے اوپر لے جائے۔

۱۹- نماز میں غور و تدبر سے سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے وقت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

''من صلى صلاةً لم يقرأ فيها بأم القرآن فهي خداج ،

---

(۱) مسلم، ۲/ ۴۱۹۔

ثلاثاً غير تمام'' .

جس شخص نے کوئی نماز پڑھی جس میں سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی تو وہ ناقص ہے، یعنی نامکمل ہے (تین مرتبہ فرمایا)۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سے کہا گیا: ہم امام کے پیچھے ہوتے ہیں؟ تو انھوں نے فرمایا: (ایسی صورت میں) اسے اپنے نفس میں (آہستہ) پڑھا کرو، کیوں کہ میں رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

''قال الله تعالىٰ: قسمت الصلاة بيني وبين عبدى نصفين، ولعبدي ماسأل، فإذا قال العبد : ﴿الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ قال الله تعالىٰ: حمدني عبدي، وإذا قال: ﴿الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾، قال الله تعالىٰ: أثنى علي عبدي، وإذا قال : ﴿مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾، قال : مجدني عبدي، [وقال مرةً: فوض إلي عبدي] فإذا قال: ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾، قال: هذا بيني و بين عبدي، ولعبدي ما سأل، فإذا قال: ﴿اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ﴾ ﴿صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ﴾

قال: هذا لعبدي ولعبدي ما سأل''(۱)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان آدھا آدھا تقسیم کر دیا ہے، اور میرے بندے کے لئے وہ ہے جو وہ مانگے، چنانچہ جب بندہ کہتا ہے: **﴿الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾**، تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے میری تعریف کی، اور جب کہتا ہے: **﴿الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾**، تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے میری حمد وثنا کی، اور جب کہتا ہے: **﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾**، تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی، (اور ایک مرتبہ فرمایا: میرے بندے نے اپنا معاملہ میرے حوالہ کیا) اور جب کہتا ہے: **﴿ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾**، تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے، اور میرے بندے کے لئے وہ ہے جو وہ مانگے، اور جب کہتا ہے: **﴿اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ﴾ ﴿صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ**

(۱) مسلم، ۱/۲۹۶۔

عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یہ میرے بندے کے لئے ہے اور میرے بندے کے لئے وہ ہے جو وہ مانگے۔

۲۰- رکوع سے سر اٹھا کر "ربنا ولك الحمد.." کہنے کے وقت:

حضرت رفاعہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: ''ہم نبی کریم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے، جب نبی کریم ﷺ نے رکوع سے سر اٹھایا تو فرمایا: "سمع الله لمن حمده"، اللہ نے اس کی بات سنی جس نے اس کی تعریف کی۔ تو ایک شخص نے آپ کے پیچھے سے کہا: "ربنا ولك الحمد حمداً كثيراً طيباً مباركاً فيه"، اے ہمارے رب! تیرے ہی لئے بکثرت، پاکیزہ اور بابرکت تعریفیں ہیں۔

جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: (یہ الفاظ) کہنے والا کون ہے؟ اس شخص نے کہا: ''میں''، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''رأيت بضعة وثلاثين ملكاً يبتدرونها أيهم يكتبها أول''(۱)۔

(۱) بخاری مع فتح الباری، ۲/۲۸۴، وموطا امام مالک، ۱/۲۱۲، وترمذی، ۲/۲۵۴، ابوداود، ۲/۲۰۴، واحمد، ۴/۳۴۰۔

میں نے تیس سے زائد فرشتوں کو دیکھا کہ وہ ان الفاظ کے لئے جلدی کر رہے تھے کہ سب سے پہلے کون اسے لکھ لے۔

۲۱-نماز میں آمین کہنے کے وقت جب آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہوجائے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''إذا أمن الإمام فأمنوا، فإنه من وافق تأمينه تأمين الملائكة غفر له ما تقدم من ذنبه'' (۱)۔

جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو، کیوں کہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے موافق ہوجائے گی اس کے پچھلے سارے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

نیز حضرت ابوہریرہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''إذا قال الإمام: ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ فقولوا : آمين، فإنه من وافق قوله قول الملائكة غفر له

(۱) بخاری (مذکورہ الفاظ بخاری کے ہیں)، ۱/۱۹۰، ومسلم، ۱/۳۰۷۔

ما تقدم من ذنبه'' (۱)۔

جب امام ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ کہے تو تم کہو آمین، کیوں کہ جس کا آمین کہنا فرشتوں کے آمین کہنے سے موافق ہو جائے گا اس کے پچھلے سارے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

۲۲-رکوع سے سر اٹھا کر'' اللهم ربنا ولک الحمد'' کہنے کے وقت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''إذا قال الإمام ''سمع الله لمن حمده'' فقولوا: اللهم ربنا ولک الحمد، فإنه من وافق قوله قول الملائكة غفر له ما تقدم من ذنبه''(۲)۔

جب امام''سمع الله لمن حمده'' (اللہ نے سنا جس نے اس کی تعریف کی) کہے تو تم کہو: ''اللهم ربنا ولک الحمد'' (اے اللہ ہمارے رب! تمام تعریف تیرے ہی لئے ہے) کیوں کہ جس کی بات

(۱) بخاری، ۱/۱۹۰، ومسلم، (مذکورہ الفاظ مسلم کے ہیں) ۱/۳۰۷۔

(۲) بخاری ۱/۱۹۳، ومسلم، ۱/۳۰۶۔

فرشتوں کے قول سے موافق ہوگی اس کے پچھلے سارے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

۲۳- آخری تشہد میں نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنے کے بعد:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: میں نماز پڑھ رہا تھا اور نبی کریم ﷺ اور حضرات ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما آپ کے ساتھ تھے، جب میں بیٹھا تو سب سے پہلے میں نے اللہ کی حمد وثناء کی پھر نبی کریم ﷺ پر درود بھیجا، پھر میں نے اپنے لئے دعاء کی، تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''**سل تعطه، سل تعطه**''، مانگو عطا کیا جائے گا، مانگو عطا کیا جائے گا(۱)۔

(ب) حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا جس نے اللہ کی پاکی بیان کی' اس کی حمد وثناء کی اور نبی کریم ﷺ پر درود بھیجا تو رسول اللہ ﷺ

(۱) ترمذي، ۲/ ۴۸۸، امام ترمذی نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے، ونسائی، واحمد ۱/ ۲۶ و۳۸، اور اسے علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الترمذی (حدیث نمبر: ۲۷۶۵) اور صحیح النسائی (حدیث نمبر: ۱۲۱۷) میں صحیح قرار دیا ہے۔

نے فرمایا:

''**ادع تجب وسل تعط**''(۱)۔

دعاء کرو تمہاری دعاء قبول ہوگی، اور مانگو عطا کیا جائے گا۔

۲۴- نماز میں سلام پھیرنے سے قبل درج ذیل دعاء پڑھنے کے وقت:

''**اللهم إني أسألک يا الله الواحد الأحد الصمد الذي لم يلد ولم يولد، ولم يكن له كفوا أحد، أن تغفرلي ذنوبي، إنک أنت الغفور الرحيم**''۔

اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں، اے تنہا، اکیلا، بے نیاز اللہ جس نے نہ جنا ہے نہ جنا گیا ہے، اور نہ جس کا کوئی ہمسر اور مقابل ہے کہ تو میرے گناہوں کو بخش دے، بے شک تو بخشنے والا انتہائی

(۱) نسائی، ۳/ ۴۴ و۴۵، باب فضل التجید والصلاۃ علی النبی ﷺ، وترمذي، ۵/ ۵۱۶، علامہ عبدالقادر الارناؤوط نے فرمایا ہے کہ اس حدیث کو ابن خزیمہ اور ابن حبان (موارد) نے صحیح قرار دیا ہے، حدیث نمبر: (۵۱۰) وحاکم، ۱/ ۲۶۸، اور امام ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے، دیکھئے: شرح السنۃ للامام البغوی بتحقیق الأرناؤوط، ۳/ ۱۸۷، اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح النسائی (۱/ ۲۷۵) میں صحیح قرار دیا ہے۔

مہربان ہے۔

جب نبی کریم ﷺ نے ایک نماز پڑھنے والے شخص کو یہ دعا پڑھتے ہوئے سنا تو آپ نے فرمایا:

”قد غفر له، قد غفر له، قد غفر له، ثلاث مرات“ (۱)۔

اسے بخش دیا گیا، اسے بخش دیا گیا، اسے بخش دیا گیا، تین مرتبہ فرمایا۔

۲۵- اسی طرح درج ذیل دعاء پڑھنے کے وقت:

”اللهم إني أسألک بأن لک الحمد، لا إله إلا أنت المنان بديع السماوات والأرض، يا ذا الجلال والإكرام ، يا حي يا قيوم“۔

اے اللہ! میں تجھ سے اس وسیلہ سے سوال کرتا ہوں کہ تمام تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں، تیرے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں، تو احسان فرمانے

(۱) احمد۴/ ۳۳۸، وابوداؤدونسائی،۳/۵۲، شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح النسائی (۱/ ۲۷۹) میں صحیح قرار دیا ہے، نیز شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اسے امام ابن خزیمہ نے روایت کیا ہے اور امام حاکم نے صحیح قرار دیا ہے اور امام ذہبی نے ان کی موافقت فرمائی ہے، دیکھئے: تخریج صفۃ صلاۃ النبی ﷺ ص:۲۰۳۔

والا، آسمانوں اور زمین کو از سرنو وجود بخشنے والا ہے، اے جلال وعظمت اور کرم والے، اے ہمیشہ زندہ رہنے والے، اے تھامنے والے۔

جب نبی کریم ﷺ نے ایک نماز پڑھنے والے کو یہ دعاء کرتے ہوئے سنا تو آپ نے فرمایا:

”لقد دعا الله باسمه العظيم الذي إذا دعي به أجاب، وإذا سئل به أعطى“ (۱)۔

حقیقت میں اس شخص نے اللہ سے اس کے عظیم نام کے وسیلہ سے دعاء کی ہے کہ جب اس کے واسطہ سے اللہ سے دعاء کی جاتی ہے تو وہ قبول کر لیتا ہے اور جب اس کے واسطہ سے سوال کیا جاتا ہے تو عطا فرماتا ہے۔

۲۶- نیز درج ذیل دعاء پڑھنے کے وقت:

اللهم إني أسألک بأني أشهد أنک أنت الله ، لا إله إلا

(۱) ابوداؤد،۲/ ۸۰، وابن ماجه۲/ ۱۲۶۸، وترمذي ۵/ ۵۵۰، واحمد۳/ ۱۲۰، ونسائی،۳/۵۲، اسے امام ابن حبان نے صحیح قرار دیا ہے، حدیث نمبر: (۲۳۸۲) (موارد) وحاکم ۱/ ۵۰۳، اور امام ذہبی نے ان کی موافقت فرمائی ہے، اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح النسائی (۱/ ۲۷۹) میں صحیح قرار دیا ہے۔

أنت الأحد الصمد الذي لم يلد ولم يولد، ولم يكن له كفواً أحد''.

اے اللہ! میں تجھ سے اس وسیلہ سے سوال کرتا ہوں کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ تو اللہ ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو تنہا اور بے نیاز ہے جس نے نہ تو کسی کو جنا ہے اور نہ ہی جنا گیا ہے، اور نہ ہی کوئی اس کا ہمسر اور مقابل ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو یہ دعاء کرتے ہوئے سن کر فرمایا:

''لقد سألت الله عز وجل باسمه الأعظم''۔

حقیقت میں تم نے اللہ سے اس کے سب سے عظیم نام کے واسطہ سے سوال کیا ہے۔

اور ایک روایت میں ہے:

''لقد سألت الله بالاسم الذي إذا سئل به أعطى، وإذا دعي به أجاب'' (۱)۔

---

(۱) ابوداؤد ۲/ ۷۹، وترمذي ۵/ ۵۱۵، واحمد ۵/ ۳۶۰، وابن ماجہ ۲/ ۱۲۶۷، وحاکم ۱/ ۵۰۴، امام حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے، اور امام ذہبی نے اسے ثابت رکھا ہے، اور شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح الترمذي (۳/ ۱۶۳) میں صحیح قرار دیا ہے۔

حقیقت میں تم نے اللہ سے اس کے اس نام کے وسیلہ سے سوال کیا ہے کہ جب اس کے واسطہ سے اس سے سوال کیا جاتا ہے تو عطا فرماتا ہے، اور جب اس کے واسطہ سے دعاء کی جاتی ہے تو وہ قبول کر لیتا ہے۔

۲۷- وضو کے بعد مسلمان کے دعاء ماثور پڑھنے کے وقت:

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

''مامنكم من أحد يتوضأ فيسبغ الوضوء ثم يقول: أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له ، وأشهد أن محمداً عبده ورسوله؛ إلا فتحت له أبواب الجنة الثمانية يدخل من أيها شاء'' (۱)۔

تم میں سے جو کوئی اچھی طرح وضو کرتا ہے اور پھر کہتا ہے: **''أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له ، وأشهد أن محمداً**

---

(۱) مسلم ۱/ ۲۱۰، واحمد ۴/ ۱۴۶، نیز اس کی مفصل تخریج ارواء الغلیل (۱/ ۱۳۴، حدیث نمبر :۹۶) میں دیکھئے۔

عبده ورسوله'' (میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں، وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں) اسکے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں وہ ان میں سے جس سے بھی داخل ہونا چاہے داخل ہو جائے۔

۲۸-عرفہ کے دن عرفات کے میدان میں حاجی کے دعاء کرنے کے وقت:

حضرت عمرو بن شعیب سے روایت ہے، وہ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''**خير الدعاء دعاء يوم عرفة ، وخير ما قلت أنا والنبيون من قبلي: لا إله إلا الله وحده لا شريک له، له الملک، وله الحمد، وهو على كل شيء قدير**''(۱)۔

سب سے بہتر دعاء عرفہ کے دن کی دعاء ہے، اور سب سے بہتر بات

---

(۱) ترمذی وموطا مالک، ۱/۴۲۲، شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح الترمذی (۳/۱۸۴) میں حسن قرار دیا ہے، نیز دیکھئے: تخریج مشکاۃ المصابیح ۲/ ۷۹۷، حدیث نمبر: (۲۵۹۵) وصحیح الجامع، ۳/ ۱۲۱ حدیث نمبر: (۳۲۶۹)، وسلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ ۴/ ۶، حدیث نمبر: (۱۵۰۳)۔

جو میں نے اور مجھ سے پہلے انبیاء نے کہی یہ ہے: ''**لا إله إلا الله وحده لا شريک له، له الملک، وله الحمد، وهو على كل شيء قدير**'' (اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں، وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہت ہے اور اسی کے لئے تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے)۔

۲۹-ظہر سے قبل زوال آفتاب کے بعد دعاء کرنا:

حضرت عبد اللہ بن السائب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ زوال آفتاب کے بعد ظہر سے قبل چار رکعت پڑھتے تھے اور فرماتے تھے:

''**إنها ساعة تفتح فيها أبواب السماء ، وأحب أن يصعد لي فيها عمل صالح**''(۱)۔

یہ ایک ایسی گھڑی ہے جس میں آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں، اور میں چاہتا ہوں کہ اس ساعت میں میرا نیک عمل اوپر چڑھ جائے۔

---

(۱) ترمذي ۲/۳۴۲، حدیث نمبر: (۴۷۸) اور شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح الترمذی (۱/ ۱۴۷) میں صحیح قرار دیا ہے، دیکھئے: مشکاۃ المصابیح للألبانی ۱/ ۲۳۷، وایضاً احمد ۳/ ۴۱۱۔

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ: آسمان کے دروازے زوال آفتاب کے وقت کھولے جاتے ہیں اور نماز ظہر ادا کر لینے کے بعد ہی بند کئے جاتے ہیں اس لئے میں چاہتا ہوں کی میری کوئی نیکی آسمان کی طرف بلند ہو جائے (۱)۔

۳۰- ماہ رمضان میں:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"إذا دخل رمضان فتحت أبواب الجنة وغلقت أبواب جهنم وسلسلت الشياطين" (۲)۔

جب ماہ رمضان شروع ہوتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں، اور شیاطین

(۱) مسند احمد مرفوعاً ۵/۴۲۰، وابوداؤد، اور شیخ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الجامع (۲/۳۹، حدیث نمبر: ۱۵۲۹) اور صحیح الترغیب (۱/ ۲۳۸، حدیث نمبر: ۵۸۴) اور صحیح سنن ابوداؤد (۱/ ۲۳۶) میں اس روایت کو حسن قرار دیا ہے۔

(۲) بخاری مع فتح الباری ۶/ ۳۳۶، ومسلم ۲/ ۷۵۸۔

جکڑ دیئے جاتے ہیں۔

نیز ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"إذا كان رمضان فتحت أبواب الرحمة ، وغلقت أبواب جهنم ، وسلسلت الشياطين" (۱)۔

جب رمضان آتا ہے تو رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین قید کر دیئے جاتے ہیں۔

۳۱- ذکر کی مجلسوں میں مسلمانوں کے اجتماع کے وقت:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

"إن لله ملائكة يطوفون في الطرق، يلتمسون أهل الذكر، فإذا وجدوا قوماً يذكرون الله تنادوا: هلموا إلى

(۱) مسلم ۲/ ۷۵۸۔

حاجتكم، قال: فيحفونهم بأجنحتهم إلى السماء الدنيا، قال: فيسألهم ربهم عز وجل – وهو أعلم منهم– ما يقول عبادي؟ قالوا : يقولون: يسبحونک، ويکبرونک، ويحمدونک، ويمجدونک ...'' الحديث وفيه، فيقول: فأشهدكم أني قد غفرت لهم. قال: يقول ملک من الملائكة: فيهم فلان ليس منهم إنما جاء لحاجة، قال: هم الجلساء لا يشقى بهم جليسهم'' (۱)۔

اللہ کے کچھ فرشتے راستوں میں چکر لگاتے رہتے ہیں، جو اہل ذکر (کی مجلسوں) کو تلاش کرتے ہیں، جب اللہ کا ذکر کرنے والوں کو پاتے ہیں تو ایک دوسرے کو پکارتے ہیں کہ آؤ اپنی ضرورت کی طرف، فرماتے ہیں کہ پھر وہ فرشتے آسمان دنیا تک (تہ بہ تہ) انہیں ڈھانپ لیتے ہیں، فرماتے ہیں: پھر ان کا رب ان سے پوچھتا ہے- حالانکہ وہ ان سے زیادہ علم رکھنے والا ہے- میرے بندے کیا کہہ رہے ہیں؟ تو

(۱) بخاری ۷/ ۱۶۸، کتاب الدعوات باب فضل ذکر اللہ عز وجل، ومسلم ۴/ ۲۰۶۹، کتاب الذکر والدعاء۔

وہ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ وہ تیری تسبیح خوانی کررہے ہیں، تیری بڑائی بیان کررہے ہیں، تیری حمد وثنا کررہے ہیں، اور تیری بزرگی بیان کررہے ہیں...، حدیث طویل ہے اسی میں آگے ہے، کہ پھر اللہ تعالیٰ ان سے فرماتا ہے کہ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے انہیں بخش دیا، فرماتے ہیں کہ ان فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کہتا ہے کہ فلاں شخص ان میں سے نہیں بلکہ وہ کسی ضرورت سے آیا تھا، تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وہ ایسے ہم نشین ہیں کہ ان میں آکر بیٹھ جانے والا بھی بد بخت نہیں ہوتا۔

نیز نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''لا يقعد قوم يذكرون الله عز وجل إلا حفتهم الملائكة ، وغشيتهم الرحمة، ونزلت عليهم السكينة، وذكرهم الله فيمن عنده'' (۱)۔

جو بھی جماعت اللہ کا ذکر کرنے کے لئے بیٹھتی ہے اسے فرشتے

(۱) مسلم ۴/ ۲۰۷۴، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن والذکر، بروایت ابوہریرہ وابوسعید خدری رضی اللہ عنہما، حدیث نمبر: (۲۷۰۰)۔

ڈھانپ لیتے ہیں، اوران پر رحمت (الٰہی) سایہ فگن ہوتی ہے، اوران پر سکینت واطمینان نازل ہوتا ہے، اور اللہ عز وجل ان کا تذکرہ ان لوگوں میں کرتا ہے جواس کے پاس ہیں (یعنی فرشتے)۔

۳۲-مرغ کی بانگ کے وقت:

"إذا سمعتم صياح الديكة فاسألوا الله من فضله، فإنها رأت ملكاً، وإذا سمعتم نهيق الحمار فتعوذوا بالله من الشيطان، فإنه رأى شيطاناً"(۱)۔

جب مرغ کی بانگ سنوتو اللہ سے اس کا فضل مانگو، کیوں کہ اس نے فرشتہ دیکھا ہے، اور جب گدھے کی آواز سنوتو شیطان سے اللہ کی پناہ مانگو، کیوں کہ اس نے شیطان دیکھا ہے۔

۳۳-اللہ سے دل لگے رہنے اور شدید اخلاص کی حالت میں:

اس کی دلیلوں میں سے اہل چٹان (غار والوں) کا واقعہ ہے(۲)۔

---

(۱) بخاری (انہی الفاظ کے ساتھ)، ۴/ ۸۹، ومسلم ۴/ ۲۰۹۲، بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، و ابوداود ۴/ ۳۲۷، وترمذی ۵/ ۵۰۸، واحمد ۲/ ۳۰۷۔

(۲) اس حدیث کی تخریج گزرچکی ہے، نیز دیکھئے: بخاری ۴/ ۳۷، ومسلم ۴/ ۲۰۹۹۔

۳۴-ذی الحجہ کے ابتدائی دس دنوں میں دعاء کرنا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''ان دنوں سے زیادہ کسی بھی ایام میں عمل صالح اللہ کو محبوب نہیں ہے، (یعنی ذی الحجہ کے ابتدائی دس دن) صحابۂ کرام نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا اللہ کی راہ میں جہاد بھی نہیں؟ فرمایا: ہاں! اللہ کی راہ میں جہاد بھی نہیں، سوائے اس مجاہد کے جو اپنی جان و مال لے کر اللہ کی راہ میں نکلا اور کچھ بھی واپس لے کر نہ لوٹا''(۱)۔

تیسری بحث: قبولیت دعا کے مقامات

۱-ایام تشریق میں جمرۂ صغریٰ اور جمرۂ وسطیٰ کو کنکری مارنے کے وقت:

رسول اللہ ﷺ جب مسجد منیٰ کے پاس والے جمرہ کو کنکری مارتے تو سات کنکریاں مارتے، جب جب کنکری مارتے تکبیر کہتے، پھر آپ اس سے آگے بڑھتے، اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھائے قبلہ رو ہو کر کھڑے ہوتے اور دیر تک دعا

---

(۱) بخاری، حدیث نمبر: (۹۶۹) وابو داؤد (الفاظ اسی کے ہیں) حدیث نمبر: (۲۴۳۸) وغیرھما۔

کرتے، پھر دوسرے جمرے کے پاس آتے، اور اسے بھی سات کنکریاں مارتے، اور جب جب کنکری مارتے تکبیر کہتے، پھر بائیں جانب وادی سے قریب والی جہت میں اترتے، اور قبلہ رو ہوکر کھڑے ہوتے اور دعاء فرماتے، پھر گھاٹی کے پاس والے جمرے کے پاس آتے اور اسے بھی سات کنکریاں مارتے، اور ہر کنکری پر تکبیر کہتے، پھر پلٹ جاتے اور وہاں نہ ٹھہرتے (۱)۔

۲- کعبہ کے اندر یا حجر (غیر تعمیر شدہ حصہ) کے اندر دعاء کرنا:

حضرت اسامہ بن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب خانۂ کعبہ میں داخل ہوئے تو اس کے تمام گوشوں میں دعاء فرمائی (۲)۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ، اسامہ بن زید، بلال اور حضرت عثمان بن طلحہ کو خانۂ کعبہ کے اندر دیکھا، انھوں نے اندر ہوکر دروازہ بند کرلیا، جب دروازہ کھولا تو میں سب سے پہلے داخل ہونے والوں میں تھا، میں نے بلال سے ملاقات کی اور ان سے پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ نے اندر نماز پڑھی؟ انھوں نے فرمایا:

---

(۱) بخاری، ۲/۱۹۴، بروایت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما۔

(۲) مسلم ۲/۹۶۸، حدیث نمبر: (۱۳۲۰)۔

''ہاں، دونوں یمانی ستونوں کے درمیان آپ نے نماز پڑھی'' (۱)۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے حجر (غیر تعمیر شدہ حصہ) کے بارے میں پوچھا کیا وہ بیت اللہ شریف کا حصہ ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں، میں نے عرض کیا کہ پھر لوگوں نے اسے خانۂ کعبہ میں شامل کیوں نہیں کیا؟ فرمایا: ''تمہاری قوم کے پاس خرچ کم پڑ گیا'' (۲)۔

چنانچہ جس نے حجر (غیر تعمیر شدہ حصہ) کے اندر دعاء کی اس نے خانۂ کعبہ میں دعاء کی، کیوں کہ سابقہ احادیث کی روشنی میں حجر بھی خانۂ کعبہ ہی کا حصہ ہے۔

۳- حج اور عمرہ کرنے والے کا صفا و مروہ پر دعاء کرنا:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے حج کے سلسلہ میں اپنی طویل حدیث میں فرماتے ہیں: پھر آپ ﷺ دروازہ سے کوہ صفا کی طرف نکلے،

---

(۱) مسلم ۲/۹۶۷، حدیث نمبر: (۱۳۲۹) بخاری مع فتح الباری ۳/۴۶۳، حدیث نمبر: (۱۵۹۸)۔

(۲) مسلم ۲/۹۷۳، حدیث نمبر: (۱۳۳۳) بخاری مع فتح الباری ۳/۴۳۹، حدیث نمبر: (۱۵۸۴)۔

جب صفا کے قریب ہوئے تو پڑھا: ﴿**إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ**﴾ (۱)، یقیناً صفا ومروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں، اور کہا: ''میں وہیں سے شروع کروں گا جہاں سے اللہ نے شروع کیا ہے''، چنانچہ صفا سے شروع کیا، اس پر چڑھے یہاں تک کہ خانۂ کعبہ نظر آنے لگا، اور پھر قبلہ رو ہوئے، اللہ کی وحدانیت اور اس کی کبریائی بیان کی، اور فرمایا:

''لا إله إلا الله وحده، لا شريك له، له الملك، وله الحمد، وهو على كل شيءٍ قدير، لا إله إلا الله وحده، أنجز وعده، ونصر عبده، وهزم الأحزاب وحده''۔

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ تنہا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہت ہے، اسی کے لئے تعریفیں ہیں، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ تنہا ہے، اس نے اپنا وعدہ پورا کیا، اور اپنے بندے کی مدد فرمائی، اور تنہا تمام گروہوں کو شکست دی۔

پھر اس کے درمیان دعاء فرمائی اور اسی طرح تین مرتبہ دعاء کی، حدیث

(۱) سورۃ البقرۃ: ۱۵۸۔

طویل ہے اور اسی میں ہے کہ آپ نے مروہ پر اسی طرح کیا جس طرح صفا پر کیا تھا(۱)۔

۴- حاجی کا قربانی کے دن مشعر حرام کے پاس دعاء کرنا:

حضرت جابر نبی کریم ﷺ کے حج کے بیان میں فرماتے ہیں: ''پھر آپ قصواء (آپ کی ایک اونٹنی کا نام) پر سوار ہوئے یہاں تک کہ مشعر حرام تشریف لائے، پھر قبلہ رو ہوئے، اللہ سے دعاء کی، اس کی بڑائی بیان کی، لا الہ الا اللہ کہا، اور اس کی وحدانیت کا اقرار کیا، اور بہت دیر تک کھڑے رہے، یہاں تک کہ خوب روشنی ہوگئی، پھر سورج طلوع ہونے سے پہلے ہی نکل پڑے'' حدیث طویل ہے...(۲)۔

۵- عرفہ کے دن عرفات کے میدان میں حاجی کا دعاء کرنا: (۳)۔

(۱) مسلم ۲/ ۸۸۸، حدیث نمبر: (۱۲۱۸)۔
(۲) مسلم ۲/ ۸۹۱۔
(۳) کتاب کا صفحہ: (۱۵۹) دیکھئے۔

پانچویں فصل:

رسولوں کے نزدیک دعا کا اہتمام اور بارگاہ الٰہی میں ان کے دعاؤں کی قبولیت

انبیاء و رسل علیہم الصلاۃ والسلام اور ان کے متبعین اللہ کے نیکوکار بندوں نے دعا کا بڑا خاص اہتمام کیا ہے، اور اللہ تعالیٰ نے ان کی دعائیں قبول فرمائی ہیں، یہ چیز کتاب وسنت میں بکثرت موجود ہے، میں بطور حصر نہیں بلکہ بطور مثال چند نمونے ذکر کرتا ہوں، ان میں سے کچھ مثالیں درج ذیل ہیں:-

۱- آدم علیہ الصلاۃ والسلام:

ارشاد باری ہے:

﴿قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ﴾ (۱)۔

ان دونوں نے کہا: ہمارے رب! ہم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا اور اگر تو ہماری مغفرت نہ کرے گا اور ہم پر رحم نہ کرے گا تو یقیناً ہم خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہوجائیں گے۔

تو اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کی مغفرت فرمائی، جیسا کہ ارشاد ہے:

﴿فَتَلَقَّى آدَمُ مِنْ رَّبِّهِ كَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ﴾ (۲)۔

تو آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے چند کلمات سیکھ لئے، اور اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی، بے شک وہ توبہ قبول فرمانے والا بڑا مہربان ہے۔

پھر اللہ عزوجل نے ان کا انتخاب فرما کر اعزاز بخشا، چنانچہ ارشاد ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفَى آدَمَ وَنُوْحاً وَّآلَ إِبْرَاهِيْمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِيْنَ﴾ (۳)۔

---

(۱) سورۃ الأعراف: ۲۳۔

(۲) سورۃ البقرۃ: ۳۷۔

(۳) سورۃ آل عمران: ۳۳۔

بے شک اللہ تعالیٰ نے آدم، نوح، آل ابراہیم، اور آل عمران کو تمام جہان والوں پر منتخب فرمالیا۔

نیز اللہ تعالیٰ نے انہیں خصوصی نوازش سے سرفراز فرمایا، ارشاد ہے:

﴿ثُمَّ اجْتَبَاْهُ رَبُّهُ فَتَاْبَ عَلَيْهِ وَهَدَىٰ﴾ (۱)۔

پھر ان کے رب نے انہیں نوازا، ان کی توبہ قبول فرمائی اور رہنمائی کی۔

۲۔ نوح علیہ الصلاۃ والسلام:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَقَدْ نَاْدَاْنَاْ نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ، وَنَجَّيْنَاْهُ وَأَهْلَهُ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ﴾ (۲)۔

اور ہمیں نوح علیہ السلام نے پکارا، تو ہم نہایت اچھے قبول کرنے والے تھے، اور ہم نے انہیں اور ان کے خاندان والوں کو بہت بڑی مصیبت سے نجات دی۔

---

(۱) سورۃ طٰہٰ: ۱۲۲۔

(۲) سورۃ الصافات: ۷۵، ۷۶۔

نیز ارشاد ہے:

﴿وَنُوْحاً إِذْ نَاْدَىٰ مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَاْ لَهُ فَنَجَّيْنَاْهُ وَأَهْلَهُ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ، وَنَصَرْنَاْهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِآيَاْتِنَاْ إِنَّهُمْ كَاْنُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فَأَغْرَقْنَاْهُمْ أَجْمَعِيْنَ﴾ (۱)۔

نوح علیہ السلام کے اس وقت کو یاد کیجئے جب کہ اس نے اس سے پہلے دعاء کی، تو ہم نے ان کی دعاء قبول فرمائی اور اسے اور اس کے گھر والوں کو بڑی عظیم مصیبت سے نجات دلائی، اور جو لوگ ہماری آیات کو جھٹلا رہے تھے ان کے مقابلہ میں ہم نے ان کی مدد کی، یقیناً وہ برے لوگ تھے، تو ہم نے ان سب کو ڈبو دیا۔

نیز ارشاد ہے:

﴿كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ فَكَذَّبُوْا عَبْدَنَاْ وَقَاْلُوْا مَجْنُوْنٌ وَّازْدُجِرَ، فَدَعَاْ رَبَّهُ أَنِّيْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ، فَفَتَحْنَاْ أَبْوَاْبَ السَّمَاْءِ بِمَاْءٍ مُّنْهَمِرٍ، وَفَجَّرْنَا الْأَرْضَ عُيُوْناً فَالْتَقَى الْمَاْءُ عَلَى أَمْرٍ قَدْ قُدِرَ، وَحَمَلْنَاْهُ عَلَى ذَاْتِ أَلْوَاْحٍ وَّدُسُرٍ،

---

(۱) سورۃ الأنبیاء: ۷۶، ۷۷۔

تَجْرِيْ بِأَعْيُنِنَاْ جَزَاْءً لِّمَنْ كَاْنَ كُفِرَ﴾ (۱)۔

ان سے پہلے قوم نوح نے بھی ہمارے بندے کو جھٹلایا تھا، اور دیوانہ بتلا کر جھڑک دیا تھا، تو اس نے اپنے رب سے دعاء کی کہ میں بے بس ہوں تو میری مدد فرما، تو ہم نے آسمان کے دروازوں کو تیز مینہ کے ساتھ کھول دیا، اور زمین سے چشموں کو جاری کر دیا، پھر اس کام کے لئے جو مقدر کیا گیا تھا (دونوں) پانی جمع ہو گئے، اور ہم نے اسے تختیوں اور کیلوں والی کشتی پر سوار کرلیا، جو ہماری آنکھوں کے سامنے چل رہی تھی، یہ بدلہ کے طور پر تھا اس کا جس کا کفر کیا گیا تھا۔

نیز ارشاد ہے:

﴿وَقَاْلَ نُوْحٌ رَّبِّ لَاْ تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَاْفِرِيْنَ دَيَّاْراً، إِنَّكَ إِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَاْدَكَ وَلَاْ يَلِدُوْا إِلَّاْ فَاْجِراً كَفَّاْراً، رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَاْلِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِناً وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاْتِ وَلَاْ تَزِدِ الظَّاْلِمِيْنَ إِلَّاْ تَبَاْراً﴾ (۲)۔

(۱) سورۃ القمر: ۹-۱۴۔

(۲) سورۃ نوح: ۲۶-۲۸۔

اور نوح علیہ السلام نے کہا اے میرے رب! تو روئے زمین پر کسی کافر کو بسنے والا نہ چھوڑ، اگر تو انہیں چھوڑ دے گا تو یہ تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے، اور یہ فاجروں اور کافروں کو ہی جنم دیں گے، اے میرے رب! تو مجھے اور میرے والدین اور جو بھی ایمان والا ہو کر میرے گھر میں داخل ہوا، اور تمام مومنوں اور تمام مومنات کو بخش دے، اور کافروں کو سوائے بربادی کے اور کسی چیز میں نہ بڑھا۔

۳- ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام:

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعاء کے سلسلہ میں اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿رَبِّ هَبْ لِيْ حُكْماً وَأَلْحِقْنِيْ بِالصَّاْلِحِيْنَ، وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَاْنَ صِدْقٍ فِيْ الْآخِرِيْنَ، وَاجْعَلْنِيْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيْمِ﴾ (۱)۔

اے میرے رب! مجھے قوت فیصلہ عطا فرما، اور مجھے نیک لوگوں میں

(۱) سورۃ الشعراء: ۸۳-۸۵۔

شامل فرما، اور میرا ذکر خیر بعد کے لوگوں میں باقی رکھ، اور مجھے نعمتوں والی جنت کے وارثوں میں سے بنا۔

اور اللہ عز وجل نے ان کی تمام دعاؤں کو قبول فرمایا، چنانچہ پہلی طلب کے سلسلہ میں ارشاد فرمایا:

﴿فَقَدْ آتَيْنَا آلَ إِبْرَاهِيْمَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَآتَيْنَاهُمْ مُلْكاً عَظِيْماً﴾ (۱)۔

تو ہم نے آل ابراہیم کو کتاب اور حکمت بھی دی، اور عظیم سلطنت بھی عطا فرمائی۔

اور (دوسری دعاء) ''مجھے نیک لوگوں میں شامل فرما'' کے سلسلہ میں ارشاد فرمایا:

﴿وإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِيْنَ﴾ (۲)۔

اور بے شک وہ آخرت میں نیک لوگوں میں سے ہوں گے۔

اور (تیسری دعا) ''بعد والوں میں میرا ذکر خیر باقی رکھ'' کے سلسلہ میں

(۱) سورۃ النساء: ۵۴۔

(۲) سورۃ البقرۃ: ۳۰۔

ارشاد فرمایا:

﴿وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِيْنَ، سَلَامٌ عَلَى إِبْرَاهِيْمَ، كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ، إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (۱)۔

اور ہم نے ان کا ذکر خیر بعد والوں میں باقی رکھا، ابراہیم پر سلامتی ہو، ہم نیکوکاروں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں، بے شک وہ ہمارے ایمان والے بندوں میں سے تھے۔

۴- ایوب علیہ الصلاۃ والسلام:

ارشاد باری ہے:

﴿وَأَيُّوْبَ إِذْ نَادَى رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ، فَاسْتَجَبْنَا لَهُ فَكَشَفْنَا مَا بِهِ مِنْ ضُرٍّ وَّآتَيْنَاهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرَى لِلْعَابِدِيْنَ﴾ (۲)۔

اور ایوب علیہ السلام کی اس حالت کو یاد کرو جب انھوں نے اپنے

(۱) سورۃ الصافات: ۱۰۸-۱۱۱۔

(۲) سورۃ الأنبیاء: ۸۳، ۸۴۔

رب کو پکارا کہ مجھے بیماری لگ گئی ہے اور تو سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے، تو ہم نے ان کی دعاء سن لی، اور جو تکلیف انہیں تھی اسے دور کردیا، اور انہیں اہل وعیال عطا فرمائے، بلکہ ان کے ساتھ ویسے ہی اور اپنی رحمت خاص سے، تاکہ عبادت کرنے والوں کو نصیحت ہو۔

۵-یونس علیہ الصلاۃ والسلام:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَذَا النُّوْنِ إِذْ ذَّهَبَ مُغَاْضِباً فَظَنَّ أَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَاْدَى فِي الظُّلُمَاْتِ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَاْنَكَ إِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظَّاْلِمِيْنَ، فَاسْتَجَبْنَاْ لَهُ وَنَجَّيْنَاْهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذَٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (۱)۔

اور مچھلی والے (یونس علیہ السلام) کو یاد کرو، جب وہ غصہ سے نکل گئے اور سوچا کہ ہم انہیں پکڑ نہ سکیں گے، بالآخر وہ اندھیروں کے اندر سے

(۱) سورۃ الأنبیاء: ۸۷، ۸۸۔

پکار اٹھے کہ ''الٰہی تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو پاک ہے، بے شک میں ظالموں میں سے ہوگیا''، تو ہم نے ان کی پکار سن لی، اور انہیں غم سے نجات دے دی، اور ہم مومنوں کو اسی طرح نجات دیا کرتے ہیں۔

۶- زکریا علیہ الصلاۃ والسلام:

ارشاد باری ہے:

﴿هُنَاْلِكَ دَعَاْ زَكَرِيَّاْ رَبَّهُ قَاْلَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً إِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَاْءِ، فَنَاْدَتْهُ الْمَلَاْئِكَةُ وَهُوَ قَاْئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَاْبِ أَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيَى مُصَدِّقاً بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّداً وَّحَصُوْراً وَّنَبِياً مِّنَ الصَّاْلِحِيْنَ﴾ (۱)۔

اس جگہ زکریا علیہ السلام نے اپنے رب سے دعاء کی کہ اے میرے رب! مجھے اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد عطا فرما، بے شک تو دعاء کا سننے والا ہے، پس فرشتوں نے انہیں آواز دی، جب کہ وہ محراب میں

(۱) سورۃ آل عمران: ۳۸، ۳۹۔

کھڑے نماز پڑھ رہے تھے، کہ اللہ تعالیٰ تمہیں یحییٰ کی یقینی خوش خبری دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے کلمہ کی تصدیق کرنے والا، سردار، ضابط نفس اور نیک لوگوں میں سے نبی ہے۔

نیز ارشاد ہے:

﴿وَزَكَرِيَّاْ إِذْ نَاْدَىٰ رَبَّهُ رَبِّ لَاْ تَذَرْنِيْ فَرْداً وَّأَنْتَ خَيْرُ الْوَاْرِثِيْنَ، فَاسْتَجَبْنَاْ لَهُ وَوَهَبْنَاْ لَهُ يَحْيَى وَأَصْلَحْنَاْ لَهُ زَوْجَهُ إِنَّهُمْ كَاْنُوْا يُسَاْرِعُوْنَ فِي الْخَيْرَاْتِ وَيَدْعُوْنَنَاْ رَغَباً وَّرَهَباً وَّكَاْنُوْا لَنَاْ خَاْشِعِيْنَ﴾ (۱)۔

اور زکریا علیہ السلام کو یاد کرو، جب انھوں نے اپنے رب سے دعاء کی کہ اے میرے رب! مجھے تنہا نہ چھوڑ تو سب سے بہتر وارث ہے، تو ہم نے ان کی دعاء قبول فرما کر انھیں یحییٰ عطا فرمایا، اور ان کی بیوی کو ان کے لئے صالح بنا دیا، یہ بزرگ لوگ نیک کاموں کی طرف جلدی کرتے تھے، اور ہمیں لالچ، طمع، اور ڈر وخوف کے ساتھ پکارتے تھے اور ہمارے سامنے عاجزی کرنے والے تھے۔

---

(۱) سورۃ الأنبیاء: ۸۹، ۹۰۔

۷- یعقوب علیہ الصلاۃ والسلام:

حضرت یعقوب علیہ السلام کے اپنے بیٹوں کے ساتھ پیش آمدہ واقعہ کے سلسلہ میں ارشاد باری ہے:

﴿وَجَاْءُوْا عَلَى قَمِيْصِهِ بِدَمٍ كَذِبٍ قَاْلَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنْفُسُكُمْ أَمْراً فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَاْنُ عَلَى مَاْ تَصِفُوْنَ﴾ (۱)۔

اور وہ یوسف (علیہ السلام) کی قمیص کو جھوٹے خون میں لت پت کر کے لائے، یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ یوں نہیں بلکہ تم نے اپنے دل ہی سے ایک بات بنالی ہے، پس صبر ہی بہتر ہے، اور تمہاری بنائی ہوئی باتوں پر اللہ ہی سے مدد کی طلب ہے۔

نیز انہیں کے سلسلہ میں ارشاد ہے:

﴿ قَاْلَ هَلْ آمَنُكُمْ عَلَيْهِ إِلَّا كَمَاْ أَمِنْتُكُمْ عَلَى أَخِيْهِ مِنْ قَبْلُ فَاللّٰهُ خَيْرٌ حَاْفِظاً وَّهُوَ أَرْحَمُ الرَّاْحِمِيْنَ﴾ (۲)۔

---

(۱) سورۃ یوسف: ۱۸۔

(۲) سورۃ یوسف: ۶۴۔

یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے تو اس کے سلسلہ میں تمہارا بس ویسا ہی اعتبار ہے جیسا اس سے پہلے اس کے بھائی کے بارے میں تھا، بس اللہ ہی بہتر نگہبان ہے اور وہ سب سے بڑا مہربان ہے۔

اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا:

﴿قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنْفُسُكُمْ أَمْراً فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَأْتِيَنِيْ بِهِمْ جَمِيْعاً إِنَّهُ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ، وَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يَا أَسَفىٰ عَلَىٰ يُوْسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنَاهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ، قَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُ تَذْكُرُ يُوْسُفَ حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضاً أَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهَالِكِيْنَ، قَالَ إِنَّمَا أَشْكُوْ بَثِّيْ وَحُزْنِيْ إِلَى اللّٰهِ وَأَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ، يَا بَنِيَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُوْسُفَ وَأَخِيْهِ وَلَا تَيْأَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ إِنَّهُ لَا يَيْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُوْنَ﴾(۱)۔

یعقوب علیہ السلام نے فرمایا: یہ تو نہیں بلکہ تم نے اپنی طرف سے بات بنالی ہے، پس اب صبر ہی بہتر ہے، ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو

(۱) سورۂ یوسف: ۸۳-۸۷۔

میرے پاس پہنچا دے، بیشک وہ علم وحکمت والا ہے، پھر انھوں نے منہ پھیر لیا اور کہا: ہائے یوسف! اور ان کی آنکھیں رنج وغم کے سبب سفید ہو چکی تھیں، اور وہ غم کو دبائے ہوئے تھے، بیٹوں نے کہا: اللہ کی قسم! آپ ہمیشہ یوسف ہی کی یاد میں لگے رہیں گے یہاں تک کہ گھل جائیں یا ہلاک ہی ہو جائیں، انھوں نے کہا: میں تو اپنی پریشانیوں اور رنج وغم کی فریاد اللہ تعالیٰ سے ہی کر رہا ہوں، مجھے اللہ کی طرف سے وہ باتیں معلوم ہیں جو تم نہیں جانتے، اے میرے بیٹو! جاؤ یوسف اور اس کے بھائی کی پوری تلاش کرو، اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو، یقیناً اللہ کی رحمت سے کافر لوگ ہی ناامید ہوتے ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی دعاء قبول فرمائی اور یوسف اور ان کے بھائی کو ان کی طرف لوٹا دیا، ارشاد باری ہے:

﴿ قَالُوْا أَ إِنَّكَ لَأَنْتَ يُوْسُفُ قَالَ أَنَا يُوْسُفُ وَهَذَا أَخِيْ قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا إِنَّهُ مَنْ يَّتَّقِ وَ يَصْبِرْ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ، قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ آثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَإِنْ كُنَّا لَخَاطِئِيْنَ، قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ

وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاْحِمِيْنَ، اذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هَذَاْ فَأَلْقُوْهُ عَلَى وَجْهِ أَبِيْ يَأْتِ بَصِيْراً وَاْتُوْنِيْ بِأَهْلِكُمْ أَجْمَعِيْنَ، وَلَمَّاْ فَصَلَتِ الْعِيْرُ قَاْلَ أَبُوْهُمْ إِنِّيْ لَأَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ لَوْلَاْ أَنْ تُفَنِّدُوْنَ، قَاْلُوْا تَاللّٰهِ إِنَّکَ لَفِيْ ضَلَاْلِکَ الْقَدِيْمِ، فَلَمَّاْ أَنْ جَاْءَ ہُ الْبَشِيْرُ أَلْقَاْهُ عَلَىَ وَجْهِهٖ فَاْرْتَدَّ بَصِيْراً قَاْلَ أَلَمْ أَقُلْ لَّكُمْ إِنِّيْ أَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَاْ لَاْ تَعْلَمُوْنَ، قَاْلُوْا يَاْ أَبَاْنَا اسْتَغْفِرْ لَنَاْ ذُنُوْبَنَاْ إِنَّاْ كُنَّاْ خَاْطِئِيْنَ، قَاْلَ سَوْفَ أَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ﴾ (۱)۔

انھوں نے کہا: کیا واقعی تم ہی یوسف ہو، جواب دیا ہاں میں ہی یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے، اللہ نے ہم پر احسان فرمایا، بے شک جو بھی پرہیز گاری اور صبر کرے تو اللہ تعالیٰ نیکو کاروں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا، انھوں نے کہا اللہ کی قسم! اللہ نے تمہیں ہم پر برتری دی، اور حقیقت میں ہم خطا کار تھے، جواب دیا کہ آج تم پر کوئی ملامت نہیں ہے اللہ تمہیں معاف فرمائے، وہ سب سے بڑا رحم کرنے والا ہے، تم

(۱) سورۃ یوسف: ۹۰-۹۸۔

میری یہ قمیص لے جاؤ اور اسے میرے والد کے منہ پر ڈال دو کہ وہ دیکھنے لگیں، اور تم اپنے خاندان کو میرے پاس لے آؤ، اور جب قافلہ جدا ہوا تو ان کے والد نے کہا کہ مجھے یوسف کی خوشبو آرہی ہے، اگر تم مجھے سٹھیایا ہوا نہ قرار دو، وہ کہنے لگے کہ اللہ کی قسم! آپ اپنے اسی پرانے خبط اور وارفتگی میں مبتلا ہیں، جب خوش خبری دینے والے نے پہنچ کر وہ قمیص ان کے منہ پر ڈالا تو وہ اسی وقت بینا ہو گئے، فرمایا: کیا میں تم سے یہ نہ کہتا تھا کہ میں اللہ کی طرف سے وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے، انھوں نے کہا: ابا جان! آپ ہمارے گناہوں کی بخشش طلب کیجئے، یقیناً ہم قصور وار ہیں، فرمایا: اچھا میں جلد ہی تمہارے لئے اپنے رب سے بخشش مانگوں گا، وہ بہت بڑا بخشنے والا اور نہایت مہربان ہے۔

۸- یوسف علیہ الصلاۃ والسلام:

حضرت یوسف علیہ السلام اور عورتوں کے سلسلہ میں اللہ عز وجل کا ارشاد ہے:

﴿ قَاْلَتْ فَذَلِكُنَّ الَّذِيْ لُمْتُنَّنِيْ فِيْهِ وَلَقَدْ رَاْوَدْتُّهُ عَنْ نَّفْسِهِ فَاسْتَعْصَمَ وَلَئِنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَاْ آمُرُهُ لَيُسْجَنَنَّ وَلَيَكُوْناً مِّنَ الصَّاْغِرِيْنَ، قَاْلَ رَبِّ السِّجْنُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّاْ يَدْعُوْنَنِيْ إِلَيْهِ وَإِلَّا تَصْرِفْ عَنِّيْ كَيْدَهُنَّ أَصْبُ إِلَيْهِنَّ وَأَكُنْ مِّنَ الْجَاْهِلِيْنَ، فَاسْتَجَاْبَ لَهُ رَبُّهُ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾ (۱)۔

(عزیز مصر کی بیوی نے) کہا: یہی ہیں جن کے بارے میں تم مجھے طعنہ دے رہی تھیں، میں نے ہر چند ان سے اپنا مطلب حاصل کرنا چاہا لیکن یہ بال بال بچا رہا، اور جو کچھ میں اس سے کہہ رہی ہوں اگر یہ نہ کرے گا تو یقیناً یہ قید کر دیا جائے گا اور بہت ہی ذلیل ہوگا، یوسف علیہ السلام نے دعاء کی کہ اے میرے رب! جس بات کی طرف یہ عورتیں مجھے بلا رہی ہیں جیل خانہ مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے، اگر تو نے ان کا فن فریب مجھ سے دور نہ کیا تو میں ان کی طرف مائل ہو جاؤں گا اور جاہلوں میں سے ہو جاؤں گا، تو ان کے رب نے ان کی

(۱) سورۂ یوسف: ۳۲-۳۴۔

دعاء قبول فرمائی اور ان عورتوں کے داؤ پیچ ان سے پھیر دیئے، یقیناً وہ سننے والا جاننے والا ہے۔

۹- موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام:

اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعاء کے سلسلہ میں ارشاد فرمایا:

﴿قَاْلَ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ، وَيَسِّرْ لِيْ أَمْرِيْ، وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَاْنِيْ، يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ، وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْراً مِّنْ أَهْلِيْ، هَاْرُوْنَ أَخِيْ، اشْدُدْ بِهِ أَزْرِيْ، وَأَشْرِكْهُ فِيْ أَمْرِيْ، كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيْراً وَّنَذْكُرَكَ كَثِيْراً، إِنَّكَ كُنْتَ بِنَاْ بَصِيْراً، قَاْلَ قَدْ أُوْتِيْتَ سُؤْلَكَ يَاْ مُوْسَىٰ﴾ (۱)۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے میرے رب! میرا سینہ میرے لئے کھول دے، اور میرے کام کو مجھ پر آسان کر دے، اور میری زبان کی گرہ بھی کھول دے، تاکہ لوگ میری بات اچھی طرح سمجھ سکیں، اور میرے کنبہ میں سے میرا ایک وزیر بنا دے، یعنی میرے

(۱) سورۂ طہ: ۲۵-۳۶۔

بھائی ہارون (علیہ السلام) کو، تو اس کے ذریعہ میری کمر کس دے، اور اسے میرا شریک کار بنادے، تاکہ ہم دونوں بکثرت تیری تسبیح خوانی کریں اور بکثرت تجھے یاد کریں، بے شک تو ہمیں خوب دیکھنے بھالنے والا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جاؤ موسیٰ تمہارے سارے سوالات پورے کردیئے گئے۔

اور حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام کے بارے میں اللہ نے فرمایا:

﴿ وَقَالَ مُوْسَىٰ رَبَّنَآ إِنَّكَ آتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَأَهُ زِيْنَةً وَّأَمْوَالاً فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِكَ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلَى أَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلَى قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتَّى يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيْمَ، قَالَ قَدْ أُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيْمَا وَلَا تَتَّبِعَانِّ سَبِيْلَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴾(۱)۔

اور موسیٰ نے عرض کیا اے ہمارے رب! تو نے فرعون کو اور اس کے سرداروں کو سامان زینت اور طرح طرح کے مال دنیوی زندگی میں دیئے، اے رب! یہ اسی لئے کہ وہ تیری راہ سے گمراہ کریں، اے

(۱) سورۃ سورۃ یونس: ۸۹،۸۸۔

ہمارے رب! ان کے مالوں کو نیست ونابود کردے اور ان کے دلوں کو سخت کردے سو یہ ایمان نہ لانے پائیں یہاں تک کہ دردناک عذاب کو دیکھ لیں، اللہ نے فرمایا: تم دونوں کی دعاء قبول کرلی گئی، لہٰذا تم ثابت قدم رہو اور ان لوگوں کی راہ پر نہ چلو جو علم نہیں رکھتے۔

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سلسلہ میں اللہ نے ارشاد فرمایا:

﴿ قَالَ رَبِّ إِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْلِيْ فَغَفَرَ لَهُ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ، قَالَ رَبِّ بِمَا أَنْعَمْتَ عَلَيَّ فَلَنْ أَكُوْنَ ظَهِيْراً لِّلْمُجْرِمِيْنَ ﴾(۱)۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعاء کی کہ اے پروردگار! میں نے خود اپنے اوپر ظلم کیا تو مجھے معاف فرمادے، تو اللہ تعالیٰ نے ان کی بخشش فرمادی، بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے، انھوں نے کہا: اے میرے رب! جیسے تو نے مجھ پر یہ کرم فرمایا، میں بھی اب ہرگز کسی گنہگار کا مددگار نہ بنوں گا۔

(۱) سورۃ سورۃ القصص: ۱۶، ۱۷۔

۱۰- محمد ﷺ اور آپ کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم

ارشاد باری ہے:

﴿إِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِأَلْفٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِيْنَ، وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ إِلَّا بُشْرَىٰ وَلِتَطْمَئِنَّ بِهِ قُلُوْبُكُمْ وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ﴾ (۱)۔

اس وقت کو یاد کرو جب تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے پھر اللہ نے تمہاری فریاد سن لی کہ میں تم کو ایک ہزار فرشتوں سے مدد دوں گا، جو لگاتار چلے آئیں گے، اور اللہ نے یہ امداد محض اس لئے کی کہ بشارت ہو اور تمہارے دلوں کو قرار آجائے اور مدد صرف اللہ ہی کی طرف سے ہے، بیشک اللہ زبردست اور حکمت والا ہے۔

اور ارشاد باری ہے:

﴿ وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّأَنْتُمْ أَذِلَّةٌ فَاتَّقُوْا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ

(۱) سورۃ الأنفال: ۹، ۱۰۔

تَشْكُرُوْنَ، إِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ أَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ أَنْ يُمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلَاثَةِ آلَافٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُنْزَلِيْنَ، بَلَىٰ إِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَأْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هَذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ آلَافٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ، وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ إِلَّا بُشْرَىٰ لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهِ وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ﴾ (۱)۔

اور جنگ بدر میں اللہ تعالیٰ نے عین اس وقت تمہاری مدد فرمائی تھی جب کہ تم نہایت گری ہوئی حالت میں تھے، اس لئے اللہ تعالیٰ ہی سے ڈرو تا کہ تم شکر گزار بن جاؤ، اس وقت کو یاد کرو جب تم مسلمانوں کو تسلی دیتے ہوئے کہہ رہے تھے کہ کیا آسمان سے تین ہزار فرشتے اتار کر اللہ کا تمہاری امداد کرنا تمہارے لئے کافی نہیں ہے؟ کیوں نہیں بلکہ اگر تم صبر کرو اور تقویٰ سے کام لو اور یہ لوگ اسی دم تمہارے پاس آجائیں تو تمہارا رب تمہاری امداد پانچ ہزار فرشتوں سے کرے گا، جو نشان دار ہوں گے، اور یہ تو محض تمہارے دل کی خوشی اور اطمینان

(۱) سورۃ آل عمران: ۱۲۳-۱۲۶۔

قلب کے لئے ہے ورنہ مدد تو اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے جو غالب حکمتوں والا ہے۔

نیز ارشاد ہے:

﴿الَّذِيْنَ قَاْلَ لَهُمُ النَّاْسُ إِنَّ النَّاْسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَاْدَهُمْ إِيْمَاْناً وَّقَاْلُوْا حَسْبُنَاْ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ، فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْءٌ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَاْنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ﴾ (١)۔

وہ لوگ کہ جب لوگوں نے ان سے کہا کہ لوگوں نے تمہارے لئے لشکر جمع کر رکھے ہیں، لہٰذا ان سے ڈرو تو اس چیز نے ان کے ایمان میں اضافہ کر دیا، اور انھوں نے کہا ہمارے لئے اللہ ہی کافی ہے، اور وہ بہترین کارساز ہے، نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اللہ کی نعمت اور فضل لے کر واپس ہوئے، انھیں کوئی تکلیف نہ پہنچی، اور انھوں نے اللہ کی رضامندی کی پیروی کی اور اللہ تعالیٰ بہت بڑے فضل واحسان والا ہے۔

(١) سورۃ آل عمران: ١٧٣، ١٧٤۔

اور وہ دعائیں جو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمائیں اور ان کی قبولیت کا مشاہدہ روز روشن کی طرح کیا گیا، بے شمار ہیں، لیکن ان میں سے چند دعائیں بطور مثال درج ذیل ہیں:

(الف) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے لئے آپ کی دعاء:

نبی کریم ﷺ نے ان کے لئے دعاء کرتے ہوئے فرمایا:

"**اللهم أكثر ماله، وولده، وبارك له فيما أعطيته،** (١) [**وأطل حياته، واغفر له**] (٢)۔

اے اللہ انہیں زیادہ مال اور خوب اولاد عطا فرما، اور جو تو انہیں عطا فرما اس میں ان کے لئے برکت عطا فرما، انہیں لمبی زندگی دے، اور ان کی بخشش فرما۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں (نبی کریم کی دعاء کے نتیجے میں) اللہ کی قسم! میرے پاس بہت زیادہ مال ہے، اور میری اولاد اور میری اولاد کی

(١) بخاری مع فتح الباری ٤/ ٢٢٨ و ١١/ ١٤٤، ومسلم ٤/ ١٩٢٨۔

(٢) بخاری (الأدب المفرد) حدیث نمبر: (٦٥٣)، شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح الأدب المفرد (ص: ٢١٤) میں صحیح قرار دیا ہے۔

اولاد کی تعداد آج تقریباً سو کے قریب ہے(۱)۔

اور میری بیٹی امینہ نے مجھ سے بیان کیا کہ حجاج کے بصرہ آنے کے وقت تک میری ایک سو بیس سے زائد صلبی اولاد دفن ہو چکی تھی (۲)۔

اور میری زندگی اتنی طویل ہوئی کہ میں لوگوں سے شرمانے لگا اور میں اللہ سے بخشش کی امید کرتا ہوں (۳)۔

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس ایک ایسا باغ تھا جس میں سال میں دو مرتبہ پھل لگتا تھا، اور اس میں ایک پھول تھا جس سے مشک کی خوشبو آتی تھی (۴)۔

(ب) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کے لئے آپ کی دعاء، اور وہ فوراً ایمان لے آئیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں اپنی والدہ کو اسلام کی دعوت

---

(۱) مسلم، ۴/ ۱۹۲۹۔

(۲) بخاری مع فتح الباری ۴/ ۲۲۸۔

(۳) الأدب المفرد، شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح الأدب المفرد (ص: ۲۴۴) میں صحیح قرار دیا ہے۔

(۴) ترمذی ۵/ ۶۸۳، نیز دیکھئے: صحیح الترمذی، ۳/ ۲۳۴۔

دیتا تھا، اور وہ مشرکہ (حالت کفر میں) تھیں، چنانچہ میں نے انہیں ایک روز اسلام کی دعوت دی تو انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے سلسلہ میں ایسی بات سنائی جو مجھے پسند نہ آئی، میں روتا ہوا رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا اے رسول اللہ ﷺ! میں اپنی ماں کو اسلام کی دعوت دیا کرتا تھا اور وہ میری بات کا انکار کر دیا کرتی تھیں، اور آج میں نے انھیں اسلام کی دعوت دی تو انھوں نے مجھے آپ کے سلسلہ میں ایسی بات سنائی جو مجھے پسند نہیں ہے، لہٰذا آپ اللہ سے دعاء فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ ابو ہریرہ کی ماں کو ہدایت عطا فرمائے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: '' **اللهم اهد أم أبي هريرة**''، اے اللہ ابو ہریرہ کی ماں کو ہدایت عطا فرما۔

چنانچہ میں نبی کریم ﷺ کی دعاء سے خوش ہو کر نکلا، جب آ کر دروازے کے پاس ہوا تو دیکھا کہ دروازہ بند ہے، اور میری ماں نے میرے پیروں کی آہٹ سن لی، اور کہا: ابو ہریرہ اپنی جگہ پر ٹھہرے رہو، اور میں نے پانی کے گرنے کی آواز سنی، ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ انھوں نے غسل کیا، اور اپنی قمیص زیب تن کی اور جلدی سے اپنا ڈوپٹہ لیا اور دروازہ کھولا اور کہا: اے ابو ہریرہ ''**أشهد أن لا إله إلا الله وأشهد أن محمدا عبده ورسوله**''

(میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں اور گواہی دیتی ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں) ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ پھر میں لوٹ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور میں خوشی سے رو رہا تھا' فرماتے ہیں کہ میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! خوش ہو جائیے، اللہ نے آپ کی دعاء قبول فرمالی اور ابو ہریرہ کی ماں کو ہدایت عطا فرمائی، یہ سن کر اللہ کے رسول ﷺ نے اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور بھلی بات کہی، ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! اللہ سے دعاء فرما دیجئے کہ وہ مجھے اور میری ماں کو اپنے مومن بندوں کے نزدیک محبوب بنا دے اور انہیں ہمارے نزدیک محبوب بنا دے، وہ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

"**اللهم حبب عبيدك هذا وأمه إلى عبادك المؤمنين وحبب إليهم المؤمنين**" ۔

اے اللہ! اپنے اس بندے اور اس کی ماں کو اپنے مومن بندوں کے نزدیک محبوب بنا دے، اور انہیں ان کے نزدیک محبوب کر دے۔

چنانچہ جو بھی مومن پیدا ہوا اور اس نے مجھے دیکھا یا میرے بارے میں سنا

اس نے مجھ سے ضرور محبت کی (۱)۔

(ج) حضرت عروہ بن ابوالجعد البارقی کے لئے نبی کریم ﷺ کی دعاء:

اور وہ اس طرح کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں ایک دینار دیا تاکہ اس سے وہ اپنے لئے ایک بکری خرید لیں، چنانچہ انھوں نے اس دینار سے دو بکریاں خریدیں، اور ایک بکری کو پھر ایک دینار کے عوض فروخت کر دیا اور ایک دینار اور ایک بکری لے کر واپس آئے، تو نبی کریم ﷺ نے ان کے لئے ان کی تجارت میں برکت کی دعاء فرمائی، چنانچہ اگر وہ مٹی بھی خریدتے تو انہیں اس میں نفع ہوتا (۲)۔

اور مسند امام احمد میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ان کے لئے دعاء فرمائی:

"**اللهم بارك له في صفقة يمينه**" .

اے اللہ! ان کے لئے ان کے ہاتھ کے سودے میں برکت عطا فرما۔

چنانچہ وہ کوفہ میں کھڑے ہوتے اور اپنے گھر والوں میں واپس ہونے سے

---

(۱) مسلم ۴/۱۹۳۹۔

(۲) بخاری مع فتح الباری ۶/۶۳۲۔

پہلے چالیس ہزار کا نفع کما لیتے (۱)۔

(د) نبی کریم ﷺ نے اپنے بعض دشمنوں کے لئے بددعا فرمائی تو فوراً قبول ہوئی، اس ضمن میں ایک واقعہ یہ ہے کہ مشرکوں نے مکہ میں رسول اللہ ﷺ کو ایذا پہنچائی، اور ابوجہل نے بعض لوگوں سے کہا کہ اونٹ کی اوجھڑی لاکر سجدہ کی حالت میں نبی کریم ﷺ کے دونوں کندھوں کے درمیان رکھ دے، چنانچہ عقبہ بن ابی معیط نے یہ کام سرانجام دیا، جب نبی کریم ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو اپنی آواز بلند فرمائی اور ان پر بددعا کرتے ہوئے کہا: ''**اللهم عليک بقريش**'' اے اللہ! تو قریش کو پکڑ لے (تین مرتبہ فرمایا)، جب ان لوگوں نے آپ کی آواز سنی تو ان کی خوشی جاتی رہی اور وہ آپ کی بددعاء سے خائف ہوئے، پھر آپ نے فرمایا:

''**اللهم عليک بأبي جهل بن هشام، وعتبة بن ربيعة، وشيبة بن ربيعة، والوليد بن عتبة، وأمية بن خلف، وعقبة بن أبي معيط**''۔

اے اللہ! تو ابوجہل بن ہشام کو پکڑ لے، اور عتبہ بن ربیعہ کو پکڑ لے،

(۱) مسند احمد ۴/ ۳۷۶۔

اور شیبہ بن ربیعہ کو پکڑ لے، اور ولید بن عتبہ کو پکڑ لے، اور امیہ بن خلف کو پکڑ لے، اور عقبہ بن ابی معیط کو پکڑ لے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ کی قسم جس نے محمد ﷺ کو حق کا پیغام دے کر مبعوث فرمایا ہے جن جن لوگوں کا نام اللہ کے رسول نے لیا تھا وہ بدر کے روز اوندھے منہ پڑے ہوئے تھے، پھر انہیں بدر کے بلا منڈیر والے کنویں میں گھسیٹ کر ڈال دیا گیا (۱)۔

اور ایک روایت میں ہے کہ میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے انہیں بدر کے کنویں پر اوندھے منہ پڑا ہوا دیکھا، دھوپ نے ان کی رنگت بدل دی تھی اور وہ انتہائی گرم دن تھا (۲)۔

(ھ) حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ کے لئے آپ کی بددعاء:

سراقہ نے نبی کریم ﷺ کو پالیا، وہ آپ کو اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو قتل کرنا چاہتے تھے، تاکہ ان دونوں میں سے ایک کا خون بہا حاصل کرسکیں، کیوں کہ قریش نے رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے یا انہیں

(۱) مسلم ۳/ ۱۴۱۸۔

(۲) مسلم ۳/ ۱۴۲۰۔

قید کر کے لانے والے کے لئے ان دونوں میں سے ہر ایک کی دیت کا اعلان کیا تھا، چنانچہ سراقہ نے اللہ کے نبی ﷺ کو پا لیا، ابو بکر نے انہیں دیکھتے ہی کہا: اے اللہ کے رسول! یہ گھوڑ سوار ہم تک آ پہنچا، تو رسول اللہ ﷺ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''اللهم اصرعه'' اے اللہ تو انھیں پچھاڑ دے، اور (اتنا کہتے ہی) ان کے گھوڑے کے دونوں ہاتھ گھٹنوں تک زمین میں دھنس گئے، سراقہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے لئے دعاء کر دیجئے، تو اللہ کے رسول ﷺ نے ان کے لئے دعاء فرمائی، اور ان کا گھوڑا نکل گیا، اور وہ واپس ہو کر ان کو چھپانے لگے، چنانچہ وہ دن کے ابتدائی حصہ میں آپ کا پیچھا کر رہے تھے اور دن کے آخری حصہ میں دشمنوں سے آپ کی حفاظت و نگرانی کرنے لگے(۱)۔

(و) بدر کے دن نبی کریم ﷺ کی دعاء:

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ بدر کے دن رسول اللہ ﷺ نے مشرکین کو دیکھا تو ان کی تعداد ایک ہزار تھی، اور آپ کے صحابہ کی تعداد تین سو انیس تھی، چنانچہ نبی کریم ﷺ قبلہ رو ہوئے اور

(۱) بخاری مع فتح الباری ۷/ ۲۳۸و۲۴۰و۲۴۹، حدیث نمبر: (۳۹۰۶، ۳۹۰۸، ۳۹۱۱)۔

پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر اللہ سے فریاد کرنے لگے:

''اللهم أنجز لي ما وعدتني، اللهم آت ما وعدتني، اللهم إن تهلک هذه العصابة من أهل الإسلام لا تعبد في الأرض''۔

اے اللہ! تو نے جو مجھ سے وعدہ کیا ہے اسے پورا کر، اے اللہ! تو نے جو وعدہ کیا ہے وہ مجھے عطا فرما، اے اللہ! اگر مسلمانوں کی یہ چھوٹی سی جماعت ہلاک ہو گئی تو روئے زمین پر تیری عبادت نہ ہو گی۔

آپ مسلسل اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھائے ہوئے قبلہ رو ہو کر اپنے رب سے فریاد کرتے رہے، یہاں تک کہ آپ کی چادر آپ کے کندھوں سے گر گئی، ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آئے، آپ کی چادر لی اور اسے آپ کے کندھوں پر ڈال دی، اور آپ کے پیچھے سے آپ سے چمٹ گئے اور کہا: اے اللہ کے نبی ﷺ! بس آپ کی اپنے رب سے اتنی دہائی کافی ہے، عنقریب اللہ تعالیٰ اس وعدہ کی تکمیل فرمائے گا جس کا اس نے آپ سے وعدہ کیا ہے، پھر اللہ عزوجل نے یہ ارشاد نازل فرمایا:

﴿إِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِأَلْفٍ

مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ﴾(١)۔

اس وقت کو یاد کرو جب تم اپنے رب سے فریاد کررہے تھے پھر اللہ نے تمہاری فریاد سن لی کہ میں تم کو ایک ہزار فرشتوں سے مدد دوں گا، جو لگا تار چلے آئیں گے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے ذریعہ آپ کی مدد فرمائی(٢)۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس روز ایک مسلمان اپنے سامنے ایک مشرک کا بڑی جانفشانی سے تعاقب کررہا تھا کہ اچانک اس نے اس مشرک کے اوپر سے کوڑے کے ضرب کی آواز سنی، اور گھوڑسوار کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا کہ ''حیزوم!(فرشتے کے گھوڑے کا نام) آگے بڑھ''، چنانچہ اس مسلمان نے مشرک کو اپنے سامنے دیکھا کہ وہ چت گر پڑا، اور دیکھا کہ اس کی ناک پر ضرب لگی ہے اور اس کا چہرہ پھٹا ہوا ہے جیسے کوڑے سے مارا گیا ہو، اور یہ سب کا سب ہرا(سبز) ہوگیا تھا، اس انصاری نے آکر رسول اللہ ﷺ سے ماجرا بیان کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: **''صدقت، ذلک من مدد**

(١) سورۃ الانفال:٩۔

(٢) مسلم٣/١٣٨٤۔

السماء الثالثة''، تم سچ کہتے ہو، یہ تیسرے آسمان کی مدد تھی، چنانچہ اس روز (مسلمانوں نے) ستر کافروں کو قتل کیا اور ستر کو قید کیا(١)۔

(ز) غزوۂ احزاب کے موقع پر نبی کریم ﷺ کی دعاء:

غزوۂ احزاب میں نبی کریم ﷺ سے جنگ کرنے والے پانچ قسم کے لوگ تھے: مشرکین مکہ، مشرکین قبائل عرب، بیرون مدینہ کے یہودی، بنوقریظہ اور منافقین، اور کفار میں سے خندق کے پاس آنے والوں کی تعداد دس ہزار تھی، اور نبی کریم ﷺ کے ساتھ مسلمانوں کی تعداد تین ہزار تھی، انھوں (مشرکین) نے نبی کریم ﷺ کا ایک ماہ تک محاصرہ کیا، اور ان میں جنگ نہ ہوئی سوائے اس انفرادی لڑائی کے جو عمرو بن ودّ عامری اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے درمیان ہوئی، اور حضرت علی نے اسے قتل کردیا، اور یہ ہجرت کے چوتھے سال کا واقعہ ہے(٢)۔

اور رسول اللہ ﷺ نے ان پر بددعاء کرتے ہوئے فرمایا:

''اللهم منزل الكتاب، سريع الحساب، اهزم الأحزاب،

(١) مسلم٣/١٣٨٤-١٣٨٥۔

(٢) دیکھئے: زاد المعاد٣/٢٦٩-٢٧٦۔

اللهم اهزمهم وزلزلهم"(۱)۔

اے اللہ! کتاب کے نازل کرنے والے، جلد حساب لینے والے، گروہوں کو شکست دے، اے اللہ! انہیں شکست دے اور انہیں جھنجھوڑ کر رکھ دے۔

(اس کے نتیجہ میں) اللہ نے ان گروہوں پر تیز وتند آندھی کا لشکر بھیج دیا جس نے ان کی خیمے توڑ کر رکھ دیئے، ان کی ہانڈیاں الٹ دیں، اور ان کے ٹینٹوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا، اور ان کے لئے کوئی جائے قرار باقی نہ رہی، اور اللہ کے فرشتے انھیں جھنجھوڑ رہے تھے اور ان کے دلوں کے اندر رعب ودبدبہ اور خوف ودہشت بھر رہے تھے(۲)۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَاْ أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَاْءَ تْكُمْ جُنُوْدٌ فَأَرْسَلْنَاْ عَلَيْهِمْ رِيْحاً وَّجُنُوْداً لَّمْ تَرَوْهَاْ وَكَاْنَ اللّٰهُ بِمَاْ تَعْمَلُوْنَ بَصِيْراً، إِذْ جَاْءُ وْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ أَسْفَلَ

(۱) بخاری مع فتح الباری ۷/۴۰۶، حدیث نمبر: (۴۱۵)۔

(۲) زاد المعاد ۳/۲۷۴۔

مِنْكُمْ وَإِذْ زَاْغَتِ الْأَبْصَاْرُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاْجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَاْ، هُنَاْلِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَاْلاً شَدِيْداً﴾ (۱)۔

اے ایمان والو! اللہ نے جو احسان تم پر کیا اسے یاد کرو، جب کہ تمہارے مقابلہ کو فوجیں آئیں، پھر ہم نے ان کے اوپر تیز وتند آندھی اور ایسے لشکر بھیجے جنھیں تم نے دیکھا ہی نہیں (یعنی فرشتے)، اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ سب کچھ دیکھتا ہے، اور جب کہ دشمن تمہارے پاس اوپر سے اور نیچے سے چڑھ آئے، اور جب کہ آنکھیں پتھرا گئیں اور کلیجے منہ کو آ گئے، اور تم اللہ کی نسبت طرح طرح کے گمان کرنے لگے، یہیں مومن آزمائے گئے اور پوری طرح جھنجھوڑ دیئے گئے۔

(ح) غزوۂ حنین کے دن نبی کریم ﷺ کی دعاء:

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ غزوۂ حنین میں نبی کریم ﷺ کے جنگ کے تعلق سے اپنی حدیث میں فرماتے ہیں کہ: جب انھوں (دشمنوں) نے رسول اللہ ﷺ کو گھیر لیا تو آپ اپنے خچر سے اترے اور

(۱) سورۃ الأحزاب: ۹-۱۱۔

زمین سے ایک مٹھی مٹی لی، پھر ان کے چہروں کی طرف متوجہ وہ کر (مٹی پھینکتے ہوئے) فرمایا: ''**شاھت الوجوہ**'' چہرے بدترین ہو جائیں (بگڑ جائیں)' چنانچہ ان میں سے کسی انسان کو اللہ نے پیدا نہیں کیا تھا کہ اس مٹھی کی مٹی اس کی دونوں آنکھوں میں بھر نہ گئی ہو، چنانچہ وہ پشت پھیر کر بھاگ کھڑے ہوئے، اللہ نے انہیں شکست دی، اور اللہ کے رسول ﷺ نے ان سے حاصل شدہ مال غنیمت مسلمانوں کے درمیان تقسیم فرمایا(۱)۔

---

(۱) مسلم، ۳/۱۴۰۲۔

چھٹی فصل: مقبول دعائیں

ہر وہ شخص جو شروط کی پابندی کرتا ہے، قبولیت دعاء کے موانع سے دور رہتا ہے، آداب ملحوظ رکھتا ہے، اور قبولیت دعاء کے اوقات اور فضیلت والی جگہوں کی جستجو کرتا ہے، تو ایسا شخص ان لوگوں میں سے ہے جن کی دعاء اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے، سنت نبویہ ﷺ نے ایسے لوگوں کی کئی قسمیں بیان کی ہیں جنھوں نے ان شروط کو ملحوظ رکھا اور اللہ تعالیٰ نے ان کی دعائیں قبول فرمائیں، ان میں سے بعض لوگ درج ذیل ہیں:

ا- مسلمان کا اپنے مسلمان بھائی کے لئے اس کی عدم موجودگی میں دعاء کرنا:

حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے صفوان سے کہا: ''کیا آپ اس سال حج کرنا چاہتے ہیں؟'' کہتے ہیں کہ میں نے کہا: ہاں، انھوں نے کہا: ہمارے لئے بھی بھلائی کی دعاء کرنا' کیوں کہ نبی کریم ﷺ

فرماتے تھے:

"دعوة المرء المسلم لأخيه بظهر الغيب مستجابة، عند رأسه ملک کلما دعا لأخيه بخير قال الملک الموکل به: آمين ولک بمثل"(۱)۔

مسلمان کی اپنے مسلمان بھائی کے لئے اس کی عدم موجودگی میں کی گئی دعاء قبول ہوتی ہے، اس کے سر کے پاس ایک فرشتہ مقرر ہوتا ہے، جب جب وہ اپنے بھائی کے لئے دعاء خیر کرتا ہے، اس پر متعین کیا ہوا فرشتہ کہتا ہے: "آمین (اے اللہ قبول فرما) اور تیرے لئے بھی اسی کے مثل"۔

اور حضرت ابودرداء سے روایت ہے، وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

"ما من عبد مسلم يدعو لأخيه بظهر الغيب إلا قال الملک: ولک بمثل" (۲)۔

---

(۱) مسلم ۴/۲۰۹۴، حدیث نمبر: (۲۷۳۳)۔

(۲) مسلم ۴/۲۰۹۴۔

جو بھی مسلمان بندہ اپنے بھائی کے لئے اس کی عدم موجودگی میں دعاء کرتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے: اور تیرے لئے بھی اسی کے مثل۔

۲-مظلوم کی دعاء:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ کو یمن کی طرف روانہ فرمایا، اور ابن عباس نے پوری حدیث بیان کی اور اس میں ہے کہ آپ نے فرمایا:

"واتق دعوة المظلوم فانه ليس بينه وبين الله حجاب"(۱)۔

اور مظلوم کی بددعا سے بچنا کیوں کہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ نہیں۔

اور اسی قبولیت کے تعلق سے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا ابوسعدہ کے ساتھ پیش آنے والا وہ واقعہ بھی ہے کہ جب ابوسعدہ نے حضرت سعد کے سلسلہ میں سوال کرنے والے کے جواب میں کہا تھا کہ: جب تم ہمیں قسم دیتے ہو تو حقیقت یہ ہے کہ سعد کسی سریہ (فوجی دستہ) کے ساتھ لڑائی میں نہیں جاتے

---

(۱) بخاری، حدیث نمبر: (۱۳۹۵، ۲۴۴۸)۔

تھے، اور (مال غنیمت کی) تقسیم میں برابری سے کام نہیں لیتے تھے، اور رعایا کے ساتھ عدل وانصاف کا معاملہ نہیں کرتے تھے، تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم میں تمھیں تین بددعائیں دوں گا: اے اللہ اگر یہ تیرا بندہ جھوٹا ہے اور محض ریاء ونمود اور لوگوں میں تشہیر کی غرض سے کھڑا ہوا ہے تو اس کی عمر بہت لمبی کردے، اور اس کی فقیری اور محتاجگی طویل کردے، اور اسے فتنوں سے دوچار فرما۔

چنانچہ (اس بددعاء کے سبب) جب اس سے بعد میں پوچھا جاتا (کہ کیا حال ہے؟) تو وہ کہتا: میں فتنوں سے دوچار ایک بہت ہی بوڑھا آدمی ہوں، مجھے سعد کی بددعا لگ گئی ہے، عبد الملک (حدیث کے ایک راوی) فرماتے ہیں: میں نے اسے بعد میں دیکھا کہ بڑھاپے کے سبب اس کی بھویں اس کی آنکھوں پر آگئی تھیں اور وہ راستے میں لڑکیوں کو چھیڑتا اور انھیں ٹٹولتا (چٹکیاں لیتا) پھرتا تھا(۱)۔

اور اروی بنت اویس نے سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے خلاف مروان

(۱) بخاری ۲/۲۳۶، حدیث نمبر: (۷۵۵)، ومسلم ۱/۳۳۴، حدیث نمبر: (۴۵۳)، ان کا نام اسامہ بن قتادہ اور کنیت ابوسعدہ ہے۔

بن الحکم کے پاس مقدمہ دائر کیا اور دعویٰ کیا کہ انھوں نے اس کی زمین ہڑپ کرلی ہے، تو حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں اس کی زمین کا کچھ بھی حصہ لے سکتا ہوں جب کہ میں رسول اللہ ﷺ سے (اس کی وعید کے سلسلہ میں) سن چکا ہوں، مروان نے کہا: تم نے رسول اللہ ﷺ سے کیا سنا ہے؟ حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

”من أخذ شبراً من الأرض بغير حقه طوقه إلى سبع أرضين“۔

جس نے ناحق کسی کی ایک بالشت زمین غصب کرلی اسے سات زمینوں تک طوق پہنایا جائے گا۔

پھر فرمایا: اے اللہ! اگر یہ جھوٹی ہے تو اس کی آنکھ اندھی کردے، اور اس کی قبر اسی کے گھر میں بنادے، راوی کہتے ہیں: میں نے اسے دیکھا کہ وہ اندھی تھی اور دیواریں تلاش کررہی تھی اور کہہ رہی تھی کہ مجھے سعید بن زید کی بددعاء لگ گئی ہے، چنانچہ وہ اپنے گھر میں چل رہی تھی کہ گھر ہی کے ایک کنویں میں جاگری اور وہی کنواں اس کی قبر بن گیا(۱)۔

(۱) مسلم، ۲/۱۲۳۰ حدیث نمبر: (۱۶۱۰)۔

اورحضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''**دعوة المظلوم مستجابة، وإن كان فاجراً ففجوره على نفسه**'' (۱)۔

مظلوم کی بددعاء مقبول ہے خواہ وہ فاجر(بدکار) ہی ہو، تو اس کا فسق وفجور اس کی ذات پر ہے۔

اورکسی (عربی) شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

لا تظلمن إذا ما كنت مقتدراً فالظلم آخره يأتيك بالندم

نامت عيونك والمظلوم منتبه يدعو عليك وعين الله لم تنم

ترجمہ: جب تم طاقتور ہو تو ظلم نہ کرو، کیوں کہ ظلم کا انجام تمہارے پاس شرمندگی ہی لائے گا، تمہاری آنکھیں سوگئی ہیں جب کہ مظلوم بیدار رہے، اور تمہارے حق میں بددعاء کررہا ہے اوراللہ کی آنکھ نہیں سوئی ہے۔

---

(۱)احمد۲/ ۳٦۷، ومسندابوداؤدطیالسی، حدیث نمبر:(۱۲٦٦)، شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ (۲/ ۴۰۷، حدیث نمبر:۷٦۷) اورصحیح الجامع (۳/ ۱۴۵، حدیث نمبر: (۳۳۷۷) میں صحیح قرار دیا ہے۔

۳-باپ کی اپنے اولاد کے لئے دعاء۔

۴-باپ کی اپنے اولاد کے لئے بددعاء۔

۵-مسافر کی دعاء۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''**ثلاث دعوات يستجاب لهن لا شك فيهن: دعوة المظلوم، ودعوة المسافر، ودعوة الوالد لولده**''(۱)۔

تین دعائیں بے شک وشبہ قبول ہوتی ہیں: مظلوم کی دعاء، مسافر کی دعاء، اور باپ کی اپنے اولاد کے لئے دعا۔

اورمسند احمد اورترمذی کی روایت میں ہے:

''**على ولده**''(۲) یعنی باپ کی اپنے اولاد کے لئے بددعاء۔

---

(۱)ترمذی، ۴/۳۱۴، حدیث نمبر:(۱۹۰۵) ،۵/۵۰۲، حدیث نمبر:(۳۴۴۸) وابوداؤد، ۲/۸۹، وابن ماجہ۲/۱۲۷۰، اس روایت کو شیخ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ابوداؤد (۱/ ۲۸٦) اورصحیح الترمذي (۳/ ۱۵٦) اورصحیح ابن ماجہ(۲/ ۳۳۱) میں حسن قرار دیا ہے۔

(۲)ترمذی۵/۵۰۲، حدیث نمبر:(۳۴۴۸)واحمد۲/ ۲۵۸۔

لہٰذا ان لوگوں کی بد دعاؤں سے بچنا چاہئے کیوں کہ ان کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

۶ - روزہ دار کی دعاء:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے:

"ثلاثة لا ترد دعوتهم: الصائم حتى يفطر، والإمام العادل، ودعوة المظلوم يرفعها الله فوق الغمام، ويفتح لها أبواب السماء، ويقول الرب: وعزتي لأنصرنک ولو بعد حين"(۱)۔

تین لوگوں کی دعائیں رد نہیں ہوتیں: روزہ دار کی یہاں تک کہ وہ افطار کرلے، انصاف پرور حاکم کی، اور مظلوم کی دعاء کو اللہ تعالیٰ

(۱) ترمذی (انہی الفاظ کے ساتھ) ۵/ ۵۷۸، حدیث نمبر: (۳۵۹۸)، امام ترمذی نے اس حدیث کو ایک دوسری سند سے (اپنے شیخ کے بعد) بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے لیکن اس میں: "**الصائم حين يفطر**" کے الفاظ ہیں، ۴/۶۷۲، حدیث نمبر: (۲۵۲۶) شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس روایت کو صحیح سنن الترمذي (۲/۳۱۱) میں صحیح قرار دیا ہے، وابن ماجہ ۱/ ۵۵۷، نیز اسے امام بغوی نے بھی روایت کیا ہے، ۵/ ۱۹۶۔

بدلیوں کے اوپر اٹھاتا ہے اور اس کے لئے آسمان کے دروازے کھولتا ہے اور فرماتا ہے: میری عزت کی قسم! میں تیری ضرور مدد کروں گا گرچہ ایک مدت کے بعد۔

۷- روزہ دار کی دعاء جب وہ افطار کرتا ہے:

۸- انصاف پرور حاکم (امام وقت):

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جنت اور اس کی نعمتوں کے سلسلہ میں نبی کریم سے روایت کردہ اپنی طویل حدیث کے اخیر میں فرماتے ہیں:

"... ثلاثة لا ترد دعوتهم: الإمام العادل ، والصائم حين يفطر، ودعوة المظلوم يرفعها فوق الغمام، وتفتح لها أبواب السماء، و يقول الرب عز وجل: وعزتي لأنصرنک ولو بعد حين"(۱)۔

تین لوگوں کی دعائیں رد نہیں ہوتیں: انصاف پرور حاکم کی، روزہ دار کی جب وہ افطار کرتا ہے، اور مظلوم کی دعاء کو اللہ تعالیٰ بدلیوں کے

(۱) ترمذي، ۴/۶۷۲، حدیث نمبر: (۲۵۲۶) شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح الترمذي (۲/۳۱۱) میں صحیح قرار دیا ہے۔

اوپر اٹھاتا ہے اور اس کے لئے آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور رب عزوجل فرماتا ہے: میری عزت کی قسم! میں تیری ضرور مدد کروں گا گرچہ ایک مدت کے بعد۔

اورحضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے:

''**إن للصائم عند فطره لدعوة ما ترد**'' (۱)۔

بے شک روزہ دار کے لئے اس کے افطار کے وقت ایک دعاء ہے جو رد نہیں کی جاتی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے:

''**ثلاثة لا يرد دعاؤهم: الذاكر لله كثيراً، ودعوة المظلوم، والإمام المقسط**'' (۲)۔

تین لوگوں کی دعاء رد نہیں کی جاتی: اللہ کا کثرت سے ذکر کرنے والا،

---

(۱) ابن ماجہ ۱/۵۵۷، اور حافظ ابن حجر نے اسے ''الأذکار'' کی تخریج میں حسن قرار دیا ۴/۳۴۲۔

(۲) شعب الایمان للبیہقی ۲/۳۹۹، شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے سلسلة الأحادیث الصحیحة (۳/۲۱۲، حدیث نمبر: ۱۲۱۱) میں حسن قرار دیا ہے۔

مظلوم کی دعاء، اور انصاف پرور امام (حاکم) کی دعاء۔

۹- نیک اولاد کی دعاء:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے:

''**إذا مات الإنسان انقطع عمله إلا من ثلاث: إلا من صدقةٍ جاريةٍ، أو علمٍ ينتفع به، أو ولدٍ صالحٍ يدعو له**''(۱)۔

جب انسان مرجاتا ہے تو اس سے اس کے اعمال کا سلسلہ منقطع ہوجاتا ہے، سوائے تین چیزوں کے: صدقۂ جاریہ، یا کوئی علم جس سے فائدہ اٹھایا جائے، یا نیک اولاد جو اس کے لئے دعاء کرے۔

۱۰- نیند سے بیدار ہونے والے کی دعاء جب وہ دعاء ماثور پڑھے:

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جو شخص رات میں بیدار ہوا اور کہے:

''**لا إله إلا الله وحده ، لا شريك له ، له الملك، وله الحمد، وهو على كل شيءٍ قدير، الحمد لله ، وسبحان الله، ولا إله إلا الله ، والله أكبر، ولا حول ولا قوة إلا بالله**''.

---

(۱) مسلم ۳/۱۲۵۵۔

اللہ واحد کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہت ہے، اسی کے لئے تمام تعریفیں ہیں، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں، اور اللہ کی ذات پاک ہے، اور اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں، اور اللہ سب سے بڑا ہے، اور اللہ کی توفیق کے بغیر کوئی تصرف اور کوئی قوت واختیار نہیں۔

اور پھر کہے:

"**اللهم اغفر لي**" (اے اللہ تو مجھے بخش دے)۔

یا دعاء کرے تو اس کی دعاء قبول ہو جائے گی اور اگر عزم وہمت کرے اور وضو کرے اور نماز پڑھے تو اس کی نماز قبول ہوگی (۱)۔

۱۱- پریشان حال کی دعاء:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿أَمَّنْ يُجِيْبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْءَ﴾ (۲)۔

---

(۱) بخاری، حدیث نمبر: (۱۱۵۴) وترمذی (انہی الفاظ کے ساتھ) مگر اس میں "اللھم" کے بجائے "رب" کا لفظ ہے، حدیث نمبر: (۳۴۱۴)۔

(۲) سورۃ النمل: ۶۲۔

کون ہے جو بے کس ومجبور کی پکار کو سن کر قبول کرتا ہے' جب وہ اسے پکارتا ہے، اور اس کی مصیبت کو دور کرتا ہے۔

جو دلائل اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ بے کسی وبے چارگی قبولیت دعاء کے قوی ترین اسباب میں سے ہے ان میں سے ان تین افراد کی وہ حدیث بھی ہے جو سونے کے لئے غار میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئے تھے، اور غار کے منہ پر ایک چٹان آ گری تھی اور غار کے منہ کو بند کر دیا تھا، تو ان میں سے بعض نے بعض سے کہا: اپنے ایسے اعمال کو دیکھو جنھیں تم نے خالص اللہ کے لئے کیا ہو اور اس کے وسیلہ سے اللہ سے دعاء کرو، ممکن ہے اللہ تعالیٰ تم سے اس مصیبت کو دور کر دے، تو انھوں نے اپنے اعمال صالحہ کے وسیلہ سے اللہ سے دعاء کی، چنانچہ چٹان کھسک گئی اور وہ نکل کر چل پڑے (۱)۔

اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ عرب کے کسی قبیلہ کے پاس ایک کالی کلوٹی لونڈی تھی، (۲) انھوں نے اسے آزاد کر دیا تھا اور وہ

---

(۱) بخاری کتاب الادب، باب اجابۃ دعاء من بر والدیہ، حدیث نمبر: (۵۹۷۴) ومسلم ۴/۲۰۹۹۔

(۲) اور بخاری کی ایک دوسری روایت (حدیث نمبر: ۳۸۳۵) میں "بعض عرب کی ایک کالی کلوٹی عورت نے اسلام قبول کیا" کے الفاظ ہیں۔

انھیں کے ساتھ رہتی تھی، (ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ) قبیلہ کی ایک لڑکی نکلی جس کا کمر بند سرخ تسموں کا تھا، اس نے وہ کمر بندا تار دیا، یا اس سے وہ گر گیا، ایک چیل کا وہاں سے گزر ہوا، وہ کمر بند پڑا ہوا تھا، چنانچہ اس چیل نے (لال) گوشت سمجھ کرا چک لیا، قبیلہ والوں نے (لونڈی پر چوری کا الزام لگا کر) تلاشی لینی شروع کی، یہاں تک کہ اس کی (اگلی) شرمگاہ تک کی تلاشی لے لی، اس لونڈی نے کہا: اللہ کی قسم! میں ابھی ان کے پاس کھڑی ہی تھی کہ چیل وہاں سے گزری اور اس نے وہ کمر بند گرا دیا، اور وہ انھیں کے درمیان گرا، لونڈی کہتی ہے کہ میں نے کہا: تم لوگ اسی کی چوری کا مجھ پر الزام لگا رہے تھے، تم نے میرے بارے میں چوری کا گمان کیا تھا جب کہ میں اس سے بری تھی، لے لو اپنا تسمہ، لونڈی نے کہا کہ پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور اسلام قبول کرلیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: اس کے لئے مسجد میں ایک خیمہ یا جھوپڑی بنائی گئی تھی، وہ لونڈی کبھی کبھی میرے پاس آتی تھی اور مجھ سے گفتگو کرتی تھی، حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ: جب وہ لونڈی میرے پاس آتی تو یہ شعر ضرور پڑھتی:

ویوم الوشاح من تعاجیب ربنا ألا إنه من بلدة الکفر أنجاني

ترجمہ: اور کمر بند کا دن ہمارے رب کے عجائب میں سے ہے، سنو! اسی نے مجھے کفرستان سے نجات دلائی ہے۔

عائشہ فرماتی ہیں کہ: میں نے اس لونڈی سے کہا: تیرا کیا معاملہ ہے کہ جب بھی تو میرے پاس آکر بیٹھتی ہے یہ شعر ضرور پڑھتی ہے؟ فرماتی ہیں کہ اس پر اس لونڈی نے مجھے یہ ساری کہانی کہہ سنائی (۱)۔

یہ اس کے اسلام لانے کا سبب تھا، چنانچہ بسا اوقات بعض ضرر رساں چیزیں بھی مفید ہوتی ہیں۔

۱۲- اللہ کا ذکر کرکے پاک حالت میں رات گزارنے والے کی دعاء:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

"ما من مسلم يبيت على ذكر الله طاهراً فيتعار من الليل فيسأل الله خيراً من الدنيا والآخرة إلا أعطاه الله إياه"(۲)۔

---

(۱) بخاری، حدیث نمبر: (۴۳۹، و ۳۸۳۵)۔

(۲) ابوداؤد، حدیث نمبر: (۵۰۴۲)، واحمد ۴/۱۱۴، اور شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح ابوداؤد (۹۵۱/۳) اور صحیح الترغیب والترهیب (۱/ ۲۴۵) میں صحیح قرار دیا ہے۔

جو بھی مسلمان اللہ کا ذکر کر کے پاک حالت میں رات گزارتا ہے، پھر رات میں بیدار ہو کر اللہ سے دنیا و آخرت کی خیر و بھلائی کا سوال کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اس کا مطلوب عطا فرما دیتا ہے۔

۱۳- مچھلی والے (یونس علیہ السلام) کی دعاء کے ذریعہ مانگنے والے کی دعاء:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَذَا النُّوْنِ إِذْ ذَّهَبَ مُغَاْضِباً فَظَنَّ أَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَاْدَى فِي الظُّلُمَاْتِ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَاْنَكَ إِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظَّاْلِمِيْنَ، فَاسْتَجَبْنَاْ لَهُ وَنَجَّيْنَاْهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذَلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (۱)۔

اور مچھلی والے (یونس علیہ السلام) کو یاد کرو، جب وہ غصہ سے نکل کر گئے اور سوچا کہ ہم انہیں پکڑ نہ سکیں گے، بالآخر وہ اندھیروں کے اندر سے پکار اٹھے کہ ''الٰہی تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو پاک ہے، بیشک میں ظالموں میں سے ہو گیا''، تو ہم نے ان کی پکار سن لی، اور انہیں غم

(۱) سورۃ الانبیاء: ۸۷، ۸۸۔

سے نجات دے دی، اور ہم مومنوں کو اسی طرح نجات دیا کرتے ہیں۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''دعوة ذي النون إذ دعا بها وهو في بطن الحوت: ﴿لَاْ إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَاْنَكَ إِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظَّاْلِمِيْنَ﴾، فإنه لم يدع بها رجل مسلم في شيءٍ قط إلا استجاب الله له'' (۱)۔

مچھلی والے (حضرت یونس علیہ السلام) نے جو دعا اس وقت کی تھی جب وہ مچھلی کے شکم میں تھے، یہ تھی: **﴿لَاْ إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَاْنَكَ إِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظَّاْلِمِيْنَ﴾** اے اللہ تیرے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں،

(۱) ترمذي ۵/ ۵۲۹، ومسند احمد ۱/ ۱۷۰، وحاکم ۱/ ۵۰۵، وامام حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور امام ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے، عبد القادر الاناؤوط نے ''الکلم الطیب'' کی تخریج (ص: ۸۶) میں فرمایا ہے کہ حدیث امام حاکم و امام ذہبی کے قول کے مطابق (صحیح) ہے نیز حافظ ابن حجر نے اسے حسن قرار دیا ہے، اور شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح الترمذي (۳/ ۱۶۸) میں صحیح قرار دیا ہے، نیز دیکھئے: اس کتاب کا ص: (۱۴۳)۔

تیری ذات پاک ہے، بے شک میں ظلم کرنے والوں میں سے ہوں، جو بھی مسلمان کسی بھی چیز میں یہ دعاء پڑھتا ہے اس کی دعاء ضرور قبول ہوتی ہے۔

۱۴-مصیبت زدہ کی دعا جب وہ دعاء ماثور پڑھے:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جس بندہ کو کوئی مصیبت پہنچے اور وہ کہے:

''إنا لله وإنا إليه راجعون، اللهم اجرني في مصيبتي و أخلف لي خيراً منها''۔

بے شک ہم اللہ کے لئے ہیں اور اللہ ہی کی طرف ہم لوٹنے والے ہیں، اے اللہ مجھے میری مصیبت میں اجر عطا فرما، اور مجھے اس سے بہتر جانشین عطا فرما۔

تو اللہ تعالیٰ اسے اس کی مصیبت میں اجر دے گا اور اسے اس سے بہتر جانشین عطا فرمائے گا۔

حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں: چنانچہ جب ابوسلمہ کی وفات ہوئی تو میں نے ویسے ہی کہا جیسے اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے کہنے کا حکم دیا تھا، تو اللہ تعالیٰ نے

مجھے ابوسلمہ سے بہتر خلف (جانشین) یعنی رسول اللہ ﷺ عطا فرمایا(۱)۔

۱۵-اسم اعظم کے ذریعہ دعا کرنے والے کی دعاء:

حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو کہتے ہوئے سنا:

''اللهم إني أسألک بأني أشهد أنک أنت الله ، لا إله إلا أنت الأحد الصمد الذي لم يلد ولم يولد، ولم يكن له كفواً أحد''۔

اے اللہ! میں تجھ سے اس وسیلہ سے سوال کرتا ہوں کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ تو ہی اللہ ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو تنہا اور بے نیاز ہے جس نے نہ تو کسی کو جنا ہے اور نہ ہی جنا گیا ہے، اور نہ ہی کوئی اس کا ہمسر اور مقابل ہے۔

راوی کہتے ہیں کہ (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''والذي نفسي بيده لقد سأل الله باسمه الأعظم الذي إذا دعي به أجاب، وإذا سئل به أعطى'' (۲)۔

---

(۱) مسلم ۲/۶۳۲، حدیث نمبر: (۹۱۸)۔

(۲) ترمذي ۵/۵۱۵، وابوداؤد ۲/۷۹، واحمد ۵/۳۶۰، وابن ماجہ ۲/۱۲۶۷، وحاکم ۱/۵۰۴، شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح الترمذي (۳/۱۶۳) میں صحیح قرار دیا ہے۔

اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! حقیقت میں اس شخص نے اللہ سے اس کے عظیم ترین نام کے وسیلہ سے سوال کیا ہے کہ جب اس کے واسطہ سے اللہ سے دعاء کی جاتی ہے تو وہ قبول کر لیتا ہے اور جب اس کے واسطہ سے سوال کیا جاتا ہے تو عطا فرماتا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے راویت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا، پھر اس نے یوں دعاء کی:

''اللهم إني أسألک بأن لک الحمد، لا إله إلا أنت المنان بديع السماوات والأرض، يا ذا الجلال والإكرام ، يا حي يا قيوم''۔

اے اللہ! میں تجھ سے اس وسیلہ سے سوال کرتا ہوں کہ تمام تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں، تیرے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں، تو احسان فرمانے والا، آسمانوں اور زمین کو از سر نو وجود بخشنے والا ہے، اے جلال وعظمت اور کرم والے، اے ہمیشہ زندہ رہنے والے، اے تھامنے والے۔

تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''لقد دعا الله باسمه العظيم الذي إذا دعي به أجاب، وإذا سئل به أعطى'' (۱)۔

حقیقت میں اس شخص نے اللہ سے اس کے عظیم نام کے وسیلہ سے دعاء کی ہے کہ جب اس کے واسطہ سے اللہ سے دعاء کی جاتی ہے تو وہ قبول کر لیتا ہے اور جب اس کے واسطہ سے سوال کیا جاتا ہے تو عطا فرماتا ہے۔

۱۶- والدین کے حق میں نیک اولاد کی دعاء:

حضرت امام مالک سے روایت ہے، وہ یحیٰی بن سعید سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے: ''بے شک آدمی اپنے مرنے کے بعد اپنی اولاد کی دعاء کے ذریعہ بلند کیا جاتا ہے''، اورسعید نے اپنے ہاتھ سے آسمان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے دونوں ہاتھوں کو اوپر اٹھایا (۲)۔

---

(۱) ابوداؤد ۲/ ۸۰، وترمذی ۵/ ۵۵۰، وابن ماجہ ۲/ ۱۲۶۸، ونسائی ۳/ ۵۲، اور شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح النسائی (۱/ ۲۷۹) میں صحیح قرار دیا ہے۔

(۲) موطأ امام مالک ۱/ ۲۱۷، محقق عبدالباقی فرماتے ہیں: ابن عبدالبر نے فرمایا کہ یہ چیز رائے اور اجتہاد سے نہیں معلوم ہو سکتی، یہ جید سند سے مروی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”إن الله ليرفع الدرجة للعبد الصالح في الجنة، فيقول: يا رب أنى لي هذه؟ فيقول: باستغفار ولدک لک“(۱)۔

بے شک اللہ تعالیٰ جنت میں نیک بندے کا درجہ بلند فرماتا ہے،تو بندہ کہتا ہے: اے میرے رب! مجھے یہ مرتبہ کیونکر ملا؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:تمہاری اولاد کےتمہارےحق میں استغفار کرنے کی وجہ سے۔

اورحضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”إذا مات الإنسان انقطع عمله إلا من ثلاثة: إلا من صدقةٍ جاريةٍ، أو علمٍ ينتفع به، أو ولدٍ صالحٍ يدعو له“ (۲)۔

---

(۱) مسند احمد ۲/ ۵۰۹، اورامام ابن کثیر نے اس حدیث کی سند کو اپنی تفسیر میں صحیح قرار دیا ہے، ۴/۲۴۳۔

(۲) مسلم ۳/ ۱۲۵۵، کتاب الوصیۃ باب مایلحق الانسان من الثواب بعد وفاتہ، حدیث نمبر: (۱۶۳۱)۔

جب انسان مرجاتا ہےتو اس سے اس کے اعمال کا سلسلہ منقطع ہوجاتا ہے،سوائے تین چیزوں کے: صدقۂ جاریہ، یا کوئی علم جس سے فائدہ اٹھایا جائے، یا نیک اولاد جو اس کے لئے دعاء کرے۔

اسی ضمن مین تین افراد کی وہ حدیث بھی ہےجن پر چٹان کھسک کرآ گری تھی، ان میں سے ایک شخص ایسا تھا جو اپنے والدین کی اطاعت کرنے والا تھا، اس نے اس نیک عمل کے واسطہ سے دعاء کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی دعاء قبول فرمائی (۱)۔

نیز اسی قبیل سے نبی کریم ﷺ کا سب سے افضل تابعی (اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ) کے سلسلہ میں خبر دینا بھی ہے کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ پر کوئی قسم کھالیں گےتو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو پوری کردے گا، اورسبب یہ ہوگا کہ ان کی والدہ ہوں گی جن کی وہ اطاعت گزاری کریں گے۔

چنانچہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کوفرماتے ہوئے سنا:

”يأتي عليكم أويس بن عامر مع أمداد أهل اليمن، من

---

(۱) بخاری ۴/ ۳۷، ومسلم ۴/ ۲۰۹۹۔

مراد، ثم من قرن، كان به برص فبرأ منه إلا موضع درهم ، له والدة هو بها بر، لو أقسم على الله لأبره، فإن استطعت أن يستغفر لک فافعل'' (۱)۔

تمہارے پاس اویس بن عامر اہل یمن کے امداد کے ساتھ آئیں گے، وہ قبیلۂ مراد پھر قبیلۂ قرن سے ہوں گے، انہیں برص کی بیماری تھی، پھر ٹھیک ہوگئے، سوائے ایک درہم کے بقدر، ان کی والدہ ہوں گی جن کے ساتھ وہ بڑے نیک اور حسن سلوک کرنے والے ہوں گے، اگر وہ اللہ پر کوئی قسم کھالیں گے تو اللہ ان کی قسم کو پوری کردے گا، لہٰذا اگر تم سے ہوسکے کہ تم ان سے بخشش کی دعاء کراؤ تو ضرور کروانا۔

۱۷- حاجی کی دعاء۔

۱۸- عمرہ کرنے والے کی دعاء۔

۱۹- اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی دعاء۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی کریم ﷺ سے

(۱) مسلم ۴/ ۱۹۶۸، کتاب فضائل الصحابة باب فضائل أويس القرني، حدیث نمبر (۲۵۴۲)۔

روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

''الغازي في سبيل الله، والحاج، والمعتمر وفد الله: دعاهم فأجابوه، وسألوه فأعطاهم'' (۱)۔

اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا، حاجی، اور عمرہ کرنے والا یہ اللہ کی جماعت ہیں، انھیں اللہ نے بلایا تو انھوں نے لبیک کہا، اور انھوں نے اللہ سے مانگا تو اللہ نے انہیں عطا فرمایا۔

۲۰- اللہ کا کثرت سے ذکر کرنے والے کی دعاء:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''ثلاثة لا يرد دعاؤهم: الذاكر لله كثيراً، و دعوة المظلوم، والإمام المقسط'' (۲)۔

(۱) ابن ماجہ، حدیث نمبر: (۲۸۹۳) شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح ابن ماجہ (۲/ ۱۴۹) اور سلسلة الاحادیث الصحیحة (حدیث نمبر: ۱۸۲) ۴/ ۴۳۳ میں حسن قرار دیا ہے۔

(۲) شعب الایمان للبیهقي ۲/ ۳۹۹، وطبرانی کتاب الدعاء، حدیث نمبر: (۱۲۱۱) اور شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے سلسلة الأحادیث الصحیحة (۳/ ۲۱۱، حدیث نمبر: ۱۲۱۱) میں حسن قرار دیا ہے۔

تین لوگوں کی دعاء رد نہیں کی جاتی: اللہ کا کثرت سے ذکر کرنے والا، مظلوم کی دعاء، اور انصاف پرور امام (حاکم) کی دعاء۔

۲۱-اللہ کے محبوب اور پسندیدہ بندہ کی دعاء:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"إن الله تعالىٰ قال: من عاد لي ولياً فقد آذنته بالحرب، وما تقرب إلي عبدي بشيءٍ أحب إلي مما افترضته عليه، وما يزال عبدي يتقرب إلي بالنوافل حتى أحبه، فإذا أحببته كنت سمعه الذي يسمع به، وبصره الذي يبصر به، ويده التي يبطش بها، ورجله التي يمشي بها، وإن سألني لأعطينه، ولئن استعاذني لأعيذنه، وما ترددت عن شيء أنا فاعله ترددي عن نفس المؤمن يكره الموت وأنا أكره مساءته"(۱)۔

بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جس نے میرے کسی دوست سے دشمنی

(۱) بخاری، کتاب الرقائق باب التواضع، حدیث نمبر: (۶۵۰۲)۔

کی میں اس سے اعلان جنگ کرتا ہوں، اور میرے فرائض سے بڑھ کر مجھے کوئی چیز محبوب نہیں ہے جس سے میرا بندہ میرا قرب حاصل کرے، اور میرا بندہ مسلسل نوافل کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں، اور جب اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں، جس سے وہ پکڑتا ہے، اور اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے، اگر وہ مجھ سے مانگے تو ضرور عطا کرتا ہوں، میری پناہ کا طالب ہو تو اسے پناہ دیتا ہوں، مجھے جو کام کرنا ہوتا ہے اس سے میرے اندر اس درجہ تردد نہیں ہوتا جس درجہ اس مومن کی روح قبض کرنے سے ہوتا ہے، جسے موت ناپسند ہوتی ہے، اور مجھے بھی اسے تکلیف دینا پسند نہیں ہوتا۔

یہ محبوب اور اللہ کا مقرب بندہ اللہ کے نزدیک جس کا بڑا عظیم مقام ومرتبہ ہے جب وہ اللہ سے کسی چیز کا سوال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے عطا فرماتا ہے، اور اگر وہ کسی چیز سے اس کی پناہ مانگتا ہے تو وہ اسے پناہ دیتا ہے، اور اگر اس

سے دعاء کرتا ہے تو اللہ اس کی دعاء قبول کرتا ہے، چنانچہ وہ اپنے رب عز وجل کے نزدیک اپنی کرامت کے ذریعہ دعاء کی قبولیت والا شخص ہوجاتا ہے، (یعنی وہ جو بھی دعاء کرتا ہے اللہ کے یہاں قبول ہوتی ہے)۔

سلف صالحین میں سے بے شمار لوگ دعاء کی قبولیت کے لئے معروف تھے(۱)۔

صحیحین میں ہے کہ ربیع بنت النضر نے ایک لونڈی کا دانت توڑ دیا، چنانچہ ان کے گھر والوں نے لونڈی کے ذمہ داروں سے دیت لینے کی پیشکش کی ٗتو انھوں نے انکار کر دیا، پھر ان سے معافی کا مطالبہ کیا تو بھی انھوں نے انکار کر دیا، بالآخر رسول اللہ ﷺ نے ان کے درمیان قصاص کا فیصلہ فرمایا، انس بن النضر نے کہا: ''کیا ربیع کا دانت توڑا جائے گا؟'' اللہ کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اس کا دانت نہیں توڑا جاسکتا، چنانچہ لوگ دیت لینے پر راضی ہوگئے، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''إن من عباد الله من لو أقسم على الله لأبره''(۲)۔

(۱) دیکھئے: جامع العلوم والحکم ۲/ ۳۴۸۔

(۲) بخاری، حدیث نمبر: (۲۷۰۳) ومسلم، حدیث نمبر: (۱۶۳۵) وغیرہما۔

اللہ کے بندوں میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں کہ اگر وہ اللہ پر کوئی قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم پوری کر دیتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

''كم من ضعيف متضعف ذي طمرين لو أقسم على الله لأبره، منهم البراء بن مالک'' (۱)۔

کتنے کمزور' اور لوگوں کی نگاہ میں حقیر اور دو پھٹے پرانے کپڑے والے ایسے ہیں کہ اگر وہ اللہ پر قسم کھالیں تو اللہ ان کی قسم کو پوری کر دیتا ہے، انہی میں سے براء بن مالک بھی ہیں۔

اور ترمذی میں حدیث کے الفاظ یوں ہیں:

''كم من أشعث أغبر ذي طمرين لا يؤبه له، لو أقسم على الله لأبره، منهم البراء بن مالک'' (۲)۔

(۱) حاکم، اور اسے صحیح قرار دیا ہے، اور امام ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے، ۳/۲۹۲۔

(۲) ترمذي ۵/۶۹۳، حدیث نمبر (۳۸۵۴) اور امام ترمذی نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے، اور شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح الترمذي (۳/۲۳۹) میں صحیح قرار دیا ہے۔

کتنے پراگندہ بال، غبار آلود جسم، دو پھٹے پرانے کپڑے والے جن کی پروا نہیں کی جاتی (اہمیت نہیں دی جاتی) ایسے ہیں کہ اگر وہ اللہ پر قسم کھالیں تو اللہ ان کی قسم پوری کر دیتا ہے، انہی میں سے براء بن مالک بھی ہیں۔

چنانچہ جب میدان جہاد میں مسلمانوں پر جنگ دشوار ہو جاتی تو لوگ کہتے: اے براء! اپنے رب پر قسم کھائیے، تو وہ کہتے: اے میرے رب! میں تجھ پر قسم کھاتا ہوں کہ ہمیں دشمنوں کی گردنیں عطا فرما، چنانچہ دشمن شکست کھا جاتے، جب تستر کا دن تھا تو انھوں نے فرمایا: اے میرے رب میں تجھ پر قسم کھاتا ہوں کہ ہمیں دشمنوں کے کندھے عطا فرما اور مجھے پہلا شہید بنا، چنانچہ مسلمانوں کو دشمنوں کی گردنیں حاصل ہوئیں اور براء شہید کر دیئے گئے (۱)۔

علامہ ابن رجب رحمہ اللہ نے ''جامع العلوم والحکم'' میں اللہ تعالیٰ کے اپنے بے شمار مومن بندوں کی دعاؤں کی قبولیت کی بہ کثرت مثالیں ذکر کی ہیں (۲)۔

---

(۱) الحلیة لابی نعیم ۱/ ۳۵۰، نیز دیکھئے: اسد الغابة ۱/۱۷۲، والبدایة والنھایة لابن کثیر ۷/ ۹۵۔

(۲) دیکھئے: جامع العلوم والحکم، ص: (۳۴۸-۳۵۶)۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''الفرقان بین اولیاء الرحمٰن و اولیاء الشیطان'' میں اس سلسلہ کی بہت ساری باتیں ذکر کی ہیں (۱)۔

نیز ابوبکر بن ابی الدنیا نے اپنی کتاب ''کتاب مجابی الدعوة'' میں بڑے عظیم امور ذکر فرمائے ہیں (۲)۔

---

(۱) دیکھئے: ص: (۳۰۶-۳۲۰)۔

(۲) دعاؤں کی قبولیت کے (۱۳۰) واقعات ذکر فرمائیں ہیں، ص: (۱۷-۱۸)۔

ساتویں فصل:

دعاء کی اہمیت اور زندگی میں اس کا مقام ومرتبہ

پہلی بحث: بندوں کی اپنے رب کی طرف محتاجگی اور ضرورت۔

ساری مخلوق اپنے دینی ودنیوی امور میں فوائد کے حصول اور نقصانات کے دور کرنے میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی محتاج ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَاۗءُ اِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ﴾(۱)۔

---

(۱) سورۃ فاطر:۱۵۔

اے لوگو! تم اللہ کی طرف محتاج ہو، اور اللہ تعالیٰ ہی مالدار، لائق تعریف ہے۔

اس کی مزید وضاحت حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کی نبی کریم ﷺ سے روایت کردہ اس حدیث سے ہوتی ہے جسے آپ اپنے رب عز وجل سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ عز وجل نے فرمایا:

"یا عبادي إني حرمت الظلم على نفسي وجعلته بينكم محرماً فلا تظالموا، يا عبادي كلكم ضال إلا من هديته فاستهدوني أهدكم، يا عبادي كلكم جائع إلا من أطعمته فاستطعموني أطعمكم، يا عبادي كلكم عارٍ إلا من كسوته فاستكسوني أكسكم، يا عبادي إنكم تخطئون بالليل والنهار وأنا أغفر الذنوب جميعاً فاستغفروني أغفرلكم، يا عبادي إنكم لن تبلغوا ضري فتضروني، ولن تبلغوا نفعي فتنفعوني، يا عبادي لو أن أولكم وآخركم وإنسكم وجنكم كانوا على أتقى قلب رجل واحد منكم ما زاد ذلک في ملكي شيئاً، يا عبادي لو أن أولكم

وآخركم وإنسكم وجنكم كانوا على أفجر قلب رجل واحد منكم ما نقص ذلک من ملكي شيئاً، يا عبادي لو أن أولكم وآخركم وإنسكم وجنكم قاموا في صعيدٍ واحدٍ فسألوني فأعطيت كل واحدٍ مسألته ما نقص ذلک مما عندي إلا كما ينقص المخيط إذا أدخل البحر، يا عبادي إنما هي أعمالكم أحصيها لكم ثم أوفيكم إياها، فمن وجد خيراً فليحمد الله، ومن وجد غير ذلک فلا يلومن إلا نفسه" (۱)۔

اے میرے بندو! میں نے اپنے آپ پر ظلم کو حرام قرار دیا ہے اور اسے تمہارے درمیان بھی حرام کر دیا ہے، لہٰذا تم آپس میں ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو، اے میرے بندو! تم سب گمراہ ہو سوائے اس کے جسے میں ہدایت دے دوں، لہٰذا مجھ سے ہدایت مانگو میں تمہیں ہدایت دوں گا، اے میرے بندو! تم سب بھوکے ہو سوائے اس کے جسے میں کھانا کھلا دوں، لہٰذا مجھ سے کھانا مانگو میں تمہیں کھانا کھلاؤں گا، اے میرے

(۱) مسلم، حدیث نمبر: (۲۵۷۷) وغیرہ۔

بندو! تم سب ننگے ہو سوائے اس کے جسے میں کپڑا پہنا دوں، لہٰذا مجھ سے کپڑا مانگو میں تمہیں کپڑا پہناؤں گا، اے میرے بندو! تم سب رات و دن گناہ کرتے ہو، اور میں تمام گناہوں کو بخش دیتا ہوں، لہٰذا مجھ سے بخشش مانگو میں تمہیں بخش دوں گا، اے میرے بندو! تم لوگ مجھے نقصان پہنچانے کی حد تک ہرگز نہیں پہنچ سکتے کہ مجھے نقصان پہنچاؤ، اور تم مجھے نفع پہنچانے کی حد تک بھی نہیں پہنچ سکتے کہ مجھے نفع پہنچاؤ، اے میرے بندو! اگر تمہارا پہلا، تمہارا آخری، تمہارے انسان اور تمہارے جنات، سب کے سب تم میں سب سے زیادہ تقویٰ والے شخص کے دل کی طرح ہو جائیں تو اس سے میری بادشاہت میں کوئی اضافہ نہیں ہوگا، اور اے میرے بندو! اگر تمہارا پہلا، تمہارا آخری، تمہارے انسان اور تمہارے جنات سب کے سب تم میں سب سے فاجر و بدکار دل والے شخص کی طرح ہو جائیں تو اس سے میری بادشاہت میں کوئی کمی واقع نہ ہوگی، اور اے میرے بندو! اگر تمہارا پہلا، تمہارا آخری، تمہارے انسان اور تمہارے جنات سب کے سب ایک جگہ کھڑے ہو کر مجھ سے مانگیں اور میں ہر ایک کو اس کا مطلوب

عطا کر دوں، تو بھی جو کچھ میرے پاس ہے اس میں صرف اتنی ہی کمی واقع ہوگی جتنا سوئی کو سمندر میں ڈالنے سے (اس کے پانی میں) کمی آتی ہے، اے میرے بندو! یہ تمہارے اعمال ہیں جنھیں میں شمار کر رہا ہوں، پھر تمہیں اس کا پورا پورا بدلہ دوں گا، لہٰذا جو بھلائی پائے وہ اللہ کی تعریف کرے، اور جو اس کے علاوہ (یعنی شر و برائی) پائے وہ اپنے آپ ہی کو ملامت کرے۔

اس حدیث کا تقاضہ یہ ہے کہ ساری مخلوق اپنے دینی ودنیوی معاملات میں فوائد کے حصول اور برائیوں کے دور کرنے میں اللہ کی محتاج ہے، اور یہ کہ بندے اپنے لئے ان میں سے کسی بھی چیز کے مالک نہیں ہیں، اور یہ کہ اللہ تعالیٰ جسے ہدایت اور روزی سے نہ نوازے وہ دنیا میں ان دونوں چیزوں سے محروم ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے جس کے گناہوں کی مغفرت نہ فرما دے اس کی خطائیں اسے آخرت میں ہلاک کر دیں گی (۱)۔

(۱) جامع العلوم والحکم لابن رجب رحمہ اللہ ۲/ ۳۷۔

دوسری بحث: وہ اہم ترین امور جن کا بندہ اپنے رب سے سوال کرتا ہے۔

بندہ اپنے رب سے دین ودنیا کے معاملات میں ہر اس چیز کا سوال کرے جس کی اسے ضرورت ہو، کیوں کہ تمام خزانے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِنْ مِّنْ شَيْءٍ إِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهُ وَمَا نُنَزِّلُهُ إِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ﴾ (۱)۔

اور جتنی بھی چیزیں ہیں ان سب کے خزانے ہمارے پاس ہیں، اور ہم ہر چیز کو اس کے مقررہ انداز کے مطابق اتارتے ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ جسے عطا کرنا چاہے اسے کوئی روکنے والا نہیں، اور جسے نہ دینا چاہے اسے کوئی عطا کرنے والا نہیں، جیسا کہ نبی کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے:

"**اللهم لا مانع لما أعطيت ولا معطي لما منعت ولا ينفع**

(۱) سورۃ الحجر: ۲۱۔

ذا الجد منک الجد'' (۱)۔

اے اللہ! جسے تو عطا کرے اسے کوئی روکنے والا نہیں، اور جسے تو نہ دے اسے کوئی عطا کرنے والا نہیں، اور تجھ سے کسی مالدار کو اس کی مالداری نفع نہیں پہنچا سکتی۔

یعنی تجھ سے کسی مالدار کو اس کی مالداری نفع نہیں پہنچا سکتی، بلکہ ایمان اور اطاعت ہی نفع پہنچا سکتے ہیں (۲)۔

اور اللہ تعالیٰ کو یہ پسند ہے کہ بندے اپنے تمام دینی و دنیوی فوائد، مثلاً کھانے پینے کی اشیاء وغیرہ کا سوال اسی سے کریں، جیسا کہ اللہ سے ہدایت، بخشش اور دنیا و آخرت میں عفو و عافیت وغیرہ کا سوال کرتے ہیں (۳)۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاسْئَلُوْا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهِ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْماً﴾ (۴)۔

---

(۱) مسلم ۱/ ۴۱۵۔

(۲) النهاية في غريب الحديث لابن الأثير ۱/ ۲۴۴۔

(۳) دیکھئے: جامع العلوم والحکم لابن رجب، ۲/ ۳۸-۴۰۔

(۴) سورة النساء: ۳۲۔

اور اللہ سے اس کے فضل کا سوال کرو، بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔

حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''سلوا الله من فضله فإن الله يحب أن يسأل وأفضل العبادة انتظار الفرج'' (۱)۔

اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل کا سوال کرو، کیوں کہ اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند ہے کہ اس سے سوال کیا (مانگا) جائے، اور سب سے افضل عبادت کشادگی اور وسعت کا انتظار ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''ليسأل أحدكم ربه حاجته كلها حتى يسأل شسع نعله

---

(۱) ترمذي، حدیث نمبر: (۳۵۷۱) کتاب الدعوات، باب نمبر: (۱۱۶) شیخ عبد القادر ارناؤوط نے اس حدیث کو جامع الاصول کی تحقیق میں حسن قرار دیا ہے ۴/ ۱۶۶۔

إذا انقطع"(۱)۔

تم میں سے ہر ایک کو اپنی تمام ضرورتیں اللہ سے مانگنی چاہئے، یہاں تک کہ اگر جوتے کا تسمہ بھی ٹوٹ جائے تو اسے بھی اللہ ہی سے مانگنا چاہئے۔

لیکن بندے کو چاہئے کہ وہ ان اہم اور عظیم ترین امور کا خصوصی اہتمام کرے جن میں حقیقی سعادت و بھلائی کا راز مضمر ہے، ان میں سے چند اہم چیزیں حسب ذیل ہیں:

(۱)-اللہ تعالیٰ سے ہدایت کا سوال:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مَنْ يَهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ وَلِياً مُرْشِداً﴾ (۲)۔

(۱) ترمذی (مجھے اپنے نسخے میں یہ حدیث نہیں ملی)، شیخ عبدالقادر ارناؤوط نے جامع الاصول کی تحقیق (۱۶۶/۴) میں فرمایا ہے: "اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے (حدیث نمبر: ۳۶۰۷، ۳۶۰۸) کتاب الدعوات، باب نمبر (۱۴۹)، امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے، اور حدیث امام ترمذی کے قول کے مطابق (حسن) ہے"۔

(۲) سورۃ الکھف: ۱۷۔

اللہ تعالیٰ جسے ہدایت دے دے وہی ہدایت یافتہ ہے، اور وہ جسے گمراہ کردے تو آپ ہرگز اس کے لئے کارساز رہنما نہیں پا سکتے۔

ہدایت کی دو قسمیں ہیں:

۱- ہدایت مجمل: ہدایت مجمل ایمان واسلام کی ہدایت ہے، جو ہر مومن کو حاصل ہے۔

۲- ہدایت مفصل: ہدایت مفصل ایمان واسلام کے اجزاء کی تفصیلات کے علم ومعرفت کی اور ان کی انجام دہی پر مدد کی ہدایت کو کہتے ہیں، جس کا ہر مومن شب و روز محتاج اور ضرورتمند ہے، اسی لئے اللہ عز وجل نے اپنے بندوں کو نماز کی ہر ہر رکعت میں درج ذیل ارشاد باری پڑھنے کا حکم دیا ہے:

﴿ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾ (۱)۔

ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔

اور نبی کریم ﷺ اپنی رات کی نماز کے دعاء استفتاح میں یہ پڑھتے تھے:

"... **اهدني لما اختلف فيه من الحق بإذنك، إنك تهدي من تشاء إلى صراط مستقيم**"(۲)۔

(۱) سورۃ الفاتحۃ: ۶۔

(۲) مسلم ۵۳۴/۱، حدیث نمبر: (۷۷۰)۔

... مجھے اختلافی معاملات میں اپنے حکم سے حق کی رہنمائی فرما، بیشک تو جسے چاہتا ہے راہ راست کی رہنمائی فرماتا ہے۔

نیز نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو ہر نماز کے بعد یہ دعاء پڑھنے کی وصیت فرمائی:

''اللــــهم أعــــني على ذكرك وشــكرك وحسن عبادتك'' (۱)۔

اے اللہ! اپنے ذکر، اپنے شکر، اور اپنی بہترین عبادت کرنے میں میری مدد فرما۔

نیز آپ ﷺ اپنی رات کی نماز اس دعاء سے شروع فرماتے تھے:

''... اهدني لأحسن الأخلاق لا يهدي لأحسنها إلا أنت، واصرف عني سيئها لا يصرف عني سيئها إلا أنت'' (۲)۔

... اچھے اخلاق کی طرف میری رہنمائی فرما، اچھے اخلاق کی رہنمائی تو

(۱) ابوداؤد ۲/ ۸۶، نسائی ۳/ ۵۳، اور شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح ابوداؤد (۱/ ۲۸۴) میں صحیح قرار دیا ہے۔

(۲) مسلم ۱/ ۵۳۴، حدیث نمبر: (۷۷۱)۔

ہی کر سکتا ہے، اور برے اخلاق کو مجھ سے پھیر دے (دور فرما) برے اخلاق کو تو ہی پھیر سکتا ہے۔

اور نبی کریم ﷺ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ سے ہدایت اور راست بازی کا سوال کرنے کا حکم دیا:

''اللهم إني أسألك الهدى والسداد'' (۱)۔

اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت اور راست بازی کا سوال کرتا ہوں۔

اور آپ ﷺ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو قنوت وتر میں یہ دعاء پڑھنا سکھائی:

''اللهم اهدني فيمن هديت'' (۲)۔

اے اللہ! مجھے ہدایت یافتہ لوگوں میں شامل فرما۔

(۲)- اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی بخشش کا سوال کرنا:

کیوں کہ وہ اہم ترین چیزیں جنھیں بندے کو اپنے رب سے مانگنا چاہئے

(۱) مسلم ۴/ ۲۰۹، حدیث نمبر: (۲۷۲۵)۔

(۲) اس حدیث کو سنن اربعہ کے مصنفین نے روایت کیا ہے، اور شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ارواء الغلیل (۲/ ۱۷۲) اور صحیح سنن الترمذي (۱/ ۱۴۴) اور صحیح ابن ماجہ (۱/ ۱۹۴) میں صحیح قرار دیا ہے۔

ان میں سے گناہوں کی بخشش بھی ہے، یا جو چیزیں اس کو لازم ہیں، جیسے جہنم سے نجات، یا جنت میں داخلہ وغیرہ (۱)۔

بندہ اپنے گناہوں کی معافی اور اللہ سے بخشش مانگنے کا محتاج ہے، کیوں کہ وہ شب وروز غلطیاں کرتا ہے، اور اللہ تعالی تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے، اس مسئلہ کی اسی اہمیت وعظمت کے پیش نظر نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''یا أیها الناس توبوا إلی الله فاني أتوب في الیوم إلیه مائة مرة''(۲)۔

اے لوگو! اللہ کی طرف توبہ کرو، کیوں کہ میں دن میں سو مرتبہ اللہ سے توبہ کرتا ہوں۔

اور نسائی کے الفاظ ہیں:

''یا أیها الناس توبوا إلی الله واستغفروه فإني أتوب إلی الله وأستغفره كل یومٍ مائة مرةٍ أو أكثر من مائة مرةٍ''(۳)۔

---

(۱) جامع العلوم والحکم ۲/ ۴۱، ۴۰۴۔

(۲) مسلم ۴/ ۲۰۷۶۔

(۳) عمل الیوم واللیلۃ للنسائی ص: ۳۲۶، حدیث نمبر: (۴۴۴)۔

اے لوگو! اللہ سے توبہ کرو اور اس سے گناہوں کی بخشش مانگو، کیوں کہ میں دن میں سو مرتبہ یا سو سے زائد مرتبہ اللہ سے توبہ واستغفار کرتا ہوں۔

اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ: ہم شمار کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ ایک مجلس میں سو مرتبہ:

''رب اغفرلي وتب علي إنک أنت التواب الرحیم''(۱) کہتے تھے۔

ترجمہ: اے میرے رب! تو مجھے بخش دے اور میری توبہ قبول فرما، بے شک تو توبہ قبول کرنے والا، رحم کرنے والا ہے۔

اور ترمذی اور امام احمد کی ایک روایت کے الفاظ یوں ہیں:

''رب اغفرلي وتب علي إنک أنت التواب الغفور''(۲)۔

---

(۱) ابوداؤد، حدیث نمبر: (۱۵۱۶) وابن ماجہ، حدیث نمبر: (۳۸۱۴) اور شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح ابوداؤد (۱/ ۲۸۳) اور صحیح ابن ماجہ (۲/ ۳۲۱) میں صحیح قرار دیا ہے، ان الفاظ کے ساتھ امام احمد نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے ۱/ ۲۱۔

(۲) ترمذی، حدیث نمبر: (۳۴۴۴) امام احمد نے جامع ترمذی کے الفاظ سے روایت کیا ہے مگر اس میں ''التواب الرحیم'' یا ''التواب الغفور'' شک کے الفاظ ہیں ۱/ ۶۷۔

اے میرے رب! تو مجھے بخش دے اور میری توبہ قبول فرما، بے شک تو توبہ قبول کرنے والا، بخشنے والا ہے۔

نیز نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے یہ دعاء پڑھی:

"أستغفر الله العظيم الذي لا إله إلا هو الحي القيوم وأتوب إليه"۔

میں اس اللہ برتر سے بخشش مانگتا ہوں جس کے علاوہ کوئی سچا معبود نہیں، وہ ہمیشہ زندہ رہنے والا، تھامنے والا ہے اور میں اس کی طرف توبہ کرتا ہوں۔

تو اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا خواہ وہ میدان کارزار (جہاد) سے ہی کیوں نہ بھاگا ہو(۱)۔

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْءً اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْراً رَّحِيْماً﴾ (۲)۔

---

(۱) ابوداؤد،۲/ ۸۵، وترمذي (الفاظ اسی کے ہیں)،۵/ ۵٦۹، وحاکم، اور امام حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور امام ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے ۱/ ۵۱۱، اور شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح الترمذی (۳/ ۱۸۲) میں صحیح قرار دیا ہے، نیز دیکھئے: تحقیق الأرناؤوط لجامع الأصول ۴/ ۳۸۹۔

(۲) سورۃ النساء: ۱۱۰۔

جو برا عمل کرے، یا اپنے آپ پر ظلم کرے، پھر اللہ سے بخشش مانگے، تو وہ اللہ کو بخشنے والا مہربان پائے گا۔

نیز ارشاد ہے:

﴿وَاِنِّيْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحاً ثُمَّ اهْتَدٰى﴾ (۱)۔

اور بے شک میں اسے بخشنے والا ہوں جو توبہ کرے، اور ایمان لائے اور عمل صالح کرے، پھر راہ راست پر آجائے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

"قال الله تعالىٰ: يا ابن آدم إنک ما دعوتني ورجوتني غفرت لک على ما كان فيک ولا أبالي، يا ابن آدم لو بلغت ذنوبک عنان السماء ثم استغفرتني غفرت لک ولا أبالي، يا ابن آدم لو أتيتني بقراب الأرض خطايا ثم

---

(۱) سورۃ طٰہٰ: ۸۲۔

لقيتني لا تشرک بي شيئاً لأتيتک بقرابها مغفرة''(۱)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے ابن آدم! جب تک تو مجھے پکارتا رہے گا اور مجھ سے امیدیں وابستہ کئے رہے گا میں تجھے بخشتا رہوں گا' چاہے تیرا عمل کیسا بھی ہو اور میں کوئی پروانہیں کروں گا، اے ابن آدم! اگر تیرے گناہ آسمان کی بلندیوں تک پہنچ جائیں پھر تو مجھ سے بخشش مانگے تو میں تجھے بخش دوں گا اور کوئی پروا نہ کروں گا، اے آدم کے بیٹے! اگر تو میرے پاس زمین بھر گناہ لے کر آئے اور پھر تو مجھ سے اس حال میں ملے کہ تو نے میرے ساتھ کچھ بھی شریک نہ کیا ہو، تو میں تیرے پاس زمین (کی وسعتوں) بھر بخشش لے کر آؤں گا۔

اکثر و بیشتر استغفار کو توبہ کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے، ایسی صورت میں استغفار محض زبانی طور پر بخشش طلبی سے عبارت ہوتا ہے، اور توبہ قلوب و جوارح کے ذریعہ گناہوں کے ترک کرنے سے عبارت ہوتا ہے۔

(۱) ترمذي۴/۱۲۲، ودارمی۲/ ۲۳۰، اور شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح الجامع (۵/ ۵۴۸) میں حسن قرار دیا ہے، نیز دیکھئے: تحفۃ الأحوذي۹/ ۵۲۵، وجامع العلوم والحکم۲/ ۴۰۰-۴۱۸۔

اللہ تعالیٰ نے سورۂ آل عمران (۱) میں اس شخص کے گناہوں کی بخشش کا وعدہ فرمایا ہے جو اپنے گناہوں سے استغفار کرے اور اپنی بدعملی پر مصر نہ رہے، چنانچہ اسی لئے استغفار کے سلسلہ میں وارد تمام مطلق نصوص کو اس مقید پر محمول کیا جائے گا، رہی بات زبان سے استغفار کرنے کی جب کہ دل گناہ پر مصر رہے تو وہ محض ایک دعاء ہے جسے اگر اللہ چاہے تو قبول کرے اور چاہے تو رد کر دے، البتہ کبھی کبھی گناہوں پر اصرار (دعاء واستغفار کی) قبولیت سے مانع بھی ہوتا ہے(۲)۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

''ارحموا ترحموا، واغفروا يغفر الله لكم، ويل لأقماع القول (۳)، ويل للمصرين الذين يصرون على ما فعلوا

(۱) سورۃ آل عمران: ۱۳۵۔

(۲) جامع العلوم والحکم۲/ ۴۰۷-۴۱۱۔

(۳) ''أقماع'' قمع بروزن ضلع کی جمع ہے، ''قمع'' اس برتن کو کہا جاتا ہے جسے برتنوں کے اوپری حصہ پر سیال (بہنے والی) چیزیں مثلاً مشروبات یا تیل وغیرہ بھرنے کے لئے رکھا جاتا ہے، اس کی تشبیہ ان لوگوں کے کانوں سے دی گئی ہے جو محض باتوں کو سنتے ہیں لیکن نہ ان میں غور کرتے ہیں نہ ہی یاد ===

وهم يعلمون'' (۱)۔

لوگو! رحم کرو رحم کئے جاؤ گے، اور بخش دیا کرو اللہ تعالیٰ تمہیں بھی بخش دے گا، فضول باتوں کے لئے بربادی ہو، (گناہوں پر) اصرار کرنے والوں کے لئے بربادی ہو جو جاننے کے باوجود بھی اپنی بدعملی پر مصر رہتے ہیں۔

بندہ اگر ''**أستغفر الله وأتوب إليه**''، 'میں اللہ سے بخشش مانگتا ہوں اور اس سے توبہ کرتا ہوں' کہے تو اس کی دو حالتیں ہیں:

پہلی حالت: یہ ہے کہ آدمی یہ کلمہ کہے اور اس کا دل گناہ اور نافرمانی پر مصر ہو، تو ایسا شخص اپنے قول ''میں توبہ کرتا ہوں'' میں جھوٹا ہے، کیوں کہ اس نے توبہ نہیں کیا (بلکہ گناہ پر مصر ہے)، وہ اپنے سلسلہ میں خبر دے رہا ہے کہ اس

=== کرتے ہیں اور نہ ہی سمجھتے ہیں، بعینہ اس برتن (جسے عام زبان میں کپی کہا جاتا ہے) کی طرح جو ان چیزوں سے کوئی فائدہ نہیں اٹھاتا جو اس میں انڈیلی جاتی ہیں، بلکہ صرف وہ چیزیں اس سے گزر جاتی ہیں۔

(۱) احمد ۲/ ۱۶۵، ۲۱۹، وبخاری (الادب المفرد) حدیث نمبر: (۳۸۰) حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے ۱/ ۱۱۲، اور شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح الأدب المفرد (ص: ۱۵۱) اور سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ (حدیث نمبر: ۴۸۲) میں صحیح قرار دیا ہے۔

نے توبہ کیا ہے جب کہ اس نے توبہ نہیں کیا۔

دوسری حالت: یہ ہے کہ وہ اپنے دل سے معصیت کو ترک کرنے والا ہو، اور اللہ سے خالص توبہ کا سوال کرے، اور اپنے رب سے اس بات کا پختہ عہد و پیمان کرے کہ اب وہ کبھی گناہ کی طرف پلٹ کر نہ آئے گا، کیوں کہ اس چیز کا عزم کرنا اس پر واجب وضروری ہے، تو اس صورت میں اس کا ''میں اللہ سے توبہ کرتا ہوں'' کہنا اس کے فی الوقت کئے گئے عزم کی عکاسی کرتا (خبر دیتا) ہے (۱)۔

(۳) - اللہ سے جنت کا سوال کرنا اور جہنم سے اس کی پناہ مانگنا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص سے فرمایا: ''**ماتقول في الصلاة؟**'' ''تم نماز میں کس چیز کی دعاء کرتے ہو؟ اس شخص نے کہا: میں تشہد (**التحيات لله..**) پڑھتا ہوں، اور پھر اللہ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور جہنم سے اس کی پناہ مانگتا ہوں، لیکن اللہ کی قسم میں نہ آپ کی گنگناہٹ جانتا ہوں اور نہ ہی معاذ کی (یعنی میں نہیں جانتا کہ آپ اور معاذ اپنی نمازوں میں کیا دعاء کرتے

---

(۱) دیکھئے: جامع العلوم والحکم ۲/ ۴۱۰-۴۱۲۔

ہیں، ''**دندنة**'' کہتے ہیں کہ آدمی کوئی بات کہے جس کی گنگناہٹ تو سنائی دے لیکن سمجھ میں نہ آئے) تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''**حولها ندندن**''، یعنی ہم بھی اسی کے قریب قریب گنگناتے ہیں (۱)۔

(یعنی ہم بھی تمہاری ہی طرح اللہ سے جنت کا سوال کرتے ہیں اور جہنم سے اس کی پناہ مانگتے ہیں)۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''**من سأل الله الجنة ثلاث مراتٍ قالت الجنة: اللهم أدخله الجنة، ومن استجار من النار ثلاث مراتٍ قالت النار: اللهم أجره من النار**'' (۲)۔

جو شخص تین بار اللہ سے جنت مانگتا ہے، تو جنت کہتی ہے: اے اللہ اسے

(۱) ابوداؤد، حدیث نمبر: (۷۹۲، ۷۹۳) بروایت جابر و بعض دیگر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم، وابن ماجہ بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حدیث نمبر: (۹۱۰) اور شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح ابوداؤد (۱/۱۵۰) اور صحیح ابن ماجہ (۱/۱۵۰) میں صحیح قرار دیا ہے۔

(۲) ترمذي ۴/۷۰۰، وابن ماجہ ۲/۱۴۵۳، وغیرہما، اور شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح الترمذي (۲/۳۱۹) اور صحیح النسائی (۳/۱۱۲۱) میں صحیح قرار دیا ہے۔

جنت میں داخل فرمادے، اور جو شخص تین بار جہنم سے پناہ مانگتا ہے، تو جہنم کہتی ہے: اے اللہ اسے جہنم سے پناہ میں رکھ۔

حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سویا کرتا تھا، میں نے آپ کے لئے وضو کا پانی اور ضرورت کی دیگر اشیاء حاضر کیں، تو آپ نے مجھ سے فرمایا: ''مانگو''، میں نے عرض کیا: میں جنت میں آپ کی رفاقت کا سوال کرتا ہوں، آپ نے فرمایا: اور کچھ؟ میں نے کہا: ''بس یہی''، آپ نے فرمایا:

''**فأعني على نفسک بكثرة السجود**''۔

تو اپنے آپ پر سجدوں کی کثرت سے میری مدد کرو (۱)۔

یہ حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ کی کمال دانشمندی، اور سب سے عظیم اور باقی رہنے والے مقصد میں رغبت کی دلیل ہے، اور آپ ﷺ نے کثرت سجود کی طرف ان کی رہنمائی فرمائی، کیوں کہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: ''مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے جسے میں

(۱) مسلم ۱/۳۵۳، حدیث نمبر: (۴۸۹)۔

کروں، اوراس کے ذریعہ اللہ مجھے جنت میں داخل فرما دے''، یا عرض کیا: مجھے اللہ کے نزدیک سب سے محبوب عمل بتائیے،تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''عليک بکثرة السجود، فإنک لا تسجد لله سجدةً إلا رفعک الله بها درجةً وحط عنک بها خطيئة''(۱)۔

خوب سجدے کیا کرو، کیوں کہ تم جو بھی سجدہ کروگے اللہ اس کے ذریعہ تمہارا ایک درجہ بلند فرمائے گا اور ایک گناہ مٹائے گا۔

(۴)- اللہ سے دنیا وآخرت میں عفو اور عافیت کا سوال کرنا:

حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ،وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کہا: ''اے اللہ کے رسول ﷺ ! مجھے کوئی ایسی چیز سکھایئے جو میں اللہ سے مانگوں؟'' آپ نے فرمایا:''اللہ سے عافیت مانگو''، میں کچھ روز ٹھہرا پھر آپ کے پاس آیا اور عرض کیا، اے اللہ کے رسول ! مجھے کوئی ایسی چیز سکھایئے جو میں اللہ سے مانگوں؟ تو آپ نے مجھ سے فرمایا:

''يا عباس، يا عم رسول الله : سل الله العافية في الدنيا

(۱) مسلم،۱/۳۵۳،حدیث نمبر:(۴۸۸)۔

والآخرة'' (۱)۔

اے عباس ! اے اللہ کے رسول کے چچا! اللہ سے دنیا وآخرت میں عافیت کا سوال کیجئے۔

اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ نبی کریم ﷺ نے منبر پر فرمایا:

''سلوا الله العفو والعافية؛ فإن أحداً لم يعط بعد اليقين خيراً من العافية''(۲)۔

اللہ سے عفو اور عافیت کا سوال کرو؛ کیوں کہ کسی بھی شخص کو یقین کے بعد عافیت سے بہتر کوئی چیز نہیں دی گئی۔

(۵)- اللہ سے اس کے دین پر ثابت قدمی اور تمام معاملات میں نیک

(۱) ترمذی ۵/۵۳۴، حدیث نمبر:(۳۷۶۱) اور شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح الترمذي (۳/۱۷۰) میں صحیح قرار دیا ہے۔

(۲) ترمذی، حدیث نمبر:(۳۸۱۱) اور شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح الترمذي (۳/۱۸۰) اور صحیح ابن ماجہ (حدیث نمبر:۳۸۴۹) میں صحیح قرار دیا ہے، ان دونوں حدیثوں کی مسند احمد میں کچھ شواہد ہیں (ترتیب احمد شاکر) ۱/۱۵۶-۱۵۷، ترمذی، بروایت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، حدیث نمبر:(۳۸۴۶)، نیز دیکھئے: صحیح الترمذي ۳/۱۷۰،۱۸۰،۱۸۵۔

انجام کا سوال کرنا:

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

''إن قلوب بني آدم كلها بين اصبعين من أصابع الرحمن كقلبٍ واحدٍ يصرفه حيث شاء''۔

بے شک اولا د آدم کے تمام دل رحمٰن کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ایک دل کی طرح ہیں، وہ اسے جس طرح چاہتا ہے پھیرتا رہتا ہے۔

پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''اللهم مصرف القلوب صرف قلوبنا على طاعتک''(۱)۔

اے اللہ! دلوں کے پھیرنے والے، ہمارے دلوں کو اپنی اطاعت کی طرف پھیر دے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب ان سے پوچھا گیا کہ

---

(۱) مسلم ۴/ ۲۰۴۵، حدیث نمبر: (۲۶۵۴)۔

جب رسول اللہ ﷺ آپ کے پاس ہوتے تھے تو اکثر و بیشتر کیا پڑھتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: آپ اکثر یہ دعاء پڑھا کرتے تھے:

''يا مقلب القلوب ثبت قلبي على دينک''۔

اے دلوں کے پلٹنے والے! میرے دل کو اپنی اطاعت پر جما دے۔

فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا' اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا بات ہے کہ آپ اکثر و بیشتر **''يا مقلب القلوب ثبت قلبي على دينک''** ہی پڑھتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''يا أم سلمة، إنه ليس آدمي إلا وقلبه بين اصبعين من أصابع الله فمن شاء أقام، و من شاء أزاغ''(۱)۔

اے ام سلمہ! کوئی بھی آدمی نہیں ہے مگر اس کا دل اللہ کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ہے، چنانچہ وہ جسے چاہتا ہے سیدھا رکھتا ہے اور جسے چاہتا ہے موڑ دیتا ہے۔

---

(۱) ترمذي ۵/ ۲۳۸، واحمد ۴/۱۸۲، حاکم ۱/ ۵۲۵ و ۵۲۸، اور امام حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور امام ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے، اور شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح الترمذي (۳/۱۷۱) میں صحیح قرار دیا ہے۔

حضرت بسر بن ارطاۃ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ دعاء کرتے ہوئے سنا:

''اللهم أحسن عاقبتنا في الأمور كلها وأجرنا من خزي الدنيا وعذاب الآخرة''(۱)۔

اے اللہ! تمام معاملات میں ہمارے انجام کو اچھا کردے، اور ہمیں دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے بچا۔

(۶)- اللہ تعالیٰ سے نعمت کی ہمیشگی کا سوال کرنا اور نعمت کے زوال سے پناہ مانگنا:

سب سے بڑی نعمت دین کی نعمت ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے:

''اللهم أصلح لي ديني الذي هو عصمة أمري، وأصلح لي دنياي التي فيها معاشي، وأصلح لي آخرتي التي إليها معادي، واجعل الحياة زيادةً لي في كل خيرٍ،

(۱) احمد ۴/ ۱۸۱، امام ہیثمی نے اس حدیث کو مجمع الزوائد (۱۰/ ۱۷۸) میں المعجم الکبیر للطبرانی کی طرف منسوب کیا ہے، اور فرمایا ہے کہ مسند احمد کے تمام راوی اور المعجم الکبیر للطبرانی کی ایک سند کے راوی ثقہ (قابل اعتماد) ہیں۔

واجعل الموت راحةً لي من كل شرٍ''(۱)۔

اے اللہ! میرے لئے میرے دین کی اصلاح فرما جو کہ میرے معاملہ کی عصمت وحفاظت ہے، اور میری دنیا کی اصلاح فرما جس میں میری زندگی (گزربسر) ہے، اور میری آخرت کو سنوار دے جس کی طرف مجھے پلٹ کر جانا ہے، اور میری زندگی کو ہر خیر وبھلائی میں اضافہ کا سبب بنا، اور موت کو میرے لئے ہر شر وبرائی سے سامان راحت بنا دے۔

اور حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی دعاؤں میں سے یہ بھی ہے:

''اللهم إني أعوذبک من زوال نعمتک، وتحول عافيتک، وفجاءة نقمتک، وجميع سخطک''(۲)۔

اے اللہ! میں تجھ سے تیری نعمت کے زائل ہونے، تیری عافیت کے پلٹ جانے، تیرے عذاب کے اچانک آجانے، اور تیری تمام ناراضگیوں سے پناہ چاہتا ہوں۔

(۱) مسلم ۴/ ۲۰۸۷، حدیث نمبر: (۲۷۲۰)۔

(۲) مسلم ۴/ ۲۰۹۷، حدیث نمبر: (۲۷۳۹)۔

(۷)- مصیبت کی سختی سے، بدبختی کا شکار ہونے سے، برے فیصلہ سے، اور دشمنوں کی شماتت (ہنسنے) سے اللہ کی پناہ طلب کرنا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ برے فیصلہ سے، اور بدبختی کا شکار ہونے سے، اور دشمنوں کی شماتت (ہنسنے) سے، اور مصیبت کی سختی سے پناہ مانگا کرتے تھے(۱)۔

یہ اہم مقاصد کے چند نمونے ہیں، بندے کو چاہئے کہ انہیں ضائع نہ کرے، نیز بندے کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی' اپنے اہل خانہ کی اور تمام مسلمانوں کی اصلاح و درستی کے لئے دعاء کرنا نہ بھولے۔

اللہ کی رحمت' سلامتی اور برکت نازل ہو ہمارے سردار محمد ﷺ پر اور آپ کے آل واصحاب اور قیامت تک آنے والے ان کے سچے متبعین پر۔

الحمد لله الذي بنعمته تتم الصالحات
وصلى الله وسلم على نبينا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين
انتهت الترجمة مع الكتابة في: ٢١/٤/١٤٢٣هـ ليلاً.

---

(۱) مسلم ۴/۲۰۸۰، حدیث نمبر: (۲۷۰۷)۔

فہرست مضامین

◆□◆□◆□◆□◆□◆

مترجم کی دیگر علمی کاوشیں

۱- سنت کی روشنی اور بدعت کے اندھیرے (کتاب)	ترجمہ	مطبوع
۲- توحید کا نور اور شرک کی تاریکیاں (کتاب)	ترجمہ	مطبوع
۳- دعاء کے آداب وشرائط (کتاب)	ترجمہ	مطبوع
۴- زکاۃ، فرضیت اور احکام ومسائل (فولڈر)	جمع وترتیب	مطبوع
۵- رمضان المبارک کے احکام ومسائل (فولڈر)	جمع وترتیب	مطبوع
۶- سودی بینکوں میں شرکت اور.. (فولڈر)	ترجمہ	مطبوع
۷- زیارت مسجد نبوی، احکام وآداب (فولڈر)	ترجمہ	مطبوع
۸- مسجد نبوی کے علاوہ مدینہ کی دیگر مساجد کی زیارت کا حکم (فولڈر)	ترجمہ	مطبوع
۹- ولایت وکرامت ایک علمی وتحقیقی جائزہ (فولڈر)	جمع وترتیب	مطبوع
۱۰- تعویذ گنڈہ، دم اور جھاڑ پھونک کی شرعی حیثیت (فولڈر)	جمع وترتیب	مطبوع
۱۱- حج وعمرہ اور زیارت مسجد نبوی (فولڈر)	جمع وترتیب	مطبوع
۱۲- جائز وناجائز وسیلہ کی حقیقت (فولڈر)	جمع وترتیب	مطبوع
۱۳- جائز وناجائز تبرکات (فولڈر)	جمع وترتیب	مطبوع
۱۴- مسجد نبوی اور مدینہ کی دیگر مساجد کی زیارت کا حکم (کتاب)	ترجمہ	زیر ترتیب
۱۵- علم وحکمت کے جواہر پارے (ابن قیم کی کتاب "الفوائد" کا اردو ترجمہ)	ترجمہ	زیر ترجمہ